و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد ﷺ

اور اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو اپنی بہترین تخلیق حضرت محمد ﷺ پر

محمد ﷺ کی عظمت
اور
گستاخانِ رسول

(حصہ دوم)



مصنف:

نورالامین اخونزادہ

ایڈووکیٹ

فہرست

گستاخانِ رسول

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس پر لکھنے کی توفیق حاصل ہوئی ۔ الحمد للہ میں اللہ پاک کا بے حد مشکور ہوں کہ مجھے مقدس ہستی پر لکھنے کی توفیق عطا فرمائی ۔ اور مجھے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفیر اور سپاہی مقرر فرمایا۔ اب میں بحیثیت سفیر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سپاہی کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہوں اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور پوری انسانیت کے لئے ہدایت اور اُخروی نجات کا ذریعہ بنا دے ۔
آمین

آپ ﷺ کی مبارک ہستی پر کروڑوں اربوں کتابیں لکھنی بھی کم ہیں اور کروڑوں کتابیں بھی آپ ﷺ کی صفات کا احاطہ نہیں کر سکتی ۔ میری یہ تھوڑی سی کوشش سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے کے برابر بھی نہیں ۔

لہٰذا اس سلسلے میں ارادہ کیا ہے کہ جب تک زندگی رہی اپنی اس کتاب کو مکمل کر کے تیسرا حصّہ یا جِلد مرتب کرنا شروع کروں گا اور اسی طرح سلسلہ جاری رکھوں گا۔ (انشاء اللہ)

قلم ٹوٹ گئے زندگی ختم ہوئی

تیری اوصاف کا اِک باب بھی ختم نہ ہوا

غالب نے آپ ﷺ کی تعریف میں یہ شعر لکھا ہے ؎

غالب ثناء خواجہ بہ یزداں گراشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دان محمد است

ترجمہ: ”میں نے تاجدارِ کائنات ﷺ کی مدح و ثناء، اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دی ہے کیونکہ وہی اُن کے

مقام کو کما حقہ جاننے والا ہے''

پوری کائنات کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے واسطے سے پیدا فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو آپ ﷺ کی وجہ سے وجود دی اگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مبعوث نہ فرماتے تو کائنات کو بھی پیدا نہ فرماتے۔ پشتو کے مشہور بزرگ شاعر عبدالرحمان بابا نے اس کی تشریح اپنے شعر میں اس طرح کی ہے

کہ صورت دَ محمدؐ نہ وے پیدا

پیدا کڑے بہ خدائے نہ وہ دا دنیا

ترجمہ: اگر محمد ﷺ اس دنیا میں تشریف نہ لاتے تو اللہ تعالیٰ کائنات کا وجود پیدا نہ فرماتے۔

دوسری جگہ عبدالرحمان بابا فرماتے ہیں ؎

کہ یو زلے د ستا زلفے پہ لاس راغلے

یو ویختہ بہ دِ پہ درست جھان ور نکڑم

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسم کا ایک بال کا پوری دنیا قیمت ادا نہیں کرسکتی۔ آپ ﷺ کی جسم کی ایک بال بھی پوری کائنات سے بہتر ہے۔

پس جو بد بخت اور بیوقوف حیوان صفت انسان آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اُس شخص کا اپنا منہ گندہ ہوتا ہے اسی طرح جیسے اگر کوئی سورج اور چاند پر تھوکنا چاہے تاکہ سورج یا چاند کی خوبصورتی اور روشنی ضائع ہوجائے تو اس کے تھوک اُس کے چہرے پر واپس پڑیگی اور اس کا اپنا ہی منہ گندہ ہوگا۔ اسی طرح آپ ﷺ کی عظمت کو دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی بلکہ اس شخص کی گندگی اور غلاظت دنیا پر ظاہر ہوجاتی ہے جو آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوجاتا ہے۔

میں اپنے بچوں شاہ فیصل، حُذیفہ اور حمزہ کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے میری اس کاوش میں بھرپور ساتھ دیا اور اس کتاب کی تدوین میں میری کافی مدد فرمائی۔

اسکے علاوہ ان پروفیسر صاحبان کا بھی بے حد مشکور ہوں جنھوں نے میری رہنمائی فرمائی اور اس کتاب

میں مدد کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر سلیم الرحمان صاحب جو اسلامیہ کالج یونیورسٹی میں اسلامیات ڈیپارٹمنٹ کے چیئر مین ہیں اُنھوں نے مصروفیات کے باوجود بڑی دلچسپی سے اس کتاب میں میری رہنمائی کی۔ اور غلطیوں کا ادراک کیا۔ اللہ تعالیٰ پروفیسر ڈاکٹر سلیم الرحمان صاحب کی عمر دراز کریں اور اللہ تعالیٰ اُس کی یہ کاوش قبول فرمائے۔ آمین۔

ناظرین سے التماس ہے کہ اس سلسلے میری معاونت آپ کی ثوابِ دارین کے لئے اہمیت کا حامل ہے اگر کوئی مزید اور مستند اقوال بھیج کر اس میں اپنا حصّہ ڈالیں اور اگر کہیں بندہ ناچیز سے غلطی سرزد ہوئی ہو تو بھی مطلع فرمائیں تاکہ بروقت غلطیوں کی تدارک ہو سکے۔

اسکے علاوہ اگر کوئی اخلاص کے ساتھ اس کتاب کو فرنچ، جرمن یا دنیا کی دوسری اہم زبان میں ترجمہ کر سکتے ہیں تو اسکے لئے درخواست گزار ہوں تاکہ پوری دنیا کی انسانیت کو اس حقیقت کا علم ہو سکے۔

تمام مسلمانوں اور دنیا کے تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والوں سے گزارش ہے کہ جہنم سے بچنے، شرمندگی سے بچنے اور عزت کی چوٹیوں پر پہنچنے کا واحد راستہ محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان ہے۔ اور اس کامل نبیؐ کے پیچھے چل کر منزل ملتی ہے۔ انبیاؤں کی شریعت منسوخ اور محمد ﷺ کی شریعت اور لا الہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ میں ہی دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

گستاخانِ رسول سن لیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی گستاخی پر ناراض ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنے کلام میں فرمایا ہے ''لا ترفعو اصواتکم فوق صوت النبی'' میرے نبیؐ کے سامنے آواز بلند مت کرو۔ یہ آیت ادب سکھا رہا ہے۔ اور دوسری آیت میں **لا تجعلو دعأ الرسول بینکم کدعأ بعضکم بعضا**. میرے نبیؐ کو اس کے نام سے مت پکارا کرو۔ یاد رکھو 'محمدؐ' پکارنا بے ادبی ہے۔

بحر و بر، عرش و فرش، نباتات، جمادات، حیوانات، کائنات کا ہر زرہ جانتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسولؐ ہیں۔ نبیوں کے نبیؐ، جنات کے نبیؐ، عرش و فرش میں آپ ﷺ کی نبوت کی صدا۔ آپ ﷺ آخری

نبی ہیں، آپ سب سے اعلیٰ ہیں، آپ سب سے برتر ہیں اور سارے نبیوں کے اخلاق لے کر آئے ہیں، رہبر بن کر آئے، ہادی بن کر آئے، نجات دہندہ بن کر جہنم سے نکالنے والے، جنت کی راہ دکھانے والے، سخاوت سکھانے والے، تقویٰ سکھانے والے، توکّل سکھانے والے، عبادت سکھانے والے، محبت و الفت سکھانے والے، معاف کرنے والے، اخلاق والے۔

حضرت محمد ﷺ وہ کامل، وہ اکمل، وہ اطہر، وہ اعلیٰ، وہ ارفع، وہ برتر زندگی لے کر آئے جن پر نبیوں کے شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ ایسے نبیؐ جن کا اللہ تعالیٰ خود صفات بیان فرما رہے ہیں جس کی عکاسی علامہ اقبال کے اس شعر سے ہوتی ہے ۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

رسول ﷺ کے نور کے سامنے سورج بھی اندھا ہو جائے نظر نہ آئے اور جن کے دل کا ایسا روشن چراغ ہو کہ عرش کی روشنیاں بھی اس دل کی روشنیوں سے ماند پڑ جائیں۔ آپ ﷺ کی اتنی کامل نظر اور علم تھا کہ مسجد نبویؐ میں بیٹھ کر انہی آنکھوں سے جنت بھی دیکھ لیا اور جہنم بھی ۔ ایسے عظمت والے نبی ﷺ جن کی آنکھوں سے عرش تک نظر رہی ہے۔

آپ ﷺ نے خود فرمایا "جئتکم بخیر الدنیا و الآخرۃ" تمہاری دنیا بھی بنانے آیا ہوں اور آخرت بھی۔

عزت کے خزانے، دولت کے خزانے، کامیابی کے خزانے، بلندیوں کے خزانے، محبتوں کے خزانے، رفعتوں کے خزانے، برکتوں کے خزانے اور ان سب خزانوں کی کنجیاں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی۔ دنیا کے تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے سن لیں کہ آپ ﷺ کے احکامات پر چلنے والے عزت دار و کامیاب اور نہ چلنے والا ناکام۔ حتیٰ کہ تمام خزانوں کی کنجیاں آپ ﷺ کے پاس ہیں، جنت کا دروازہ بھی کھلے گا نہیں جب تک ہمارے پیارے نبی ﷺ داخل نہ ہو جائیں۔ سارے نبیوں پر جنت حرام ہے جب تک محمد ﷺ داخل نہ ہو جائیں اور ساری اُمتوں پر جنت حرام ہے جب تک محمد ﷺ کی

اُمت اس میں داخل نہ ہو۔

اِس کتاب کا دوسرا حصہ بھی الحمدللہ مکمل ہو چکا ہے۔تو قارئین سے گزارش ہے۔کہ اگر کہیں اِس کتاب میں غلطی ہو۔تو مؤدبانہ التماس ہے کہ مندرجہ ذیل نمبر یا ای میل پر اطلاع ضرور دیا کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح ممکن ہو سکے۔ جس کے لئے میں آپ کا بے حد مشکور رہوں گا اور دوسری گزارش یہ ہے کہ کتاب ھٰذا کا سلسلہ جاری رکھوں گا دوسرا حصہ تیار ہو چکا ہے تیسرا حصہ تیار ہو رہا ہے۔اور تیسرا حصہ بھی جاری رکھونگا اور اسی طرح چوتھا اور پانچواں حصہ جاری رکھوں گا۔ جب تک میری زندگی ہے۔انشاءَ للہ۔ یہ سلسلہ جاری رہیگا۔

توخواہش مند حضرات مندرجہ ذیل نمبر زنوٹ فرمالیں۔ اوراس مذکورہ موضوع پہ جتنا موادمل سکےتو مجھے مندرجہ ذیل ای میل پر بھیج دیا کریں یا موبائل پر مجھے اطلاع دیا کریں۔تو ساتھ اپنانام اور موبائل نمبر لکھنا نہ بھولئے۔ اوراپنے تاثرات بھی ارسال فرمائیں۔تا کہ غیروں کا مقابلہ قلم کے ذریعے کیا جاسکے۔

تیسری گزارش جو میں خاص طور مستدعی ہوں۔کہ اگراس کتاب کو کوئی دوسری زبانوں میں بھی ٹرانسلیٹ کرنے کی کوشش کریں گے۔تو بے شک ضروراُس کتاب کو دوسری زبانوں میں ترجمہ کر دیجئے۔تا کہ یہ حقیقت اُن غیروں پر بھی عیاں ہو سکے جو اس ہدایت اور حقیقت سے بے خبر ہیں۔یہ ایک نیک مقصد ہے لہٰذا اس میں اپنا حصہ ضرور ڈالیں۔ شکریہ۔

آخر میں میں اُن علماء کرام کا بے حد مشکور ہوں جنہوں میری کتاب کا مطالعہ کیا اور میری اس کاوش کو سراہا اور میری حوصلہ افزائی کی۔اور ساتھ ساتھ بہترین انداز میں میری رہنمائی کی۔اللہ تعالیٰ اُن سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائیں۔

اور اُن بھائیوں،علماء اور بزرگوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو میری کتاب کا پہلا حصہ پسند فرمایا اور میری حوصلہ افزائی کی۔اللہ تعالیٰ اُن تمام بھائیوں اور بہنوں اور بیٹیوں کو جزائے خیر دے۔اور اُن کی اس محبت کو قبول فرمائے آمین

Mobile No. 00923414330729 , 00923329863628

Email:aminnoorul52@gmail.com, aminnoorul52@yahoo.com

محمد ﷺ کی عظمت اور رسالت کی یہ ناچیز خدمت اس احساس کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ اس بے مثال موضوع کی خدمت کے لئے جس علم اور تقویٰ کی ضرورت ہے میں اُس سے تہی دامن ہوں۔

الحمدللہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے وہ جس ذرّہ بے مقدار سے جو کام لینا چاہتا ہے لے لیتا ہے۔لہٰذا یہ تمام خدمت صرف اُسی کی توفیق سے ہے۔ اُسی مالکِ کریم کی بارگاہ میں یہ التجا ہے کہ وہ اس خدمت کو اپنے فضل و کرم سے قبول فرما کر اُسے تمام انسانیت کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنادے اور راقم کے لئے آخرت کا ذخیرہ بنادے۔آمین

آپ کے لئے دعا گو، آپ کا خیر اندیش

نورالامین اخونزادہ (ایڈوکیٹ) مردان

گاؤں اسماعیلہ ضلع صوابی

تمہید

یہ کتاب ''محمد ﷺ کی عظمت اور گستاخان رسول'' جو آپکے ہاتھوں میں ہے محترم نورالامین صاحب کی تالیف ہے۔موصوف ایک دردِ دل رکھنے والے عاشق رسول مسلمان ہے اور عظمت دین اور محبت رسول ﷺ کا جذبہ صادقہ انکی گویا گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔میں نے ان سے اپنی رفاقت کے دوران انکو جب بھی اور جہاں بھی دیکھا، رسول اکرم ﷺ کی محبت میں سرتاپا ڈوبا ہوا پایا۔اپنے عظیم و جلیل پیغمبر حضرت محمدؐ سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا طرۂ امتیاز ہے۔مسلمان ہو اور اسکا سینہ عشق و محبت رسول ﷺ سے خالی ہو، میرے لئے ایسی صورت

حال نا قابل فہم ہے کہ

بقول اقبال ؎

طبعِ مسلم اَز محبت قاہر است   مسلم اَر عاشق نہ باشد کافر است

عظمت و محبت رسول ﷺ کے صحیح تصور تک جس انسان کی رسائی ہوتی ہے وہ صرف محمدؐ کی معرفت ہی کو نہیں پاتا بلکہ اپنے تصور کی بلندی اور حق شناسی کا ثبوت بھی بہم پہنچاتا ہے کہ

بقول مولانا رومی ؎

مادحِ خورشید مداحِ خود ست   کہ دو چشمم روشن و نامُر مد ست

ذمِّ خورشید جہاں ذمِّ خود ست   کہ دو چشمم کور و تاریک و بد ست

ترجمانی: سورج کے وجود اور اسکی چمک دمک اور تابانی کی تعریف کرنے والا صرف سورج ہی کی تعریف نہیں کرتا بلکہ خود اپنی بینائی اور صحت نظر کا ثبوت بھی فراہم کرتا ہے کہ میری آنکھیں ٹھیک ٹھاک اور قابل بصارت ہیں جبکہ سورج کے وجود اور اسکی تابانی کا منکر ایک دوسرا شخص صرف سورج کے وجود اور اسکی چمک دمک ہی کا انکاری نہیں بلکہ اس بات کا بھی اقراری ہے کہ میری آنکھیں اندھی اور نورِ بصارت سے محروم ہیں۔

پس انسانوں کے جمِّ غفیر میں جس شخص کی رسائی محمد عربیؐ کی عظمت و محبت تک ہوگئی ایسا شخص دراصل اشخاص و افراد کے مجموعے کا گُلِ سَر سَبد ہے کہ اسکی نگاہ اس قدر بلند اور فکر اس قدر راست ہے کہ کسی چھوٹی عظمت و محبت میں الجھنے کی بجائے اسکی رسائی اُسی بڑی عظمت و محبت تک ہوگئی جسکا نام عظمت و محبت محمد ﷺ ہے۔

ڈاکٹر اقبال رسول عربی ﷺ کی عظمت و محبت کو اپنے کتاب اسرار خودی میں بہ ایں الفاظ بیان کرتے ہیں۔

گر دلم آئینہ بے جوہر ست　　　ور بہ حرفم غیر قرآں مضمر ست
پردۂ ناموس فکرم چاک کُن　　　این خیاباں راز خارم پاک کن
روز محشر خوار و رسوا کُن مرا　　　بے نصیب از بوسہ پا کُن مرا

ترجمانی: اگر میرا سینہ جوہر محبت و معرفت سے خالی ہے اور اگر میرے کلام میں قرآن کے اسرار و رموز کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے تو اے محمد ﷺ میرے ناموس فکر کے پردے کو پھاڑ دیجئے اور آپکے لگائے گئے گلستانِ اسلام سے میرے وجودِ فکر کے کانٹے کو نکال کر پھینک دیجئے اور بروز قیامت میں آپکی قدم بوسی کیلئے آگے بڑھوں تو مجھے خوار و رسوا کر کے دھتکار دیجئے۔

محترم نورالامین صاحب نے اس کتاب میں محمد ﷺ کی ایسی ہی عظمت اور محبت کو آواز دی ہے اور منکرین و معاندین رسالت کے مقابلے میں اپنے آپکو محبانِ و عاشقانِ رسول کے زمرہ میں شمار کیا ہے۔ پیغمبر اسلام ؐ کی عظمت و فضیلت پر سیر حاصل بحث کی ہے اور ہمارے سامنے مخالفین و گستاخانِ رسول ﷺ کے انجام بد کا آئینہ دکھایا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس ضمن میں موصوف سے اور بھی دین کی خدمت لے اور اعلائے کلمتہ اللہ کی خاطر انکے قلم میں اور بھی برکت ڈالے۔ آمین

ڈاکٹر حافظ محمد مقصود صاحب مدظللہ
ایم۔بی۔بی۔ایس (پشاور)
ایم۔اے اسلامیات، ایم۔اے عربی (پشاور)
صوبائی امیر تنظیم اسلامی (صوبہ خیبر پختونخواہ)

تمام کائنات کے منکرین کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم اور چیلنج

وان کنتم فی ریبٍ ممّا نزلنا علیٰ عبدنا فاتو بسورة من مثله وادعوا شُهدآءَ کم من دون الله ان کنتم صٰدقین ط. فان لَّم تفعلوا و لن تفعلوا فا تّقو النّار الَّتی و قود ها ا الناس والحجارةُ اُعدَّت للکٰفرین.

ترجمہ:۔ اور اگر تم شک میں ہو اُس کلام سے جو ہم نے اُتارا ہے اپنے بندہ پر۔ تو لے آؤ ایک سورة اس جیسی۔ اور بلاؤ اس کو جو تمہارا مددگار ہو اللہ تعالیٰ کے سِوا۔ اگر تم سچّے ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کرسکو اور ہر گز نہ کرسکو گے تو پھر بچو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ تیار کی ہوئی ہے کافروں کے واسطے۔

سورة بقرہ (آیت ۲۲۔۲۳)

God's challenge and order for non-believer of

Whole universe

If you are in doubt of what We have revealed to Our Prophet , produce one verse comparable to it. Call upon your helpers besides God to assist you, if what you say be true, But if you fail, as you are sure to fail, then guard yourselves against the fire whose fuel is men and stone prepared for the unbelievers.

مومنوں کے لیے خوشخبری

یکفی بنا فضلاً علی غیرنا

حب النبی محمدؐ ایانا

ترجمہ: ہمیں غیروں پر صرف یہی فضیلت کافی ہے

کہ ہمارے دل حب نبیؐ سے پُر ہیں۔

تفسیر ابن کثیر

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت

غالب نے آپ ﷺ کی تعریف میں یہ شعر لکھا ہے ۔

غالب ثناء خواجه به یزدان گراشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبه دان محمد است

ترجمہ: ’’میں نے تاجدار کائناتؐ کی مدح وثناء، اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دی ہے کیونکہ وہی اُن کے مقام کو کما حقہ جاننے والا ہے‘‘

پشتو کے مشہور بزرگ شاعر عبدالرحمان بابا نے اس کی تشریح اپنے شعر میں اس طرح کی ۔

که صورت دَ محمدؐ نه وے پیدا

پیدا کڑے به خدائے نه وه دا دنیا

ترجمہ: اگر محمد ﷺ اس دنیا میں تشریف نہ لاتے تو اللہ تعالیٰ کائنات کا وجود پیدا نہ فرماتے۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ: اگر عرش والے کے بعد اگر کائنات کے اندر سب سے زیادہ کسی کی تعریف کی جا سکتی ہے تو صرف مدینہ کے تاجدار کی تعریف کی جا سکتی ہے اور کسی کی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی برکت سے کائنات کا وجود

مجدد الف ثانی نے مکتوبات شریف میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ:

'' لولاہ لما خلق اللہ سبحانہ الخلق ولما اظہر الربوبیہ''

ترجمہ: '' اگر حضور ﷺ کی ذات بابرکات نے اس عالم دنیا میں ظہور نہ فرمانا ہوتا۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کو پیدا ہی نہ کرتا۔ اور نہ ہی اپنی ربوبیت کا اظہار فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی برکت سے کائنات کا وجود

مجدد الف ثانی نے مکتوبات شریف میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ:

'' لولاہ لما خلق اللہ سبحانہ الخلق ولما اظہر الربوبیہ''

ترجمہ: '' اگر حضور ﷺ کی ذات بابرکات نے اس عالم دنیا میں ظہور نہ فرمانا ہوتا۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کو پیدا ہی نہ کرتا۔ اور نہ ہی اپنی ربوبیت کا اظہار فرمایا۔

(مکتوبات شریف)

(مکتوبات شریف)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد ﷺ

اور اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو اپنی بہترین تخلیق حضرت محمد ﷺ پر

تیری صورت تیری سیرت زمانے سے نرالی ہے۔

تیری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے۔

جنون عشق سے تو خدا بھی نہ بچ سکا اقبال

تعریف حسنِ یار میں سارا قرآن لکھ دیا

حُسن کی مثال محمد ﷺ ہیں لیکن

محمد ﷺ کی مثال کوئی حسن نہیں

لفظ محمدؐ بول کر تو دیکھو ادب سے

ہونٹ بھی ہونٹوں کو چوم لیتے ہیں

محمد ﷺ کی عظمت اور شانِ اعلیٰ

محمد کی عظمت اور شانِ اعلیٰ کو حدیث قدسی میں :۔

'' لولاک لما خلقت الافلاک''

ترجمہ: ''اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں افلاک کی تخلیق نہ کرتا''

اسی قول کو علامہ اقبال نے اپنے اشعار میں یوں وضاحت کی ہے:۔

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

تشریح: اے میرے کریم محبوب (صلی اللہ علیک وآلِک وسلّم، فداک، امی وابی ورُوحی)! آپؐ سب کچھ ہیں یعنی سب کچھ آپ ہی کے وجود مسعود کی بدولت عالم وجود میں آیا۔ آپؐ نہ ہوتے تو نہ لوح ہوتا، نہ قلم ہوتا اور نہ کتاب ہوتی، اور آپؐ کی شان پاک کا اندازہ اس

اس سے ہوسکتا ہے کہ یہ آسمان جس کے طول وعرض کا کچھ
پتہ نہیں ہے آپ ؐ کے وجود محیط کے سامنے اس کی حقیقت
ایسی ہے جیسے سمندر کے مقابلے میں ایک بُلبُلا۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ایک طرف کو نکلا تو میں نے دیکھا کہ جو درخت اور پہاڑ بھی سامنے آتا
ہے اس سے ''السّلام علیک یارسول اللہ'' کی آواز آتی ہے اور میں خود اس آواز کو اپنے
کانوں سے سن رہا تھا۔
(سنن الترمذی، الحدیث)

مسلم ماؤں کی عظمت ورفعت

میری بیٹی یوتھ ایکسچینج سٹڈی پروگرام کے سلسلے میں امریکہ گئی تھی اس دوران وہ ہوائی سٹیٹ کے پیلکائی خاندان میں مقیم رہی۔ وطن لوٹ آئی تو ایک مرتبہ میں باتوں باتوں میں پوچھا: ''بیٹی! یہ بتاؤ کہ امریکی ''Mom'' اچھی ہے یا پاکستانی امی''۔

کہنے لگی کہ دونوں ہی اچھی ہیں

جواب سن کر میں نے کہا کہ نہیں بیٹی! امریکہ تو کیا؟ ساری دنیا کی عیسائی، یہودی اور مشرک مائیں مل کر بھی آپ کی ''پاکستانی امی'' کے قدموں کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتیں، کیوں کہ آپ کی پاکستانی ''امّی'' کا سینہ نورِ ایمان سے منور ہے اور اُس میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت کی شمع روشن ہے

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرط اوّل ہے

اُسی میں ہو اگر خامی تو ایمان نامکمل ہے

یہی ایک نسبت ہے جس کے طفیل میں دنیا بھر کی تمام مسلمان ماؤں کی عظمت ورفعت کو سلام کرتا ہوں اور تمام مسلمان ماؤں کی اعلیٰ وارفع شان کو سلوٹ کرتا ہوں۔

مسلمان کی شان

الحمدللہ

میں فقط خاک ہوں مگر محمد ﷺ سے ہے نسبت میری
یہ ایک رشتہ ہے جو میری اوقات بدل دیتا ہے۔

الحمدللہ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں۔

الحمدللہ

اس دن سے بلندی پر پہنچی ہے میری قسمت
جس دن سے محمد ﷺ کا ہونٹوں پہ ترانہ ہے
اک فقط نام محمدؐ سے محبت کی ہے
ہم نے بدلا ہے زمانے میں محبت کا مزاج

الحمدللہ

جب سے میں نے اپنے دل میں محمد ﷺ کو بسایا
خوش قسمت خود کو میں سب سے بڑھ کر پایا

الحمدللہ

عزت اُسی کی ہوگی جو حضور ﷺ کی عزت کی بات کرے گا۔

نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

هزار بار بشویم دهن به مشک و گلاب
هنوز نامِ تو گویم کمال بے ادبی ست

ترجمہ: ھزار بار منہ مشک وگلاب سے دھولوں
پھر بھی تمہارا نام لوں تو انتہائی بے ادبی ہوگی

شیخ سعدیؒ

بشکریہ: بلال باچہ ایڈوکیٹ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسم مبارک اور شان کریمی

فتح مکہ کے ایک روز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مکان کی دیوار سے ٹیک لگائے اپنے کسی غلام کے ساتھ گفتگو فرمارہے تھے اور وہ مکان ایک کافرہ عورت کا تھا اُس نے جب حضور نبی اکرم ﷺ کی آواز (مبارک) سُنی تو بُغض وحسد کی وجہ سے اپنے مکان کی کھڑکیاں بند کرلیں۔ تاکہ آپ ﷺ کی آواز

مبارک اُسے سنائی نہ دے۔ ادھر حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہِ مصطفوی محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جس مکان کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے ہیں یہ ایک کافرہ عورت کا مکان ہے اور اس مکان میں رہنے والی کافرہ عورت نے بُغض وحسد سے اپنے مکان کی کھڑکیاں بند کردی ہیں تاکہ آپ محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی آواز اُسے سنائی نہ دے۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے!

چونکہ آپ ﷺ کی پُشت انور اُس مکان کے ساتھ مَس کرگئی ہے اس لیے وہ نہیں چاہتا کہ اس مکان میں رہنے والے دوزخ میں جائیں۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اس کافرہ نے اپنے مکان کی کھڑکیوں کو بند کیا اور ہم نے اس کے دل کے کھڑکیوں کو کھول دیا ہے“

جبریل علیہ السلام کا یہ کہنا تھا کہ اس عورت کی اندر بیٹھے بیٹھے دل کی دنیا بدل گئی۔ اور وہ بے قرار ہوکر باہر نکلی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں پر گر گئی اور مسلمان ہوگئی اور صدقِ دل سے کہا: **اشهد ان لا اله الا لله و اشهد ان محمد الرسول لله سبحان الله الحمد لله** (نزہت المجالس، جلد۲)

جدھر جدھر بھی گئے، وہ کرم ہی کرتے گئے
کسی نے مانگا نہ مانگا، وہ جھولیاں بھرتے گئے

مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی ط یایھاالذین اٰمنو صلّو علیہ و سلّمو تسلیما..

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسولؐ پر۔ اے ایمان والو۔ رحمت بھیجو اُس پر

اور سلام بھیجو، سلام کہہ کر۔

فضائل: درُود پاک ایک انمول نعمت ہے۔ جس کی فضیلت بے پناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ارشادات عالیہ حسب ذیل ہیں جن میں درُود پاک کے ان گنت فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

حدیث ۱: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے مجھ پر ایک بار درُود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ اور اس کے دس گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ (نسائی شریف)

حدیث ۲: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے روز وہ شخص میرے سب سے قریب ہوگا جس نے مجھ پر اکثر درُود پاک پڑھا ہوگا

(ترمذی شریف)

دنیا اور آخرت کے کامیاب ترین اور بہشت میں جانے والے لوگ

فالذین اٰمنو به و عزّرُوه و نصروه و اتّبعوا النّور الّذی اُنزل معه اُولٰئک هم المفلحون

ترجمہ: پس جو لوگ محمد ﷺ پر ایمان لائے۔ اور اُس کی رفاقت کی، اور اُس کی مدد کی اور تابع

ہوئے اُس نور کے۔ جو اُس کے ساتھ اُترا ہے۔ وہی لوگ کامیاب ہوئے۔

سورۃ الاعراف

دنیا اور آخرت کے ناکام ترین اور دوزخ میں جانے والے لوگ

انّ الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی ا لدّنیا و الا ٰخرۃ و اعدّ لھم عذاباً مھینا.

ترجمہ: جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اُس کے رسولؐ کو اُن کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں تیار رکھا ہے اُن کے واسطے ذلّت کا عذاب۔

سورۃ الاحزاب

دنیا میں ذلّت اور آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق لوگ

جو لوگ واضح دلیل سننے کے بعد بھی اپنے کفر پر ڈٹے رہتے ہیں اور نہ ان کے پاس کوئی علم ہے اور نہ کوئی دلیل ہے اور ان لوگوں کا مقصد صرف یہ ہو کہ مومن لوگوں کو ایمان و یقین کی راہ سے ہٹا دیں تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ذلیل کریگا اور آخرت کا عذاب بھی ان کا مقدر ہوگا اور واضح کر دیا جائے گا کہ یہ تمہارے کرتوتوں کی سزا ہے

(سورۃ الحج آیت نمبر ۶۔۱۱)

کائنات کا خوش قسمت ترین و کامیاب ترین اور محبوب ترین پہاڑ

جبل احد: اس پہاڑ کی بھی زیارت کرے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لاتے اور قیام فرماتے تھے اور اس پہاڑ کو بہت محبوب رکھتے تھے۔ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے جبل احد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

''ھذا جبل یحبنا ونحبہ''

یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں

بخاری شریف میں ایک روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جبل احد پر پڑی تو اللہ اکبر کہا اور ارشاد فرمایا ۔ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر قائم ہوگا۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ احد پہاڑ پہ چڑھے ابوبکر، عمر، طلحہ، زبیر ،عثمان (رضی اللہ عنہم اجمعین) ساتھ تھے تو جبل احد (احد کا پہاڑ) خوشی سے جھومنے لگا۔ کہ اللہ کے رسول ﷺ کے قدم مجھ پہ پڑ گئے ۔

اور یہ جبل غیر ہم سے عداوت رکھتا ہے طبرانی نے کبیر اوسط میں اس روایت کو بیان فرماتے ہوئے یہ اضافہ کیا ہے احد جنت کے دروازہ پر ہے۔ جبل غیر ہم سے بغض رکھتا ہے ہم اسے اچھا نہیں سمجھتے یہ جہنم کے دروازے پر ہے۔ اس جبل غیر کو میں نے اس کتاب کے گستاخانِ رسول کے حصّہ میں شامل کیا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فاذا مررتم بہ فکلوا من شجرۃ وم عضاھۃ''

'' جب اس کے قریب سے گزرو تو اس کے پھلوں سے کچھ نہ کچھ کھاؤ اگر چہ کوئی عام گھاس ہی کیوں نہ ہو''

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُحد پہاڑ نظر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، اے اللہ! بے شک ابراہیمؑ نے مکہ کو حرام قرار دیا، اور میں مدینہ کے دونوں پتھریلی جگہ کے درمیانی علاقے کو حرام قرار دیتا ہوں'' متفق علیہ۔

نیز فرمایا ''اربعۃ اجبال من اجبال الجنۃ قال فما لا جبال؟ قال احد

تحبنا ونحبہ ورقان والطّور والبنان''

''چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں عرض کیا گیا وہ کون سے ہیں فرمایا احد کہ وہ ہم کو محبوب ہے اور ہم اس کو۔ اور ورقان اور طور والبنان یعنی جبل قاسیون''

۱۔ درود شریف کے فضیلت و برکات:

ایک یہودی کسی مسلمان کا پڑوسی تھا اس یہودی کے ساتھ اس کا مسلمان پڑوسی بہت اچھا سلوک کرتا تھا مسلمان کی عادت تھی وہ ہر تھوڑی دیر بعد یہ جملہ کہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے سے ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ اور ہر حاجت مراد پوری ہوتی ہے۔ جو کوئی بھی اس مسلمان سے ملتا وہ مسلمان اسے اپنا یہ جملہ ضرور سناتا اور جو بھی اس کے ساتھ بیٹھتا اسے بھی ایک مجلس میں کئی بار یہ جملہ مکمل یقین سے سناتا

تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے سے ہر دعا قبول ہوتی ہے یہ جملہ اس مسلمان کے دل کا ایمان اور یقین تھا اور وہ خود اس جملے کے فوائد وثمرات دن رات اپنی زندگی میں دیکھتا رہتا تھا اور واقعی اس جملے میں کوئی مبالغہ یا مغالطہ بھی نہیں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے ایک مقرب صحابی رضی اللہ عنہ کو یہ وظیفہ ارشاد فرمایا کہ اگر وہ اپنا تمام وقت درود شریف میں گذاریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی دنیا وآخرت کی تمام حاجتیں

پوری فرمائے گا اس مسلمان کے جملے سے اس کے پڑوسی اس یہودی کو بہت تکلیف ہوتی تھی
مگر وہ کیا کر سکتا تھا اسے اپنے کاموں اور ضروریات ک لئے بار بار اس مسلمان سے ملنا ہوتا
اور ان ملاقاتوں کے دوران اسے بار بار یہی جملہ سننے کو ملتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
شریف بھیجنے ہر دعا قبول ہوتی ہے اور ہر حاجت اور مراد پوری ہوتی ہے۔اس یہودی نے اس
مسلمان کو جھوٹا کرنے کی ٹھان لی اس نے ایک سازش تیار کی تا کہ اس مسلمان کو ذلیل ورسوا
کیا جائے اور درود شریف کی تاثیر پر اس کے یقین کو کمزور کیا جائے اور اس سے یہ جملہ کہنے
کی عادت چھڑوائی جائے یہودی نے ایک زرگر یعنی سنار سے سونے کی ایک انگوٹھی بنائی اور
اسے تاکید کی کہ ایسی انگوٹھی بنائے کہ اس جیسی انگوٹھی پہلے کسی کے لئے نہ بنائی ہو زرگر نے
انگوٹھی بنادی وہ یہودی انگوٹھی لے کر مسلمان کے پاس آیا حال احوال کے بعد مسلمان نے اپنا
وہ جملہ اپنی وہی دعوت دہرائی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے سے ہر دعا قبول ہوتی
ہے اور ہر حاجت اور مراد پوری ہوتی ہے۔ یہودی نے دل میں کہا کہ اب بہت ہوگئی بہت
جلد یہ جملہ تم بھول جاؤ گے کچھ دیر بات چیت کے بعد یہودی نے کہا میں سفر پر جا رہا ہوں
میری ایک قیمتی انگوٹھی ہے وہ آپ کے پاس امانت رکھ کر جانا چاہتا ہوں واپسی پر آپ سے
لے لوں گا مسلمان نے کہا کوئی مسئلہ نہیں آپ بے فکر ہو کر انگوٹھی میرے پاس چھوڑ جائیں
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے سے ہر دعا قبول ہوتی ہے اور ہر حاجت اور مراد پوری
ہوتی ہے یہودی نے وہ انگوٹھی مسلمان کے حوالے کی اور اندازہ لگا لیا کہ مسلمان نے وہ انگوٹھی
کہاں رکھی ہے رات وہ چھپ کر اس مسلمان کے گھر کودا اور بالآخر انگوٹھی تلاش کر لی اور اپنے
ساتھ لے گیا اگلے دن وہ سمندر پر گیا اور ایک کشتی پر بیٹھ کر سمندر کی گہری جگہ پہنچا اور وہاں وہ
انگوٹھی پھینک دی اور پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گیا اس کا خیال تھا کہ جب واپس آؤں گا اور اس
مسلمان سے اپنی انگوٹھی مانگوں گا تو یہ نہیں دے سکے گا۔تب میں اس پر چوری اور خیانت کا

الزام لگا کر خوب چیخوں گا اور ہر جگہ اسے بدنام کروں گا وہ مسلمان جب اپنی اتنی رسوائی دیکھے گا تو اسے خیال ہوگا کہ درود شریف سے کام نہیں بنا اور یوں وہ اپنا جملہ اور اپنی دعوت چھوڑ دے گا مگر اس نادان کو کیا پتا تھا کہ درود شریف کتنی بڑی نعمت ہے یہودی واپس آ گیا سیدھا اس مسلمان کے پاس گیا اور جاتے ہی اپنی انگوٹھی طلب کی مسلمان نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے سے ہر دعا قبول ہوتی ہے اور ہر حاجت اور مراد پوری ہوتی ہے آپ اطمینان سے بیٹھیں آج درود شریف کی برکت سے میں صبح دعا کر کے شکار کے لئے نکلا تھا تو مجھے ایک بڑی مچھلی ہاتھ لگ گئی آپ سفر سے آئے ہیں وہ مچھلی کھا کر جائیں پھر اس مسلمان نے اپنی بیوی کو مچھلی صاف کرنے اور پکانے پر لگا دیا اچانک اس کی بیوی زور سے چیخی اور اسے بلایا وہ بھاگ کر گیا تو بیوی نے بتایا کہ مچھلی کے پیٹ سے سونے کی انگوٹھی نکلی ہے اور یہ بالکل ویسی ہے جیسی ہم نے اپنے یہودی پڑوسی کی انگوٹھی امانت رکھی تھی وہ مسلمان جلدی سے اس جگہ گیا جہاں اس نے یہودی کی انگوٹھی رکھی تھی انگوٹھی وہاں موجود نہیں تھی وہ مچھلی کے پیٹ والی انگوٹھی یہودی کے پاس لے آیا اور آتے ہی کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے سے ہر دعا قبول ہوتی ہے اور ہر حاجت اور مراد پوری ہوتی ہے۔ پھر اس نے وہ انگوٹھی یہودی کے ہاتھ پر رکھ دی یہودی کی آنکھیں حیرت سے باہر نکلی رنگ کالا پیلا اور ہونٹ کانپنے لگے اس نے کہا یہ انگوٹھی کہاں سے ملی مسلمان نے کہا جہاں ہم نے رکھی تھی وہاں ابھی دیکھی وہاں نہیں ملی مگر جو مچھلی آج شکار کی اس کے پیٹ سے مل گئی ہے۔ معاملہ مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہا۔ مگر الحمد للہ آپ کی امانت آپ کو پہنچی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے پریشانی سے بچا لیا ہے بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے سے ہر دعا قبول ہوتی ہے اور ہر حاجت اور مراد پوری ہوتی ہے۔ یہودی تھوڑی دیر کانپتا رہا پھر بلک بلک کر رونے لگا مسلمان اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا یہودی نے کہا مجھے غسل کی جگہ دے دیں غسل کر کے آیا

اور فوراً کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت پڑھنے لگا اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ وہ رو رہا تھا اور اس کا مسلمان دوست بھی۔ جب اس کی حالت سنبھلی تو مسلمان نے اس سے وجہ پوچھی تب اس یہودی نے سارا قصہ سنایا مسلمان کے آنسو بہنے لگے اور وہ بے ساختہ کہنے لگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے ہر دعا قبول ہوتی ہے اور ہر حاجت و مراد پوری ہوتی ہے۔

ترجمہ: جناب محترم محمود الحسن صاحبؒ
تفسیر: جناب محترم شبیر احمد عثمانی صاحبؒ

۲۔ درود شریف کی فضیلت و برکات

ایک مرتبہ حضرت شیخ محمد بن سلیمان جذولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وضو کرنے کے لئے ایک کنویں پر گئے مگر اُس سے پانی نکالنے کے لئے کوئی چیز پاس نہ تھی۔ شیخ پریشان تھے کہ کیا کروں؟
اتنے میں ایک اونچے مکان سے بچی نے دیکھا تو کہنے لگی: یا شیخ: آپ وہی ہیں نا، جن کی نیکیوں کا بڑا چرچا ہے؟
اس کے باوجود آپ پریشان ہیں کہ کنویں سے پانی کس طرح نکالوں۔ پھر اُس بچی نے کنویں میں اپنا لعاب (یعنی تھوک) ڈال دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں کنویں کا پانی بڑھنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ کناروں سے نکل کر زمین پر بہنے لگا۔
شیخ نے وضو کیا اور اُس بچی سے کہنے لگے: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے یہ مرتبہ کیسے حاصل کیا؟

اس بچی نے جواب دیا: میں رسول کریم، رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پاک پڑھتی ہوں۔ یہ سن کر حضرت شیخ سلیمان جذولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قسم کھائی کہ میں دربار رسالت میں پیش کرنے کے لئے درود وسلام کی کتاب ضرور لکھوں گا۔
پھر آپ نے ''دلائل الخیرات'' نامی کتاب تحریر فرمائی جو بہت مشہور ہوئی۔

مطالع المسرات مترجم ص ۳۳، ۳۴

آپ ﷺ کے پیدائش کے واقعات

ایسے عظیم نبیؐ جن کی پیدائش پر زمین پر کھڑے بت منہ کے بل گر پڑے۔

کسریٰ کے محل کی ہزار سال سے جلنے والی آگ بجھ گئی۔

بیت اللہ کے بُت اور سارے دُنیا کے بُت زمین پر جا گرے۔

اماں آمنہ بی بی نے ساری کائنات دیکھی، شرق وغرب کی۔ حیراں ہوئی۔

یہ بچہ کیسا ہے۔ گود میں لیا، دیکھ رہی ہے حیرت سے کہ ایک دم بادل چھا گئے اور اس بادل کے اندر آپ ﷺ چھپ گئے۔ حضرت آمنہ بی بی کو یوں لگا کہ بچہ گود میں نہیں، بادل سے آواز آئی

"طوفو به مشارق ا لارض و مغاربها. ليعر فو با سمه و نعمته و صو رته"

اس بچے کو مشرق اور مغرب کا چکر لگواؤ تا کہ سارا عالم جان لے کہ کون ہے کیا شخصیت ہے۔

اسے آدمؑ کے اخلاق دو

شیثؑ کی معرفت دو

نوحؑ کی دلیری دو

اِبراہیمؑ کی دوستی دو

اِسماعیلؑ کی قربانی دو

صالحؑ کی فصاحت دو

لوطؑ کی حکمت دو

اسحاقؑ کی رضا دو

یعقوبؑ کی بشارت دو

یوسفؑ کا حسن دو

موسیٰؑ کی شدت دو

یوشعؑ کا جہاد دو

دانیالؑ کا محبت دو

الیاسؑ کا وقار دو

ایوبؑ کا دل دو

داؤدؑ کی شیرین زبان دو

یونسؑ کی اطاعت دو

یحییٰؑ کی پاکدامنی دو

عیسیٰؑ کا زہد دو

اور تمام انبیاء کے اخلاق اس بچے کے اندر سجا دو

ایسا پاک نبیؑ سوا لاکھ نبیوں کی صفتیں جسے پیدا ہوتے ہی ملیں

اے انسانوں! اے گندی کیچڑ کے دل رکھنے والوں!! محمد ﷺ کی عظمت کو ذرا بھی نہ گھٹا سکو گے بلکہ اپنے ہی ظاہر اور باطن کالا کرلو گے ایسے ہی جیسے سورج کی کرنوں پر تھوک تھوک کر اپنی ہی ظاہر اور باطن گندہ کرنا۔ غضب کے مستحق ہو کر گمراہی پر چل پڑے۔

جو آپ ﷺ کے رسالت پر ایمان لائے پاکیزہ ہو گئے، عزت کی چوٹیوں پر فائز ہو گئے، ہدایت پا گئے، دنیا اور آخرت بنا دی گئی، اُونچے درجوں کے مالک بن گئے۔

محترم مولانا طارق جمیل صاحب

(رہنمائے تبلیغی جماعت)

محمدؐ کے صفاتِ عالیہ

آنحضور ﷺ کے محاسن و مناقب گنواتے ہوئے اگر صبح سے شام ہو جائے اور شام سے صبح، تمام سمندروں کے پانی کو سیاہی اور تمام درختوں کی شاخوں کو قلم بنا دیا جائے تو یہ سب سکڑ جائے لیکن پھر بھی

آپ ﷺ کی مدح کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

ہوگئیں زندگیاں ختم اور قلم ٹوٹ گئے

ترے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

حضور نبی کریم ﷺ تاجدارِ عرب وعجم، فخر موجودات، سرور کائنات ﷺ تاریخ عالم کی وہ عظیم الشان ہستی ہیں جن کی مثال کرہ ارض پر کہیں نہیں ملتی۔ آپ ﷺ کی شخصیت اس قدر جامع، مکمل، ارفع، اعلیٰ، منزہ، عیبوں سے بَری، پاک، مبراء، مقدس، محترم اور مکرم ہے کہ اس کی مدح وستائش سے قلم عاجز، ذہن عاری اور زبان گنگ ہے۔

کس نے ذروں کو آٹھایا اور صحرا کر دیا

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا درّ یتیم

اور غلاموں کو زمانہ بھر کا مولا کر دیا

آپ ﷺ جب دنیا تشریف لائے تو ارض و سما میں خوشیوں کی لہر دوڑ گئی بطحا کی وادیوں میں بہار آ گئی۔ کیونکہ سرکار سردار الساکنین جنت ہیں۔ حوض کوثر سے شراب طہوریٰ چھلکنے لگی۔ کہ ساقی کوثر آ گئے ہیں۔ آسمان نے کہا مجھے میرا احد مل گیا زمین نے کہا کہ مجھے میرا لحد مل گیا۔ مسجد نے کہا مجھے میرا مینارہ مل گیا بی بی حلیمہ نے کہا مجھے رج دلارا مل گیا بی بی آمنہ نے کہا مجھے آنکھوں کا تارہ مل گیا حضرت عبدالمطلب نے کہا مجھے میرے بڑھاپے کا سہارا مل گیا۔ ذروں نے کہا ہمیں ستارہ مل گیا۔ غار حرا نے کہا مجھے آج ساکن مل گیا۔

محمد ﷺ کے لازوال صفات

حضورﷺ کی حیات پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ۔لٹریچر کی ایک ندی رواں ہے ۔ جو رُکتی نہیں ۔اور مسلسل رواں دواں ہے۔نہایت غیر ترقی یافتہ اور غیر مہذب انسانی گروہ ہوگا۔جس نے عالم انسانی کی عظیم ترین اور ہر لحاظ سے تاریخی شخصیت کے عمل و کردار کو سمجھنے اور حسب استطاعت اس میں سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔

اور آپﷺ کی رہنمائی میں آخرت کے ختم نہ ہونے والے انعامات کے وعدے ہیں اور آخرت کے لامحدود خوشیاں اور کامیابیوں کے وعدے ہیں۔ آخرت کی خوشیوں کے سامنے دنیا کی خوشیاں ایک قطرہ بھی نہیں ۔

اور جن لوگوں نے انکار کیا۔ ذلتوں، ہلاکتوں ،رسوائیوں، ناکامیوں ،اور گمراہی کے اندھیروں میں مارے مارے بھٹک گئے ۔ ہر محاذ پر شکستوں سے واسطہ پڑا۔اور ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ نہ ملا۔اور آخرت کی نہ ختم ہونے والی ناکامیوں میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔آخرت کی پریشانیاں اور تکلیفیں سمندر کی مانند ہے جس کے سامنے یہ دنیا کی پریشانیاں اور تکلیفیں ایک قطرہ بھی نہیں۔

آپؐ کے مبارک کلام آپؐ کے عظمت کی وضاحت

خود نبی کریمﷺ نے فرمایا۔ایک دن میں وادئ بطحا میں آرام کرر ہا تھا۔میری آنکھیں سو

رہی تھیں، دل جاگ رہا تھا۔ کہ ایسے دو فرشتے میرے پاس آئے، ایک فرشتے نے دوسرے سے پوچھا۔ ''کیا یہ وہی ہیں جن کی طرف ہم کو بھیجا گیا ہے؟'' دوسرے فرشتے نے کہا۔ ہاں ہاں! یہی تو ہیں۔ جن کی طرف ہم کو بھیجا گیا ہے۔

(آپ ﷺ نے فرمایا) پھر ایک ترازو قائم کیا گیا۔ اس کے ایک پلڑے میں مجھ کو رکھا گیا۔ دوسرے پلڑے میں ایک عام شخص کو رکھا گیا۔ میرا پلڑا بھاری رہا۔ پھر ایک دس کو میرے ساتھ تولا گیا۔ میں تب بھی وزنی ٹھہرا۔ پھر دس کی جگہ سو کو میرے ساتھ ترازو کیا گیا۔ میرا پلڑا اتب بھی بوجھل ہی رہا۔ پھر ایک ہزار سے میرے تولنے کی بات ہوئی تو ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا (کیا گن گن کے تول رہے ہو؟ ایک، دس، سو ہزار، لاکھ، کروڑ کیا؟)

"لو وزنت الدنیا کلھا لر جحھا"

اگر ایک پلڑے میں دنیا کے سارے مدبر، مفکر، مصلح، ریفارمر، فقیہ مجتھد، امام، پیر و فقیر، صاحبانِ جمال و کمال بڑے سے بڑے غرض ساری دنیا والے ڈال دیئے جائیں اور دوسرے پلڑے میں اکیلے آمنہ کے لال ہوں۔ ساری دنیا والے مل کر بھی اکیلے مدینے والے مقابلہ نہیں کر سکتے۔

حضور ﷺ کی شان بلند

دیکھیئے: حضور اقدس ﷺ ہماری تعریف اور ہماری تقدیس سے بے نیاز ہیں، ان

کے بارے میں خود اللہ جل شانہ نے یہ فرما دیا کہ ''ورفعنا لک ذکرک'' کہ ہم نے تمہارے تذکرے کو بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ دیکھ لو۔ ایسا بلند مقام کہ چوبیس گھنٹے میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا کہ دنیا میں کہیں نہ کہیں ''اشھدُ انّ محمداً رسول اللہ'' کی صدا بلند نہ ہوتی ہو۔ ہر وقت اور ہر لمحہ حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی بلند بانگ سے دی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے ذکر کو اتنا بلند فرمایا، یہ لوگ ہزار بدزبانیاں کیا کریں، لیکن کائنات کی ساری قوتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور تقدیس کے گیت گاتی ہیں، اور آپؐ پر درود بھیجتی ہیں

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النّبی

اللہ جل شانہ ان پر رحمت بھیجتے ہیں، فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں، ان کو نہ ہمارے تمہارے درود کی حاجت ہے ان کو نہ ہماری اور تمہاری تعریف کی حاجت ہے، اور نہ بد باطن لوگوں کی طرف سے کسی تعریف کے حاجت ہے، وہ ذات تو اس سے بلند و برتر و بالا ہے ان تمام تعریفات سے بلند ہے۔

پیدائشی تعریف

اس کو تو پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ نے ''محمدؐ'' قرار دیا۔

یعنی جس کی تعریف کی گئی، جس کی تعریف زمین و آسمان میں ہے۔ جس کی تعریف فرشتوں میں ہے۔ جس کی تعریف کائنات میں ہے۔ اس ذات کو آپ کی اور ہماری تعریف کی

حاجت نہیں۔ لیکن یہ ایک مسلمان کی خوش بختی ہوگی کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی تعریف کو اور آپ کی عظمت اور تقدیس کو، آپ کی حرمت کو برقرار رکھنے کے لئے وہ ایسا اقدام کرے جس سے ان بد باطنوں کو نقصان پہنچے۔

محترم جناب مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

ہر نبی نے اللہ کو چاہا

اللہ نے محمد ﷺ کو چاہا

ہر وقت درود پاک بھیجو نبی ﷺ پر

کہ آقا ﷺ نے ہر وقت اُمت کو چاہا

وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ شعیاءؑ نبی کی طرف وحی خدا تعالیٰ آئی کہ تو بنی اسرائیل کے مجمع میں کھڑا ہو جا۔ میں تیری زبان سے جو چاہوں گا نکلواؤں گا۔ چنانچہ آپؑ کھڑے ہوئے تو آپؑ کی زبان سے بحکمِ خدا تعالیٰ یہ خطبہ بیان ہوا، اے آسمان سُن اے زمین خاموش رہ، اللہ تعالیٰ ایک شان پوری کرنا اور ایک امر کی تدبیر کرنا چاہتا ہے۔ جسے وہ پورا کرنیوالا ہے، وہ چاہتا ہے کہ جنگلوں کو آباد کردے، ویرانے کو بسا دے، صحراؤں کو سرسبز بنا دے، فقیروں کو غنی کردے چرواہوں کو سلطان بنا دے۔ اَن پڑھوں میں سے ایک اُمّی کو نبی بنا کر بھیجے جو نہ بدگو ہو، نہ بداخلاق ہو۔ نہ بازاروں میں شوروغُل کرنے والا ہو، اتنا مسکین صفت اور متواضع ہو کہ اس کے دامن کی ہوا سے وہ چراغ بھی نہ بجھے جس کے پاس سے وہ گزرا ہو اگر وہ سوکھے بانسوں پر پَیر رکھ کر چلے تو بھی چرچراہٹ کسی کے کان میں نہ پہنچے، میں اسے بشیر ونذیر بنا کر بھیجوں گا، وہ زبان کا پاک ہوگا اندھی آنکھیں اس کی وجہ سے روشن ہو جائیں گی۔ بہرے کان اس کے باعث سننے لگیں گے، مُردہ دل اس کی برکت سے کھل جائیں گے۔ ہر بھلے کام سے میں اسے سنواروں گا، ہر خلق کریم سے میں اسے سرفراز فرماؤں گا۔ سکنیت اس کا لباس ہوگی نیکی اسکا وطیرہ ہوگی، تقویٰ اس کی ضمیر ہوگا۔ حکمت اس کی باتیں ہوں گی صدق ووفا اس کی طبیعت ہوگی، عفو و درگزر کرنا اور عمدگی و بھلائی چاہنا اس کی خصلت ہوگی حق اس کی شریعت ہوگی عدل اس کی سیرت ہوگی، ہدایت اس کی امام ہوگی، اسلام اس کی ملّت ہوگی احمدؐ اس کا نام ہوگا (ﷺ)۔ گمراہی کے بعد اس کے ذریعے سے میں ہدایت پھیلا دوں گا۔ جہالت کے بعد علم چمک اٹھے گا۔ پستی کے بعد اس کی وجہ سے ترقی ہوگی۔ انجان پَنا اس کی ذات سے پہچاننے سے بدل جائیگا۔ قلّت کثرت میں تبدیل ہو جائے گی۔ فقیری کو اس کے ذریعہ میں امیری سے بدل دوں گا۔ اس کی

وساطت سے متفرق لوگوں کے یکجا کردوں گا فُرقت کے بعد الفت ہوگی پُھوٹ کے بعد ایکا ہوگا اختلاف کے بعد اتفاق ہوگا۔ مختلف دل جداگانہ خواہشیں ایک ہو جائیں گی بیشمار بندگانِ خدا ہلاکت سے بچ جائیں گے اس کی امّت کو میں تمام امتوں سے بہتر کردوں گا جو لوگوں کے نفع کے لئے ہوگی۔ بھلائیوں کا حکم کرنے والی بُرائیوں سے روکنے والی ہوگی، موحّد مؤمن مخلص ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کے جتنے رسولؐ خدا تعالیٰ کی طرف جو کچھ لائے ہیں یہ سب کو مانیں گے کسی کا انکاری نہ ہوں گے۔

(ابن کثیر جلد ۳)

سیرت کی جھلک

میں چند نکات دیتا ہوں تیس سالہ خطابت کے:

امّی ایسا ہے کہ ساری کائنات میں اس کا استاد نظر نہیں آتا۔۔۔

استاد ایسا ہے کہ ساری کائنات شاگرد ہے ان کی۔۔۔

یتیم ایسا ہے کہ نہ اماں نہ ابا نہ دادا پورے مکہ میں لاوارث نظر آتا ہے

اور وارث ایسا ہے۔۔۔

کہ ساری امت لاوارث کا وارث ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔۔۔

حسین ایسا ہے۔ کہ یوسف کے دیکھنے والوں نے انگلیاں کاٹیں

میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں نے بچے بھی دیئے، گردنیں دیں۔۔۔۔

جان بھی دے دی، حسین ایسا ہے کہ خدا کا محبوب بن گیا۔۔۔۔

اور حیا اتنی ہے کہ عرب کی کنواری لڑکیاں بھی حیا کا مقابلہ نہ کرسکیں۔۔۔

بہادر اتنا ہے اکیلا غزوہ حنین میں کھڑے ہو کر کہتا ہے۔۔

انا ابن عبد المطلب انا النبی۔۔۔۔

چالیس ہزار رومی اس للکار سے کانپ رہے ہیں۔۔۔۔

بہادر اتنا ہے کہ پوری دنیا کے مقابلہ میں نکل آیا۔۔۔

نرم دل مہربان اتنا ہے کہ ساری زندگی کسی کو اشارہ بھی نہ کیا۔۔۔

میدان جہاد میں اترے۔۔۔

تین سو تیرہ لے کر ہزاروں سے ٹکرا رہا ہے۔۔۔۔

پندرہ سو مجاہد بیٹھے ہیں اور صلح کے کاغذ پر دستخط کروا رہا ہے۔۔۔

پیغمبر ﷺ کی عجیب سیرت ہے۔۔۔

بیک وقت حضور ﷺ میں دو چیزیں ہیں

آقائے مدنی بہادر بھی ہیں۔۔۔۔شریف بھی ہیں۔۔۔

حسین بھی ہیں۔۔۔باحیا بھی ہیں۔۔۔

اُمّی بھی ہیں۔۔۔۔اور استاد بھی ہیں۔۔۔

تیم بھی ہیں۔۔۔۔اور وارث بھی ہیں۔۔۔

جس چیز کو نبی ﷺ سے نسبت ہو گئی وہ چمک گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سب سے اعلیٰ ہیں۔۔۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جس رات میں آئے وہ رات راتوں سے اعلیٰ۔۔۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جس شہر میں آئے وہ شہر شہروں سے اعلیٰ۔۔۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جس گھڑی میں آئے وہ گھڑی باقی گھڑیوں سے اعلیٰ۔۔۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جس مہینے میں آئے وہ مہینہ مہینوں میں اعلیٰ۔۔۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جس خاندان میں آئے۔۔۔وہ خاندان سب سے اعلیٰ۔۔۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جس بستی میں آئے۔۔۔وہ بستی سب بستیوں سے اعلیٰ۔۔۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جس پتھر پر قدم رکھا۔۔۔وہ پتھر سارے پتھروں سے اعلیٰ۔۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جس راستے پہ آئے وہ راستہ راستوں سے اعلیٰ۔۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مسکرائے تو وہ گھڑی سب سے اعلیٰ۔۔۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا مانگی۔۔۔تو وہ گھڑی سب گھڑیوں سے اعلیٰ۔

محترم جناب مولانا ارسلان بن اختر صاحب

پہاڑ کی تابعداری

امام بخاری حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت ابو بکر و عثمانؓ کے ہمراہ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ پہاڑ ہلنے لگا۔

حضورﷺ نے فرمایا

''اثبت علیک نبیؐ وصدیقؓ وشھیدان ''

اے پہاڑ! ٹھہر جا تجھ پر ایک نبیؐ ایک صدیق اور دو شہید تشریف فرما ہیں

پہاڑ حکم پاتے ہی ٹھہر گیا''

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

حضور ﷺ کی مکہ سے مدینہ ہجرت کا راز

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک مجلس میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں اگر چاہتے تو اپنے نبی کو ہجرت پر مجبور نہ ہونے دیتے سارے ابوجہل وابولہب کے لئے ایک فرشتہ بھیج دیتے جو سب کی گردن دبا دیتا۔

لیکن ایک تکوینی راز سے اپنے نبی کو اللہ نے مدینہ پاک میں رکھا۔۔تاکہ حاجی حج کرنے جب بیت اللہ آئیں تو اللہ پر فدا رہیں۔۔۔اور جب مدینہ پاک جائیں تو روضہ مبارک رسول ﷺ پر فدا رہیں۔۔اگر روضہ مبارک مکہ میں ہوتا تو دلوں کے دو ٹکڑے ہو جاتے۔۔۔طواف کرتے ہوئے دل چاہتا کہ روضہ مبارک پر صلوۃ وسلام پڑھنے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے دل چاہتا کہ طواف کرتے۔۔۔ملتزم پر ہوتے۔۔۔

پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو پاش پاش ہونے سے بچالیا۔۔۔کہ جب بیت اللہ میں رہو تو خدا پر فدا رہو۔۔۔اور جب مدینہ میں رہو تو رسول خدا ﷺ پر فدا رہو۔۔۔اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہو۔۔۔۔

مولانا شمیم صاحب نے کہا کہ یہ مضمون جلدی سے نوٹ کرو۔۔۔آج زندگی میں پہلی دفعہ سن رہا ہوں۔۔۔اس سے پہلے نہ کسی کتاب میں دیکھا نہ کسی سے سنا۔۔۔
میں نے کہا کہ یہ اللہ والوں کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔۔۔

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحبؒ نے یہ شعر پڑھا تھا جو اس مضموں کی تائید کرتا ہے:

اے ختم رسل قرب تو معلوم شد
زدیر آمدئی زراہ دور آمدئی

" اے ختم رسل آپ کا قرب معلوم ہوگیا۔۔۔اس وجہ آپ بہت دیر سے آئے اور بہت دور سے۔۔۔یعنی اللہ تعالیٰ کے بہت قریب سے آئے۔۔۔"

تذکرہ میرے محبوب ﷺ کا

حضرت دذین پوریؒ نے ایک بیان میں فرمایا:

"لوگ گانوں میں۔۔۔بجانوں میں۔۔۔ترانوں میں۔۔۔اور افسانوں میں رات گزار دیتے ہیں۔۔۔ہم رات ذکر رسولؐ میں گزار دیں۔۔۔تو ہمارے لئے یہ سعادت ہے۔۔۔"

جتنی بھی حدیثیں پڑھیں ہیں۔۔۔ایک ایک حدیث کی تشریح کے لئے گھنٹے چاہئیں۔۔۔
آقا کی صورت حسین ہے۔۔۔سیرت بہترین ہے۔۔۔صورت میں جمال ہے۔۔۔
سیرت میں کمال ہے۔آئے سب کے بعد ہیں۔۔۔اور کھڑے سب سے آگے ہیں۔۔۔

درجات یتیم مکہ

میرے بھائیو! حضور ﷺ کا درجہ کتنا بلند تھا۔۔۔توجہ کرو۔۔۔

حضور ﷺ کے ذکر سے بہتر۔۔۔۔کسی کا ذکر نہیں۔۔۔

حضور ﷺ کی شان سے بہتر۔۔۔۔کوئی شان نہیں۔۔۔

حضور ﷺ کے مرتبہ سے بہتر۔۔۔۔کسی کا مرتبہ نہیں۔۔۔

نبی ﷺ کے چہرے سے بہتر۔۔۔۔کسی کا چہرہ نہیں۔۔۔

نبی ﷺ کی زلفوں سے بہتر۔۔۔۔۔کسی کی زلف نہیں۔۔۔

نبی ﷺ کی آنکھوں سے بہتر۔۔۔۔کسی کی آنکھ نہیں۔۔۔

نبی ﷺ کی گفتار سے بہتر ۔۔۔۔۔کسی کی گفتار نہیں۔۔۔

نبی ﷺ کے شہر سے بہتر۔۔۔۔ کسی کا شہر نہیں۔۔۔۔

نبی ﷺ کے علاقے سے بہتر۔۔۔کسی کا علاقہ نہیں۔۔۔

نبی ﷺ کے مسکرانے سے بہتر۔۔۔۔کسی کا مسکرانا نہیں۔۔۔

نبی ﷺ جس رات میں آئے۔۔۔وہ رات سب راتوں سے اعلیٰ۔۔۔

نبی ﷺ جس دن آئے۔۔۔وہ سب دنوں سے اعلیٰ

نبی ﷺ جس مہینے میں آئے۔۔۔۔وہ مہینوں سے اعلیٰ۔۔۔

نبی ﷺ کے چہرے پہ جو پسینہ آیا۔۔۔وہ پسینہ پسینوں سے اعلیٰ۔۔۔

نبی ﷺ جس زمانے میں آیا۔۔۔وہ زمانوں سے اعلیٰ۔۔۔

نبی ﷺ نے جس پتھر پہ قدم رکھا۔۔وہ پتھر سب پتھروں سے اعلیٰ۔۔۔

نبی ﷺ کی شان مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔۔۔۔نبی بے مثال ہے۔۔۔

مدینہ منورہ مکہ معظّمہ سے افضل ہے سوائے کعبۃ اللہ کے۔۔۔اور کعبۃ اللہ افضل ہے مدینہ منورہ شہر سے سوائے روضہ اطہر کے۔۔۔اور روضہ اقدس افضل ہے کعبۃ اللہ سے اور روضہ اطہر کی وہ خاک پاک۔۔۔۔جو جسم اطہر سے مس ہوئی وہ تمام کائنات۔۔۔کعبہ مشرفہ جنت لوح وقلم حتیٰ کہ عرش عظیم سے بھی افضل ہے۔

علامہ السید نور الدین سمہودی مدنی نے وفاء الوفاء فی اخبار دار المصطفیٰ میں فرمایا:

''قد العقد الاجماع علی تفصیل ماضم الاعضاء الشریفۃ حتی علی الکعبۃ المنیفۃ''

ترجمہ: ''اس مسئلہ پر اجماع امت ہے کہ جس مٹی سے اعضاء مبارک مس ہیں وہ جگہ کعبۃ اللہ سے افضل ہے۔۔۔''

کامل نبوت سارے عالم کے لئے رحمۃ للعٰلمین

عالمین کے لئے رحمت۔

ہمارے پیارے نبیؑ کی شان ہے کہ تمام انبیاء نے مغفرت کی دعائیں مانگی ابراہیم علیہ السلام دعا مانگ رہے ہیں۔ **واغفر لی خطیئتی یوم الدین** ۔ یا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری خطائیں معاف کردے۔جبکہ ہمارے پیارے رسولؐ (جن پر ہم قربان ہوں) کو اللہ تعالیٰ خود فرما رہے ہیں **لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و تأخر**۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کردئے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپؐ نے کوئی گناہ کئے اور اللہ تعالیٰ نے معاف کر دئے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی کسی بھی گناہ کا، کسی بھی خطا کا، آپؐ کے تصور میں بھی اگر کوئی بات آتی ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ آپؐ کی معاف کر چکا ہے۔آپؐ تو پہلے ہی سے گناہ سے پاک ہے۔

ایک نبیؐ دعا مانگ رہے ہیں کہ مجھے معاف کردے۔اور ایک ایسے عظمت والا نبی کو پہلے کہا جا رہا ہے۔کہ تجھے معاف کردیا۔معاف کر چکے ہیں۔

یہ بھی محمد ﷺ کی شان ہے اور عظمت ہے۔کہ ایک پیغمبر دعا مانگ رہا ہے۔

و جعلنی من ورثة جنة النعیم اے اللہ تعالیٰ مجھے جنت عطا فرما

جبکہ محمد ﷺ سے خود اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے۔ **انا اعطینک الکوثر**. میں نے آپ کو جنت کا مالک بنادیا۔یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ ﷺ کو جنت دوں گا۔ بلکہ جنت کا مالک بنادیا۔

پیارے نبی ﷺ کی خوبصورتی اور حسن جمال :

حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر عورتوں نے ہاتھوں پر چھریاں چلا ئیں تھیں میرے محبوب ﷺ کو دیکھتیں تو سینے پر چھریاں چلا بیٹھتیں۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں چودھویں رات کا چاند چمک رہا تھا۔اور اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ سرخ دارھی دار چادر پہنے ہوئے مسجد نبویؐ کے صحن میں بیٹھے تھے ہم کبھی چاند کو دیکھتے کبھی آپؐ کے چہرے مبارک کو دیکھتے۔آپؐ کے چہرے کا جمال چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن ہے۔

آپ ﷺ کی نبوت کی واضح دلیل۔

آپؐ کی عمر دس برس تھی۔ابو طالب آپ ﷺ کو لے کر جا رہے تھے۔تجارتی قافلے میں بحیرہ

راہب راستے میں پڑتا تھا۔اسکی نظر قافلے پر پڑی کہنے لگا۔قافلے کا سردار کون ہے؟
انہوں نے کہا۔کہ میں ہوں۔کہا کہ کل آپ سب کی دعوت ہے وہ کہنے لگے کہ آپ نے پہلے
توکبھی ایسا کام نہیں کیا۔کہا یہ کام ایک عرصے سے کررہا ہوں۔اگلے دن سارے قافلے
والے آگئے۔ درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے۔دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے رسول محمد ﷺ موجود نہیں
تھا۔بحیرہ نے کہا سارے ہیں۔یا کوئی باقی ہے؟ کہنے لگا ایک بچہ ہے وہ اونٹ چرانے گیا
ہے۔وہ کہنے لگا اُسی کی برکت سے تو تمہیں بلایا ہے۔وہ نہ ہوتا تو میں تمہیں کیا پوچھتا تھا۔اُ
س کو بلاؤ۔ایک آدمی بھاگا بھاگا گیا۔تو آپ ﷺ کو بلا کر لائے۔اب بحیرہ کی نظر پڑھ رہی
ہے۔اور دیکھ رہا ہے۔اور جب آپؐ تشریف لائے۔تو کوئی جگہ سائے کی نہیں۔سایہ ختم ہو
چکا تھا۔ سارے لوگ سائے کے نیچے بیٹھ چکے تھے۔تو آپ ﷺ دھوپ میں بیٹھ گئے۔
درخت کی ایک شاخ تیزی سے آگے بڑھی اور آپ ﷺ پر سایہ کردیا۔اس درخت کو پتہ
ہے کہ یہ دس سالہ بچہ آخری رسول ﷺ ہے۔یہ درخت جانتا تھا کہ یہ آخری رسولؐ ہے۔

کامیاب ترین انسان حضرت محمد ﷺ

ڈاکٹر مائیکل ہارٹ اپنی کتاب ''The 100'' میں لکھتا ہے:

My choice of Mohammd to lead the list of the
''world's
most influential person may surprise some readers

and and may be questioned by others, but he was the only man in history who was supremely successful on both the religious and secular levels"

ڈاکٹر مائیکل کے نزدیک انسانی زندگی کے دو علیحدہ علیحدہ میدان ہیں۔ایک ہے مذہب، اخلاق اور روحانیت کا میدان، جبکہ ایک ہے تمدن، سیاست اور معاشرت کا میدان، اور ان دونوں میدانوں میں انتہائی کامیاب (supremly successful) انسان تاریخ انسانی میں صرف اور صرف ایک ہی ہیں اور وہ ہیں حضرت محمد ﷺ۔جن لوگوں کو بالعموم بڑا سمجھا جاتا ہے ان کی عظمت کسی ایک پہلو سے نمایاں ہوتی ہے۔عبادت گزاری اور نفس کشی میں گوتم بدھ بہت اونچا ہے۔اخلاقی تعلیمات کے اعتبار سے حضرت مسیح علیہ السلام بہت اونچے ہیں، اٹیلا بہت اونچا ہے، چنگیز خان بہت اونچا ہے۔اکبر اعظم بہت اونچا ہے اور بھی بڑے بڑے حکمران ہو گزرے ہیں۔۔۔لیکن دین، اخلاق اور روحانیت میں ان کا کوئی مقام نہیں تھا؟ یہاں زیرو سے بھی کام نہیں چلے گا۔minus لانا پڑے گا۔تاریخ انسانی میں صرف اور صرف ایک ہی انسان ہے جو ہر اعتبار سے بلند ترین اور کامیاب ترین قرار پاتا ہے۔۔اور وہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ۔

رسول ﷺ انقلاب کا طریقِ انقلاب

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ

بانی: تنظیمِ اسلامی

محمد ﷺ سے والہانہ محبت

محبت ایک انسانی جذبہ ہے کوئی مال وزر سے محبت کرتا ہے۔ کسی کا دل سونے چاندی پر جاتا ہے۔ کوئی انسان کو چاہتا ہے۔ کوئی جانور سے محبت کرتا ہے۔ بیوی سے بھی انسان کو خاصا لگاؤ ہوتا ہے اور والدین سے بھی سلیم الفطرت اولاد کو بہت عقیدت و محبت ہوتی ہے اور کسی متقی عالم، خدارسیدہ بزرگ، متبع سنت پیرومرشد سے عقیدت اور سچی دلی محبت ہونا بھی قابل تحسین امر ہے۔ اور ان سب محبتوں سے وراء الوراء ان عقیدتوں سے بالاتر حبیب خدا حضرت محمد ﷺ کی محبت ہے۔ جو ہر مسلمان کے لیے ایمان کی شرط اولین ہے۔ اور خود جان دو عالم، محبوب مکرم رسول کریم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے۔۔۔ ترجمہ: تم میں سے

کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنے والدین اور اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہیں رکھتا"۔ (بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان)

سطور بالا میں حدیث تو آپ نے پڑھ لی ہے اب ذرا اس پر ایک شہادت بھی نوٹ فرمالیں کفار کی جانب سے ایک سفیر آپ ﷺ کے پاس آتا ہے۔ آپ سے بات چیت کے دوران اس نے آپ ﷺ کے جانثاروں کا جو منظر دیکھا وہ اپنے الفاظ میں جا کے بیان کیا۔۔۔۔ جو کہ آج بھی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمایئے! اے قوم! واللہ میں بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں گیا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے حضرت محمد ﷺ کے صحابہ آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ حضور ﷺ جب کوئی حکم دیتے ہیں تو سب اس کی تعمیل میں دوڑ پڑتے ہیں اور جب آپ ﷺ وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے کے لیے صحابہ اس طرح جھپٹ پڑے گویا ایک دوسرے کو مار ڈالیں گے۔ اور جب آپ کلام فرماتے ہیں تو سب لوگ چپ ہو جاتے ہیں اور غایت تعظیم کے باعث وہ ان کی طرف آنکھ بھر کے بھی نہیں دیکھتے:

محمد ﷺ اور یار غارؓ کی حفاظت

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفرو ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا۔ فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنودٍ لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلٰی، وکلمۃ اللہ ھی العلیا، واللہ عزیز حکیم۔

ترجمہ: اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی۔ تو اُس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اُس کو نکالا تھا کافروں نے۔ کہ وہ دوسرا تھا دو میں کا جب وہ دونوں تھے غار میں۔ جب وہ کہہ رہا تھا

اپنے رفیق سے تو غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے
اُس پر تسکین اور اُس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں اور نیچے ڈالی بات
کافروں کی۔ اور اللہ کی بات ہمیشہ اُوپر ہے۔ اور اللہ زبردست حکمت والا۔

یعنی بالفرض اگر تم نبی کریم صلعم کی مدد نہ کرو گے نہ سہی۔ اُن کا منصور و کامیاب ہونا کچھ تم پر موقوف نہیں۔ ایک وقت پہلے ایسا آچکا ہے جب ایک یارِ غار کے سوا کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ معدودے چند مسلمان مکہ والوں کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت کر گئے تھے۔ آخر آپ کو بھی ہجرت کا حکم ہوا۔ مشرکین کا آخری مشورہ قرار پایا تھا کہ ہر قبیلہ کا ایک نوجوان منتخب ہو اور وہ سب مل کر بیک وقت آپؐ پر تلواروں کی ضرب لگائیں تاکہ خون بہا دینا پڑے تو سب قبائل پر تقسیم ہو جائے اور بنی ہاشم کی یہ ہمت نہ ہو کہ خون کے انتقام میں سارے عرب سے لڑائی مول لیں۔ جس شب میں اس ناپاک کاروائی کو عملی جامہ پہنانے کی تجویز تھی، حضورؐ نے اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو لٹایا۔ تاکہ لوگوں کی امانتیں احتیاط سے آپ کے بعد مالکوں کے حوالہ کر دیں۔ اور حضرت علیؓ کو تسلی فرما دی کہ تمہارا بال بھیگا نہ ہوگا پھر بہ نفس نفیس ظالموں کے ہجوم میں سے ''شاھتِ الوجوہ'' فرماتے ہوئے اور اُن کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے صاف نکل آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور مکہ سے چند میل ہٹ کر غارِ ثور میں قیام فرمایا۔ یہ غار پہاڑ کی بلندی پر ایک بھاری مجوّف چٹان ہے جس میں داخل ہونے کا صرف ایک راستہ تھا وہ بھی ایسا تنگ کہ انسان کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اس میں گھس نہیں سکتا۔ صرف لیٹ کر داخل ہونا ممکن تھا۔ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اندر جا کر اُسے صاف کیا سب سوراخ کپڑے سے بند کئے کہ کوئی کیڑا کانٹا گزند نہ پہنچا سکے۔ ایک سوراخ باقی تھا اُس میں اپنا پاؤں اڑا دیا سب انتظام کر کے حضور ﷺ سے اندر تشریف لانے کو کہا۔ آپؐ نے صدیقؓ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ سانپ نے ابوبکر صدیقؓ کا پاؤں ڈس لیا مگر صدیقؓ

پاؤں کو حرکت نہ دیتے تھے مبادا حضورؐ کی استراحت میں خلل پڑے جب آپؐ کی آنکھ کھلی اور قصہ معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے لعاب مبارک صدیقؓ کے پاؤں کو لگا دیا جس سے فوراً شفا ہوگئی۔

اُدھر کفار ''قائف'' کو ہمراہ لے کر جو نشان ہائے قدم کی شناخت میں ماہر تھا حضورؐ کی تلاش میں نکلے۔ اُس نے غار ثور تک نشانِ قدم کی شناخت کی، مگر خدا کی قدرت کہ غار کے دروازہ پر مکڑی نے جالا تن لیا اور جنگلی کبوتر نے انڈے دیدیے۔ یہ دیکھ کر سب نے قائف کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ یہ مکڑی کا جالا تو محمد ﷺ کی ولادت سے بھی پہلے کا معلوم ہوتا ہے اگر اندر کوئی داخل ہوتا تو یہ جالا اور انڈے کیسے صحیح وسالم رہ سکتے تھے۔ ابوبکر کو اندر سے کفار کے پاؤں نظر پڑتے تھے انہیں فکر تھی کہ جان سے زیادہ محبوب جس کے لئے سب کچھ فدا کر چکے ہیں دشمنوں کو نظر نہ پڑ جائیں۔ گھبرا کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہؐ! اگر ان لوگوں نے ذرا جھک کر اپنے قدموں کی طرف نظر کی تو ہم کو دیکھ پائینگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر تیرا کیا خیال ہے اُن دو کی نسبت جن کا تیسرا اللہ ہے یعنی جب اللہ ہمارے ساتھ ہے تو پھر کس کا ڈر ہے۔ اُس وقت حق تعالیٰ نے ایک خاص قسم کی کیفیت سکون واطمینان حضور ﷺ کے قلب مبارک پر نازل فرمائی اور فرشتوں کی فوج سے حفاظت وتائید کی۔ یہ اُسی تائید غیبی کا کرشمہ تھا کہ مکڑی کا جالا جسے ''اوہن البیوت'' بتلایا ہے بڑے بڑے مضبوط و مستحکم قلعوں سے بڑھ کر ذریعہ تحفظ بن گیا۔ اس طرح خدا نے کافروں کی بات نیچی کی اور اُن کی تدابیر خاک میں ملادیں۔ آپ ﷺ تین روز غار میں قیام فرما کر بعافیت تمام مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ بیشک انجام کار خدا کا بول بالا رہتا ہے۔ وہ ہر چیز پر غالب ہے اور اُس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

محترم جناب شبیر احمد عثمانی صاحبؒ

بچپن سے ہی انصاف کا پیکر

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ ؓ نے جب محمد ﷺ کو گود میں لیا اور جب اپنے گھر پہنچی تو کیا دیکھتی ہے کہ جس اونٹنی کے ہاں دودھ نہیں تھا اس کے دونوں تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے اور حضرت حلیمہ ؓ کی اپنی چھاتیاں بھی خشک تھیں گھر پہنچ کر دیکھتی ہیں کہ انکی اپنی چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں ایک اپنا بچہ بھی تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ کو ایک طرف سے دودھ پلایا اور جب دوسرے طرف پلانے لگیں تو حضور ﷺ نے منہ بند کر لیا۔ حضور ﷺ کے پیدا ہوتے ہی اتنا انصاف تھا ایک طرف دودھ میرے لئے اور دوسری طرف دودھ میرے بھائی کے لئے ہے۔

ایک بچے کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں کہ ہم جب مدینہ منورہ میں تھے وہ دَور اہل حجاز کی بے سروسامانی کا تھا ایک بہت ہی غریب ومفلوک الحال گھرانے کا چھوٹا بچہ ہم سے مانوس ہو گیا ہم نے اس سے کہا ہم تجھے ہندوستان لے چلیں گے وہاں کھانے پینے کی بڑی فراوانی ہوگی۔ ہر چیز ملے گی اس نے کہا ٹھیک ہے۔ جب تیاری کا وقت آیا ہم نے اسے کہا تیار ہو جا اپنے والدین سے اجازت لے لے۔ پھر روضہ اقدس پر سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو وہ بھی ساتھ آ گیا اور سلام عرض کرنے کے بعد پوچھنے لگا ہندوستان میں یہ روضہ بھی ہے ہم نے کہا واہاں یہ روضہ تو نہیں ہے۔ تو وہ کہنے لگا پھر میں اس روضہ کو چھوڑ نہیں جاتا۔ چاہے بھوکا رہوں تب بھی اسی کے سائے میں رہوں گا۔

کائنات کی ہر شے کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیٹے ہوئے تھے دور سے ایک درخت زمین چیرتا ہوا بھاگ کر آیا اور آپ ﷺ کے وجود مبارک پر سایہ ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ کے اٹھنے سے پہلے اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔

جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ درخت آپ ﷺ کے اوپر چھا گیا اور چند لمحوں کے بعد واپس گیا۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ میرے دیدار کا پیاسا تھا تو اس نے اپنے اللہ سے اجازت مانگی۔ کہ اے اللہ تیرے حبیب ﷺ کا دیدار کرنا چاہتا ہوں اللہ نے اجازت دی یہ آیا اور اپنی دیدار کا پیاس بجھایا اور واپس چلا گیا

جس نبیؐ کے دیکھنے کے لیے درخت بھی شوق رکھیں تو جو انسان اُس عظیم ہستی سے محبت نہ رکھیں تو وہ جیتا جاگتا انسان تو نظر آتا ہے لیکن وہ انسان مردہ ہے اور ایک زندہ لاش کی حیثیت رکھتا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وا لہ وسلم کے محبت

کلام شاعر۔ بوعلی قلندر شاہ

مَنَم محوِ خیالِ اُو

مَنَم محوِ خیالِ اُو
نمی دانم کُجا رفتم
میں اس کے خیال میں محو ہوں اور
نہیں معلوم کہاں جا رہا ہوں

شُدَم غرقِ وصالِ اُو
نمی دانم کُجا رفتم
بس اُسی کے وصال میں غرق ہوں
اور نہیں جانتا کہاں جا رہا ہوں

غلامِ روئے اُو بُو دَم
اسیرِ بُوئے اُو بودَم
میں اُس کے چہرے کا غلام ہوں،
اُس کی خوشبو کا اسیر ہوں

غبارِ کوئے اُو بودم
نمی دانم کُجا رفتم
اُس کے کُوچے کا غبار ہوں اور
نہیں جانتا کہاں جا رہا ہوں

بہ آں مہ آشنا گشتم
ز جان و دل فدا گشتم

اُس کے ماہ رو کا آشنا ہو کر گھومتا ہوں
جان و دل فدا کیے ہوئے گھومتا ہوں

فنا گشتم فنا گشتم
نمی دانم کُجا رفتم
خود کو فنا کیے ہوئے گھومتا ہوں
اور نہیں جانتا کہاں جا رہا ہوں۔

قلندر بُو علی ہستم
بنام دوست سر مستم
میں بو علی قلندر ہوں اور
دوست کے نام پر سر مست ہوں

دل اندر عشقِ اُو بستم
نمی دانم کُجا رفتم
میرے دل میں بس اُسی کا عشق ہے
اور نہیں جانتا کہاں جا رہا ہوں

انقلاب محمدؐ سے ہر چیز بدل گئی

تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب تھا۔ جو محمد ﷺ نے برپا فرمایا۔ انقلاب محمدی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کا انقلاب فرانس اور انقلاب روس سے تقابل کریں تو نظر آتا ہے۔ کہ انقلاب فرانس میں صرف سیاسی نظام بدلا اور انقلاب روس میں صرف معاشی نظام

تبدیل ہوا۔۔۔لیکن انقلاب محمدیؐ میں ہر چیز بدل گیا۔معاشرت بھی بدل گئی کوئی شے اپنی سابقہ حالت پر قائم نہیں رہی۔ڈھونڈ کر بتائیے کہ فلاں چیز جوں کی توں رہ گئی۔جہاں پڑھے لکھے لوگ انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے۔اس قوم کو آپ ﷺ نے علم کے میدان میں دنیا کا امام بنا دیا۔اُنہوں نے نئے نئے علوم ایجاد کئے، پوری دنیا کا علم سمیٹ کر ہندوستان اور یونان تک سے علم لے کر اور اسے مزید develope کر کے دنیا کے سامنے رکھا۔تو پہلی بات یہ ثابت ہوئی کہ دنیا کا جامع ترین، گھمبیر ترین اور most profound انقلاب محمدی عربی ﷺ کا انقلاب تھا، کوئی دوسرا انقلاب اس کے مقابلے میں نہیں آ سکتا۔باقی سب جزوی (partial) انقلابات تھے۔باقی تمام انقلابات میں آپ دیکھیں گے کہ فکر اور دعوت دینے والے کچھ اور لوگ تھے جبکہ انقلاب برپا کرنے والے کچھ اور۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا انقلاب دنیا دنیا کا واحد انقلاب ہے کہ ابتدا سے انتہا تک اس کی قیادت ایک ہی ہستی کر رہی ہے۔

رسولؐ انقلاب کا طریقِ انقلاب

محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ

بانی: تنظیمِ اسلامی

انقلابِ نبویؐ غیر مسلموں کی نظر میں

ایم این رائے ایک بنگالی ہندو تھا اور انٹرنیشنل کمیونسٹ آرگنائزیشن کا رکن تھا۔اس نے ۱۹۲۰ میں بریڈلا ہال لاہور میں ''اسلام کا تاریخی کردار'' (The Historical Role of Islam) کے عنوان سے لیکچر دیا اور کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب محمد ﷺ نے برپا کیا۔یہ تو ۱۹۲۰ کی بات ہے۔ یعنی صدی کے آغاز سے ۲۰ برس بعد۔ اب ۱۹۸۰ پر آ جائیے صدی کے اختتام سے ۲۰ برس قبل ۔ امریکہ میں ڈاکٹر مائیکل ہارٹ

نے کتاب (The World hundred heros)لکھی اس کتاب میں اُس نے پانچ ہزار سالہ معلوم انسانی تاریخ میں سے ایسے ایک سو انسانوں کا انتخاب(selection) کرکے ان کی درجہ بندی (gradation) کی جنہوں نے انسانی تمدن کے دھارے کے رخ کو موڑنے میں مؤثر کردار ادا کیا۔ اور اس درجہ بندی میں وہ نمبر ایک پر لایا محمد رسول اللہ ﷺ کو۔ ڈاکٹر مائیکل ہارٹ مذہب کے اعتبار سے عیسائی ہے۔اس کی یہ کتاب دنیا میں بہت عام ہوئی ہے۔ لیکن اشاعت کے بعد وہ جلد نایاب ہوگئی تھی اور عام خیال یہ تھا کہ شاید کسی سازش کے تحت اسے غائب کیا گیا ہے۔اس لیے کہ اس نے اس کتاب میں (عیسائیوں کے نزدیک خدا کے اکلوتے بیٹے حضرت مسیح علیہ السلام کو نمبر تین پر رکھا اور حضور ﷺ کو نمبر ایک پر لایا اور یہ بات عیسائی دنیا کے لیے قابل قبول اور قابل برداشت نہیں تھی۔

رسول ﷺ انقلاب کا طریقِ انقلاب

(محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ) بانی تنظیم اسلامی

مائیکل ہارٹ ایک عیسائی مصنف کی تحریر

مائیکل ہارٹ نامی ایک عیسائی مصنف ایک کتاب لکھی ''۱۰۰ اھم ترین شخصیات ''
(جس کا تفصیل میں نے اپنی اس کتاب کے حصہ اوّل میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔) اس کتاب پر اس نے ۲۸ سال تحقیق کی اور دنیا کی تاریخ میں آنے والی ۱۰۰ اھم ترین اور موثر شخصیات بارے میں تحریر کیا

عیسائی ہونے کے باوجود اُس نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اہم ترین شخصیات میں سرفہرست رکھا۔

اُس کتاب کی اشاعت کے بعد ایک روز جب وہ لندن میں ایک لیکچر دے رہا تھا لوگوں نے

شکایت کی کہ اس نے محمد ﷺ کو نمبر ا کے طور پر کیوں درجہ دیا تھا؟
اُس پر مائیکل ہارٹ نے کہا:
''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سن ۶۱۱ میں مکہ کے وسط میں کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا:
'میں اللہ کا رسول ہوں'،
اُس وقت اُن پر چار افراد ایمان لائے تھے جن میں ایک ان کا سب سے اچھا دوست، اُن کی بیوی اور دو لڑکے شامل تھے۔
آج ۱۴۰۰ سال کے بعد مسلمانوں کی تعداد ۱.۵ ارب سے زائد ہو چکی ہے اور یہ سلسلہ یہاں رکا نہیں بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ:
کہ وہ جھوٹے نہیں تھے کیونکہ جھوٹ ۱۴۰۰ سال تک نہیں چلتا۔ نہ ہی کوئی ۱.۵ ارب لوگوں کو بیوقوف بنا سکتا ہے۔
غور کرنے کی ایک اور بات یہ ہے کہ یہ اربوں مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حرمت پہ اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہیں یعنی تمام مسلمان ان کی شان میں گستاخی کرنے والے مرنے مارنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں
''کیا ایک بھی عیسائی ایسا ہے جو یسوع کے لئے ایسا کرنے کے لئے تیار ہو؟''
اُس کے بعد پورے ہال میں خاموشی چھا گئی!
کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا

مدینہ منورہ کی عظمت وشفقت

قدرت اللہ شہاب کہتے ہیں کہ ایک دوست کو فکر لاحق ہوئی کہ مدینہ منورہ میں ہماری دیکھ بھال کون کرے گا لابی میں چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے اس نے مجھ سے پوچھا۔۔۔مدینہ میں ہے کوئی جان پہچان والا؟

اس سوال میں جانے کیا تھا کہ مضطرب دل کے سارے تار جھنجلا اٹھے اور پورے بدن میں ارتعاش بپا ہو گیا۔میں نے کوئی جواب دیے بغیر اپنے آپ سے پوچھا۔۔۔مدینے میں ہے کوئی جان پہچان والا؟

اور اس سوال کے ساتھ ہی میری آنکھیں بھر آئیں حلق میں نمک سا گھلنے لگا۔۔۔!!

میں نے دوست کو بتانا چاہا کہ ہاں ہے، بہت ہی دیرینہ اور بڑا گہرا تعلق ہے۔اس سے،
وہی مجھے بار بار بلاتا ہے وہی میری میزبانی کرتا ہے۔میرے ساتھ ساتھ رہتا ہے میرے غم
بانٹتا ہے اور میرے آنسو پونچھتا ہے۔میں بہت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر کچھ نہ کہہ سکا بصد مشکل
میرے منہ سے ایک جملہ نکلا۔۔۔۔

''مدینہ میں بھی بھلا کوئی اجنبی ہوتا ہے؟''

میرے دوست نے میری طرف دیکھا اور آنسو اس کے رخساروں سے ڈھلکنے لگے۔

مولانا رومی کے فارسی اشعار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں

انگلش اور اُردو ترجمہ: شاہد حمید گل Shahid Hamid Gill

تو کریمی من کمینہ بردہ ام
لیکن از لطف شما پروردہ ام

You are the Gracious One and I am the

ignoble

Now waiting at Your door Oh my

Cherisher

تو کریم ہے میں ادنا غلام ہوں
اور آپ کے کرم پر بل رہا ہوں

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی
زندگی بندگی کے لئے ملی ہے
بندگی کے بغیر یہ زندگی شرمندگی کا باعث ہے

With devotion life becomes beauteous,

And without, what is life but disgrace

یادِ اُوسرمایہءایماں بُود
ہر گدا از یادِ اُوسلطان بود
یادحق ایمان کا سرمایہ ہے
ہر فقیر یادحق سے بادشاہ ہے۔

Remembrance of Him is the foundation of faith,

Beggar transform into kins due to His Remembrance.

سیدسرور محمدؐ نورِجاں
مہتر بہتر شفیعِ مجرماں
ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری روح کا نور ہیں
بہتر واعلیٰ شفیع ہیں مجرموں کے

Liege Lord, Oh Muhammad you are the light of our lives

The mighty and the best intercessor of

the wrong.doers

چوں محمدؐ پاک شداز ناردود

ہر کجا روح کردوجہ اللہ بود

چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواہشات دنیا سے پاک ہیں

آپ ﷺ جدھر بھی اپنا چہرہ (نور) کریں اللہ کا دیدار ہوتا ہے۔

Since Muhammad was purified of worldly

things

Whatever directionsHe turned is formed

the Face of Allah

شاہبازِ لامکانِ جانِ او

رحمۃ اللعالمین درشانِ او

آپ ﷺ لامکان کے شہباز ہیں

رحمۃ اللعالمینِ آپ ﷺ کی شان ہے۔

The noble soul of His is like falcon of the

highest heavens

Being the mercy of the world's is his

eminence.

مہترین و بہترین انبیاء

جز محمدؐ نیست درارض وسماء

آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے بہتر و اعلیٰ ہیں
محمد ﷺ کے علاوہ زمین و آسمان میں کوئی بھی بہتر اور اعلیٰ نہیں

The mightiest and the best of all Prophets

is He,

Except Muhammad in land or sky there

none worthy

آں محمدؐ حامد و محمود شد
شکلِ عابد صورت معبود شد
محمد ﷺ حامد بھی ہیں اور محمود بھی
اور آپ ﷺ عابد کی صورت میں اللہ کا مظہر ہیں

He is the Praiser (of God), devinely

praised (in abundant)

He is the reflection of God in the shape

worshiping servant.

اولیاء اللہ واللہ اولیاء
یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا
اللہ کے ولی اللہ کے مظہر ہی کی ایک صورت ہے
یعنی مرشد کا دیدار، اللہ کی عظمت کا دیدار ہے

Friends of God are like God's reflection

because He is their friend.

And in this way he who has seen his

Master, has seen God's Glory.

ہر کہ پیر ذات حق راہ ایک نہ دید

نے مرید نے مرید نے مرید

اگر کسی کو اپنے مرشد میں خدا کا جلوہ نظر نہ آئے

تو وہ مرید نہیں مرید نہیں ہے مرید نہیں ہے۔

If one doesn't see his spiritual Master as

reflection of God.

He is not a desciple, not a disciple and

not a desciple.

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولوی کبھی بھی مولائے روم نہیں ہوسکتا

جب تک وہ حضرت شمس تبریز کا غلام نہیں ہوجاتا

Maulvi could never be Maulana Rumi

unless he is devoted to Shams e Tabrizi.

حضرت شیث علیہ السلام کو والد کی نصیحت

حضرت آدم علیہ السلام کے انتقال کا وقت قریب آیا۔ تو اُنہوں نے بیٹے، حضرت شیث علیہ السلام کو اپنے قریب بلایا اور نصیحت فرمائی۔ کہ ''اے میرے سعادت مند برخوردار! تم میرے جانشین بنو گے، چنانچہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ اور جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، تو اُس کے ساتھ، اُس کے محبوب حضرت محمد ﷺ کا نام ضرور لیا کرو۔ کیوں کہ میں نے اُن کا نام عرش پر اُس وقت لکھا دیکھا جب کہ میں رُوح اور مٹی کی درمیانی حالت میں تھا۔ پھر میں نے تمام آسمانوں کا چکر لگایا، تو بارگاہِ ربّ العزت میں آپ ﷺ کی شان محبوبیت کا عالم دیکھا کہ نام پاک، محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کو اتنا پیارا ہے کہ آسمانوں میں کوئی ایسی جگہ نہیں، جہاں یہ نام مبارک نہ لکھا ہو۔ میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو میں نے جنت میں کوئی محل، کوئی بالا خانہ، کوئی دریچہ ایسا نہ دیکھا کہ جس پر اسمِ محمد ﷺ تحریر نہ ہو ۔لہٰذا تم بھی کثرت کے ساتھ اُن کا ذکر کرو، کیوں کہ فرشتے بھی ہر وقت اور ہر آن اُن کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

مذاہب عالم میں نبی کریم ﷺ کا تذکرہ

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ و اذ اخذالله میثاق النبین...الخ (سورہ آل عمران)
اس آیت میں اس عہد و میثاق کا ذکر ہے جو روزاول میں تمام نبیوں سے حضرت سیدالمرسلین خاتم النبین محمد مصطفیٰ ﷺ اجمعین پر ایمان لانے اوران کی تصدیق اور مدد و نصرت کرنے پر لیا گیا تھا۔ حضرت مولائے کائنات امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

آدم سے لے کر مسیح ؑ تک جتنے پیغمبر گزرے۔ خدانے ہر ایک سے سید عالم رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت کی تصدیق اور تائید کا پختہ قول وقرار لیا۔ (تفسیر امام طبری وغیرہ)

اس لئے سب پیغمبروں نے اپنے اپنے زمانہ میں آنحضور ﷺ کے لئے پیشن گوئیاں فرمائیں اور اپنی امتوں کو حضور ؐ پرنور کی اس عالم میں تشریف آوری کی بشارتیں دیں۔ اگلی سب آسمانی کتابوں میں خصوصاً توریت وانجیل میں ہمارے آقائے نامدار سرور و سردار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام نامی اوصاف سب کچھ مذکور تھا۔ الرسول النبی الامی الذی یجد ونہ مکتوباً عندھم فی التوراۃ والانجیل۔

وہ رسول نبی امی جس کو اہل کتاب توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کا مشتاقانہ ذکر اور اس کی ثناء و توصیف فرماتے ہیں:

۲۔ تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے ہونٹوں میں لطف بٹایا گیا ہے اسی

لئے خدا نے تجھے ابد تک مبارک کیا۔

۳۔ اے پہلوان اپنی تلوار کو، جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے، حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔

۴۔ اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ۔ تیرا داہنا ہاتھ تجھ کو مہیب (خوفناک، ڈراؤنا)
کام سیکھلا دے گی

۵۔ تیرے تیر تیز ہیں۔ لوگ تیرے نیچے گر پڑتے ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں۔

۶۔ تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے۔

۷۔ تیرے سارے لباس سے مر اور عود کی خوشبو آتی ہے۔

۸۔ بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں

۱۶۔ تیرے بیٹے تیرے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گے تو انہیں تمام زمین کے سردار مقرر کرے گا۔

۱۷۔ میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا پس سارے لوگ ابدالآباد تیری ستائش کریں گے (زبور شریف باب ۴۵ ملتقطاً)

حضرت داؤد علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال، جاہ وجلال، غزوات و فتوحات اور عظمت وجلالت وغیرہ کو فرمایا ہے۔

انجیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں۔

لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا۔ وہی کہے گا اور تمہیں آئیندہ کی خبریں دے گا۔
(یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۳)

بعد اسکے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا۔ اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔ (انجیل یوحنا باب ۱۵)

ا اے سید عالم ﷺ آپ کے رتبہ کو کوئی کیا جان سکتا ہے؟ اور حضور ﷺ کی عظمت وشان کو انسان کب سمجھ سکتا ہے جبکہ روح اللہ صلواۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں کہ اس جہاں کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔

سید و سرور محمد ﷺ نور جاں
بہتر و مہتر شفیع مجرماں

و اذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقالما بین یدی من التوراۃ و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد

برٹانیکا مقالہ نکار انسائیکلو پیڈیا۔
تمام پیغمبروں اور مذہبی شخصیتوں میں محمد ﷺ سب سے زیادہ کامیاب ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ خشک درخت کھجور دینے لگا

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردی میں باہر نکلے۔ دیکھا کہ حضرت علیؓ پریشان حال باہر پھر رہے ہیں آپ ؐ نے فرمایا علیؓ کیا ہوا؟ کہا یا رسول اللہ ﷺ بھوک لگی ہے۔ بیٹھا نہیں جا رہا۔۔
آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے بھی بھوک لگی ہے۔ میں بھی اس لئے باہر نکل آیا ہوں۔ بیٹھا نہیں

جارہا۔

آگے گئے تو کچھ صحابہ بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔کیا ہوا؟ کیوں بیٹھے ہو۔۔؟ کہا کہ یارسول اللہ ﷺ بھوک لگی ہے۔ بیٹھا نہیں جارہا۔ ہم نے کہا کہ چلو باہر آکر گپیں مارتے ہیں کوئی رات تو کٹے۔تو آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا علیؓ! جاؤ جاکر اس کھجور کے درخت سے کہو کہ اللہ کا رسول ﷺ کہتا ہے کہ ہمیں کھجور دو۔حالانکہ یہ سردیوں کا زمانہ تھا۔اور کھجوریں تو گرمی میں ہوتی ہیں۔حضرت علیؓ دوڑے دوڑے گئے۔انہوں نے یہ بھی نہیں کہا۔۔۔کہ یارسول اللہ ﷺ یہ کیسے ہوگا؟ پھل کہاں سے آئے گا۔یہ تو سردی کا زمانہ ہے۔مگر دوڑتے گئے۔

کہا (ایھا النخلۃ) اے کھجور اللہ کا رسول ﷺ کہتا ہے تازہ کھجور دو۔۔ٹپ ٹپ ٹپ۔

پتوں سے کھجوریں گرنے لگیں۔۔۔تازہ۔۔

کوئی غیر مزاہب کے لوگ اور گستاخانِ رسول مانے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا یہی لوگ اپنی ہلاکت اور تباہی کررہے ہیں۔

درخت بھی جانتے ہیں آپ ﷺ کی نبوت پرند۔چرند بھی جانتے ہیں۔آپ ﷺ کی نبوت درندے بھی جانتے ہیں۔آپؐ کی بے زبان جانور بھی جانتے تھے

ہرنی کا قصہ

ایک مرتبہ ایک یہودی نے ہرنی کا شکار کرلیا۔یہودی نے محمد ﷺ سے کہا بتاؤ ہرنی کیا کہتی ہے۔آپؐ نے فرمایا ہرنی کہتی ہے کہ میں اپنے بچے بھوکے چھوڑ آئی ہوں۔میں اس ہرنی کی ضمانت دیتا ہوں اسکو چھوڑ دو تا کہ یہ اپنے بچوں کو دودھ پلائے پھر یہ آپ کے پاس

واپس آئیگی۔ یہودی آپ ﷺ کی ضمانت پر ہرنی کو چھوڑ دیا۔ ہرنی گئی بچوں سے کہا جلدی جلدی دودھ پی لیں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو ضمانت کے طور دے آئی ہوں۔ بچوں نے کہا نہیں نہیں ہم دودھ نہیں پیتے اللہ تعالیٰ کا رسولؐ ضامن بن گیا ہے اور ہم دودھ پئے ہم بھی تمہارے ساتھ چلتے ہیں مقررہ وقت سے پہلے ہرنی اپنے بچوں سمیت نمودار ہوئی۔ اور اسی طرح ہزاروں واقعات اور ہزاروں معجزے آپؐ کی سچائی کی تصدیق کرتی ہیں۔

درخت کا بھاگ کر آپؐ کے پاس آنا اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا

ایک یہودی آپ ﷺ کے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ اگر وہ درخت آپ ﷺ کی گواہی دے تو میں آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے جاؤ اور اُس درخت کو بولو کہ اللہ تعالیٰ کا رسول بلا رہا ہے۔ یہودی اُس درخت کے پاس گیا اور درخت سے کہا اللہ تعالیٰ کا رسول محمد ﷺ بلا رہا ہے۔ درخت زمین کو چیرتا ہوا بھاگا بھاگا آپ ﷺ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ یہودی بھی آپ ﷺ کے پاس آیا۔ یہودی کے سامنے

آپ ﷺ نے درخت سے پوچھا ''من انا'' میں کون ہوں؟ درخت نے جواب دیا۔

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ انت رسول اللہ ً

یہودی نے کہا کہ اب آپ ﷺ اس درخت کو واپس جانے کا حکم دو۔ آپ ﷺ نے درخت سے فرمایا واپس اپنی جگہ پر چلا جا۔ درخت بھاگ کر اپنی جگہ پر ایسا کھڑا ہو گیا۔ جیسا کہ یہ اپنی جگہ سے ہلی ہی نہیں تھی۔

یہودی نے آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھا تو اسلام قبول کر لیا۔ اور کلمہ پڑھا۔

لا الہ الااللہ محمدالرسول اللہ

اور آپ ؐ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دے کہ میں آپ ﷺ کو سجدہ کروں۔ آپ ﷺ نے سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی اور آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ اگر میں سجدے کا حکم کرتا۔ تو بیوی کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

قرآن کی عظمت وحقانیت

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون . بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

ان علینا جمعہ و قرآنہ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کو لے کر نازل ہوئے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا

ہے (البقرہ ۹۷)

حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت رسول اللہ ﷺ دونوں ہی بے انتہا امین اور دیانتدار ہیں۔(التکویر ۲۱۔۱۹)

اس قرآن کو رسول اللہ ﷺ نے یا کسی اور شخص نے بنایا نہیں ہے (یونس ۳۷)

شیاطین نے اس کا القائ نہیں کیا ہے۔اور وہ اس قابل نہیں اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں (الشعرائ:۲۱)

اور قرآن مردود شیطان کا پڑھا نہیں، پھر کدھر جاتے ہو۔(التکویر ۲۶ ۔ ۲۵)

بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں (الحاقہ ۔۴۰)

تم فرماؤ! مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے (یونس ۱۵)

عنقریب ہم آپ کو پڑھائیں، پھر آپ نہ بھولیں گے مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے، بیشک وہ جانتا ہے ہر کھلے اور چھپے کو، اور ہم تمہارے لئے آسانی کا سامان کر دیں گے۔(الاعلیٰ:۶۔۷)

و ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الاّ وحی یوحیٰ ط

اور وہ (نبیؐ) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں، مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے
(النجم: ۳)

محمد ﷺ تمام انسانیت کے لئے رحمت

مسلمانوں کے لئے نبی اکرم ﷺ کی حیثیت کیا ہے؟۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے ذریعے اس کو دینِ اسلام حاصل ہوا۔ قرآن ملا۔ اللہ کی پہچان حاصل ہوئی۔ آخرت پر اُس کا ایمان و یقین نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے ملا۔ اس دنیا میں اُس کی بھلائی نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہیں۔ اور آخرت میں ابدی کامیابی کا دارومدار بھی نبی اکرم ﷺ کے تعلیمات پر عمل کرنے میں ہیں۔ اگر کوئی گناہگار مسلمان بھی ہے تو وہ بھی آخرت میں آپ ﷺ کی شفاعت کی اُمید رکھتا ہے یعنی مسلمان کی دنیوی اور اُخروی کامیابی کا دارومدار ہی نبی کریم ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ سے محبت پر ہے۔

ایک عیسائی جرمن سفارت کار نیا مسلمان ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ جیسے ہی کوئی مسلمان ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت ڈال دیتا ہے۔

غیر مسلموں کو پتا ہے کہ مسلمان تمام انبیاء کو مانتے ہیں اور اللہ کے بارے وہ کچھ کہہ نہیں سکتے کیونکہ ہر مذہب والے اللہ کو کسی نہ کسی شکل میں مانتے ہیں مسلمانوں سے اپنی دشمنی نکالنے کے لئے انہیں صرف رسول اللہ ﷺ کی شخصیت نظر آتی ہے جس کی وجہ سے وہ ایسا گستاخیاں کرتے ہیں

آج کے دور میں باقی مذاہب صرف مراسم عبودیت کی حد تک موجود ہیں ان کے ہاں نظام کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ لیکن اسلام صرف مذہب نہیں ہے۔ بلکہ ایک مکمل نظامِ حیات ہے اسلام میں اللہ کا عطا کردہ نظام ہے جو سیاسی، معاشی اور معاشرتی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔ مغرب اور خصوصاً غیر مسلموں کو اس نظام سے دشمنی ہے۔ کیونکہ اس نظام کی وجہ سے ان کی مفادات پر زد پڑتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں میں یہ جذبہ تب ختم ہو سکتا ہے۔ جب ان کے دل سے ان کے نبی محمد ﷺ کی محبت نکال دی جائے گی۔

ایک عیسائی جرمن سفارت کار مسلمان ہوا تھا اُس کا نام مراد ہاک مین ہے۔ اُس نے کہا کہ آج تمام بڑے مذاہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طرف اپنی نسبت کرتے ہیں۔ کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کو ماننے والے ہیں۔ تو یہ قرآن کی تعلیمات کی بدولت ہے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لئے مانتے ہیں کہ قرآن میں ان کا ذکر ہے اسی طرح یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے مانتے ہیں کہ قرآن میں ان کا ذکر ہے اس پر باقاعدہ ریسرچ ہوئی اور پتا چلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن کے علاوہ باقی تاریخی کتابوں میں بہت کم ملتا ہے۔ مراد نے یہاں تک لکھا ہے۔ کہ اگر قرآن نازل نہ ہوتا اور اسلام مذہب نہ ہوتا تو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر چکے ہوتے۔ اور یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار کر چکے ہوتے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ وہ تو اپنے نبیوں اور رسولوں کا انکار کر سکتے تھے لیکن ان کے لئے اسلام، قرآن اور نبی اکرم ﷺ کا نزول بہت بڑی مشکل کھڑی کر چکا ہے۔ اس وجہ سے وہ مسلمانوں سے بغض رکھے

ہوئے ہیں کہ یہ کیوں اپنے نبی محمد ﷺ سے محبت کرتے ہیں
یہی وجہ ہے کہ وہ محمد ﷺ کی شان میں گستاخانہ خاکے شائع کرتے ہیں۔

بریگیڈیئر (ر) محترم جناب غلام مرتضٰی صاحب
سینئر تجزیہ نگار و رہنما تنظیم اسلامی

ماخوذ: ندائے خلافت۔

اسلام کی آواز

ہمیں مذہب سچا ملا۔صحیح ملا۔اللہ کا کلام قرآن کی شکل میں موجود اور محفوظ ہے۔
لا تبدیل لکلامۃ اللہ کوئی مائی کا لعل اس میں ردو بدل نہیں کرسکتا۔اس کو اگر تبدیل کرنا چاہے تو تبدیل ہوگا نہیں۔ ۱۹۳۵ میں جرمنی بڑا طاقتور ہوگیا تھا۔ہٹلر کے آثار تھے۔
جرمنی کے پادریوں نے بائبل کے ۷۰ والیم پر مشتمل بائبل اکھٹے کیئے یعنی ۷۰ مختلف نسخے اکٹھے کیئے۔اور جب ان تمام نسخوں کا پڑھا۔تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ نہیں مل رہا تھا۔سب ترامیم شدہ نسخے الگ الگ تھے۔اور وہ سب پریشان ہوگئے کہ ان میں سچا نسخہ کونسا ہے۔اور باطل کونسا ہے۔کہیں دن لکھا گیا تھا تو دوسرے نسخے میں رات کا ذکر ہے۔اور اسی طرح جہاں رات لکھا گیا ہے تو دوسرے بائبل میں دن لکھا گیا ہے۔
چلو تھوڑا بہت فرق ہو تو نظر انداز ہوسکتا ہے۔مگر اُس میں ٹوٹل سو فیصد فرق موجود تھا اور سب اس وجہ سے پریشان ہوگئے۔اور پوچھنے لگے۔کہ سچا کون سا بائبل ہے اور اس میں باطل کون سا بائبل ہے۔
اور فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کا قرآن اکٹھا کرو اور اُس میں بھی غلطیاں نکالو۔اور اُن پادریوں نے اپنے بائبل کے ۷۰ نسخے جمع کیئے۔جبکہ قرآن چالیس ہزار نسخے اکٹھے کیئے۔ اور ۱۹۳۵ میں پریس کا نظام زیادہ موجو نہیں تھا۔سارے نسخے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔اور اُن قرآن

کے نسخوں پر اللہ جانیں کتنا وقت لگایا۔ سال لگا یا دو سال لگائے قرآن کے چالیس ہزار نسخوں زیر اور زبر کا فرق نہ نکال سکے۔ کتنی خوش قسمت ہے یہ اُمت۔ ہمارے پاس قرآن جیسے عظیم معجزہ اور قرآن جیسا علم اور ہمارے نبی جیسے عظیم ہستی موجود ہے۔ الحمدللہ۔

محترم جناب طارق جمیل صاحب

اسلام کی حقیقت

پہلی خاتون انڈین خلا باز سنیتا ولیمز جنہوں نے چاند کے سفر سے واپسی پر اسلام قبول کرلیا۔ جس کے بارے میں وہ کہتی ہیں کہ:

''جب میں نے چاند پر پہنچ کر زمین کی طرف دیکھا تو مجھے تمام زمین پر اندھیرا نظر آیا۔ مگر دو جگہیں ایسی تھیں۔ جہاں سے روشنی نظر آ رہی تھی اور جب میں نے ٹیلی سکوپ سے دیکھا تو وہ جگہیں مکّہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تھیں۔ دوسری وجہ چاند پر تمام فریکوینسی مسلسل فیل ہوری تھی لیکن پھر بھی اذان کی آواز آ رہی تھی

الحمدللہ

یمن کے بادشاہ تبع خمیری کا قصہ

حضور ﷺ سے ایک ہزار سال بیشتر یمن کا بادشاہ تبع خمیری تھا ایک مرتبہ وہ اپنی سلطنت کے دورہ کو نکلا۔ بارہ ہزار عالم اور حکیم اور ایک لاکھ تیس ہزار سوار، ایک لاکھ تیرا ہزار پیادہ اپنے ہمراہ لئے ہوئے اس شان سے نکلا کہ جہاں بھی پہنچا۔ اُس کی شان وشوکت دیکھ کر مخلوق خدا چاروں طرف جمع ہو جاتی تھی۔

بادشاہ جب دورہ کرتا ہوا مکہ مکرمہ پہنچا۔ تو اہل مکہ سے کوئی دیکھنے نہ آیا۔ بادشاہ حیران ہوا۔ اور اپنے وزیر سے اس کی وجہ پوچھی۔ تو اُس نے بتایا کہ اس شہر میں ایک گھر ہے جسے بیت اللہ کہتے ہیں اِس کی اور اس کے خادموں کی جو یہاں کے باشندے ہیں تمام لوگ بے حد تعظیم کرتے ہیں۔ اور جتنا آپ کا لشکر ہے۔ اُس سے کہیں زیادہ دور اور نزدیک سے لوگ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں اور یہاں کی باشندوں کی خدمت کر کے چلے جاتے ہیں۔ پھر آپ کا لشکر اُن کے خیال میں کیوں آئے۔ یہ سن کر بادشاہ کو غصہ آیا۔ اور قسم کھا کر کہنے لگا۔ کہ میں اس گھر کو کھدوا دوں گا۔ اور یہاں کے باشندوں کو قتل کر دوں گا۔ یہ کہنا تھا کہ بادشاہ کے ناک، منہ اور آنکھوں سے خون بہنے لگا۔ کہ اسکے پاس بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رہی۔ اس مرض کا علاج کیا گیا۔ مگر افاقہ نہ ہوا۔ شام کے وقت بادشاہی علماء میں ایک عالم ربانی تشریف لائے اور نبض دیکھ کر فرمایا۔ مرض آسمانی ہے اور علاج زمین کا ہو رہا ہے۔

اے بادشاہ! آپ نے اگر بُری نیت کی ہے۔تو فوراً اس سے توبہ کرے۔ بادشاہ نے دل ہی دل میں بیت اللہ شریف اور خدامِ کعبہ کے متعلق اپنے ارادے سے توبہ کرتے ہی اُس کا وہ خون اور مادہ بہنا بند ہو گیا۔اور پھر صحت کی خوشی میں اُس نے بیت اللہ شریف کو ریشمی غلاف چڑھایا۔اور شہر کے ہر باشندے کو سات سات اشرفی اور سات سات ریشمی جوڑے نذر کیئے۔پھر یہاں سے چل کر مدینہ منورہ پہنچا۔ تو ہمراہی علماء نے جو کتب سماویہ کے عالم تھے۔وہاں کی مٹی کو سونگھا۔اور کنکریوں کا دیکھا۔اور نبی آخر الزماں ﷺ کی ہجرت گاہ کی جو علامتیں انہوں نے پڑھی تھیں ان کے مطابق اِس سرزمین کو پایا تو باہم عہد کر لیا۔کہ ہم یہاں ہی مر جائیں گے۔ مگر اس سرزمین کو نہ چھوڑیں گے۔اگر ہماری قسمت نے ساتھ دیا۔تو کبھی نہ کبھی جب نبی آخر الزماں ﷺ تشریف لائیں۔ہمیں بھی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ ورنہ ہماری قبروں کو ضرور کبھی نہ کبھی ان کی جوتیوں کی مقدس خاک اُڑ کر پڑ جائے گی۔جو ہماری نجاب کے لئے کافی ہے۔ یہ سنِ بادشاہ نے ان عالموں کے واسطے چار سو ۴۰۰ مکان بنوائے۔اور اس پر بڑے عالم ربانی کے مکان کے پاس حضور ﷺ کی خاطر ایک دو منزلہ عمدہ مکان تعمیر کروایا۔اور وصیت کر دی۔کہ جب آپ ﷺ تشریف لائیں تو یہ مکان آپ ﷺ کی آرامگاہ ہو۔اور اُن چار سو علماء کی مالی امداد بھی کی۔اور کہا۔کہ تم ہمیشہ یہیں رہو۔اور پھر اس بڑے عالم ربانی کو خط لکھ دیا۔کہ میرا یہ خط اُس نبی آخر الزمان ؐ کو پیش کر دینا۔اور اگر زندگی بھر تمہیں حضور ﷺ کی زیارت کا موقع نہ ملے۔تو اپنی اولاد کو وصیت کر دینا۔کہ نسلاً بعد نسلاً میرا یہ خط محفوظ رکھیں۔حتیٰ کہ سرکار ابد قرار کی خدمت میں پیش کیا جائے یہ کہہ کر بادشاہ وہاں سے چل دیا۔وہ خط نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک ہزار سال بعد پیش ہوا۔کیسے ہوا۔اور خط میں کیا لکھا تھا؟

سنئے اور عظمت حضور ﷺ کی شان دیکھئے۔''کمترین مخلوق تبع اول خمیری کی طرف سے شفیع

المزنبین سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ
امابعد:۔! اے اللہ کے حبیب! میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور جو کتاب آپ پر نازل ہوگی۔اس پر بھی ایمان لاتا ہوں اور میں آپ کے دین پر ہوں پس اگر مجھے آپ ﷺ کی زیارت کا موقع مل گیا۔تو بہت اچھا وغنیمت ۔اور اگر میں آپ کی زیارت نہ کرسکا۔تو میری شفاعت فرمانا۔اور قیامت کے دن مجھے فراموش نہ کرنا۔آپ ؐ کی پہلی امت میں ہوں۔اور آپ ؐ کے ساتھ آپ کی آمد سے پہلے ہی بیعت کرتا ہوں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ ﷺ اس کے سچے رسول ؐ ہیں۔"
شاہ یمن کا یہ خط نسلاً بعد نسلاً ان چار سو علماء کے اندر حرز جان کے حیثیت سے محفوظ چلا آیا۔ یہاں تک کہ ایک ہزار سال کا عرصہ گزر گیا۔۔ان علماء کی اولاد اس کثرت سے بڑھی کہ مدینہ کی آبادی میں کئی گنا اضافہ ہوگیا اور یہ خط دست بدست مع وصیت کے اُس بڑے عالم ربانی کے اولاد میں سے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے پاس پہنچا۔ اور آپ نے وہ خط اپنے غلامِ خاص ابویعلی کی تحویل میں رکھا۔اور جب حضور ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی۔اور مدینہ کی الوداعی گھاٹی مثنیا کی گھاٹیوں سے آپ کی اونٹنی نمودار ہوئی۔اور مدینہ کے خوش نصیب لوگ محبوب خدا کے استقبال کرنے کو جوق در جوق آرہے تھے۔اور کوئی اپنے مکانوں کو سجا رہا تھا۔ تو کوئی گلیوں اور سڑکوں کو صاف کررہا تھا۔اور کوئی دعوت کا انتظام کررہا تھا۔اور سب یہی اقرار کررہے تھے کہ حضور ﷺ میرے گھر تشریف لائیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے اونٹنی کی نکیل چھوڑ دو جس گھر میں ٹھہر یگی اور بیٹھ جائیگی وہی میری قیام گاہ ہوگی۔ چنانچہ جو دو منزلہ مکام شاہ یمن تبع خمیری نے حضور ﷺ کی خاطر بنوایا تھا۔وہ اس وقت حضرت ابوایوب انصاریؓ کی تحویل میں تھا۔اُس میں حضور ﷺ کی اونٹنی جا کر ٹھہر گئی۔
لوگوں نے ابویعلی کو بھیجا کہ جاؤ۔حضور ﷺ کو شاہ یمن تبع خمیری کا خط دے آؤ۔جب ابویعلی

حاضر ہوا۔ تو حضور ﷺ نے اُسے دیکھتے ہی فرمایا۔ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں شاہ یمن کا جو خط تمہارے پاس ہے لاؤ۔ وہ مجھے دو۔ چنانچہ ابو یعلی نے وہ خط دیا۔ حضورؐ نے پڑھ کر فرمایا صالح بھائی تبع کو آفرین وشاباش ہے۔

سبحان اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

بحوالہ کتب (میزان لادیان)، (کتاب المستظر ف)، (حجۃ اللہ علے العالمین)

سورۃ صف آسان ترجمان القرآن کی رو سے

واذ قال عیسی ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدیّ من التورۃ و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاۗءھم قالو ھٰذا اسحر مبین۔

ترجمہ۔ اور وہ وقت یاد کرو جب عیسی بن مریم نے کہا تھا کہ ''اے بنو اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا ایسا پیغمبر بن کر آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی میں اُس کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ اور اُس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا۔ جس کا نام احمد ہے'' پھر جب وہ اُن کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ کہنے لگے۔ کہ ''یہ تو کھلا جادو ہے۔

''احمد'' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی نام سے آپ ؐ کی بشارت دی تھی۔ اس قسم کی ایک بشارت آج بھی انجیل یوحنا میں تحریف شدہ حالت میں موجود ہے۔ انجیل یوحنا کی عبارت یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: ''اور میں باپ سے درخواست کروں گا۔ تو وہ تمہیں دُوسرا مددگار بخشے گا۔ کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔

(یوحنا ۱۴:۱۶)

یہاں جس لفظ کا ترجمہ مددگار کیا گیا۔ وہ اصل یونانی میں ''فارقلیط (Periclytos) تھا جس کے معنی ہیں ''قابل تعریف شخص'' اور یہ ''احمد'' کا لفظی ترجمہ ہے۔ لیکن اس لفظ کا ''Paracletus'' سے بدل دیا گیا ہے۔ جس کا ترجمہ ''مددگار'' اور بعض تراجم میں ''وکیل'' یا ''شفیع'' کیا گیا ہے۔ اگر ''فارقلیط'' کا لفظ مدِ نظر رکھا جائے تو صحیح ترجمہ یہ ہوگا۔ کہ ''وہ تمہارے پاس اُس قابلِ تعریف شخص (احمد) کو بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا'' اس میں یہ واضح فرمایا گیا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کسی خاص علاقے یا کسی خاص زمانے کے لئے نہیں ہوں گے۔ بلکہ آپ کی نبوت قیامت

تک آنے والے ہر زمانے کے لئے ہوگی۔ نیز برناباس کی انجیل میں کئی مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بشارتیں موجود ہیں۔ اگر چہ عیسائی مذہب والے اس انجیل کو معتبر نہیں مانتے۔ لیکن ہمارے نزدیک وہ اُن چاروں انجیلوں سے زیادہ مستند ہے۔ جنہیں عیسائی مذہب میں معتبر مانا گیا ہے۔ اس کے مفصل دلائل میں نے اپنی کتاب ''عیسائیت کیا ہے؟'' میں بیان کیۓ ہیں۔

محترم جناب مفتی محمد تقی عُثمانی صاحب

آسان ترجمۂ قرآن

رسول اللہ ﷺ کا غلام

اُف کتنا خوفناک تھا وہ طوفان۔۔۔ سمندر میں پانی کی لہریں اتنی بلند تھیں کہ آسمان نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔ تیز موجوں نے ایک بحری جہاز کو جو چٹان سے ٹکر دے ماری جہاز ٹکڑے ہو چکا تھا۔ اور بہت سارے مسافر ڈوب چکے تھے۔ ہاں البتہ ایک نیک سیرت اور فرشتۂ صورت انسان زندہ تھے۔ جہاز ٹوٹ گیا تو وہ بزرگ لکڑی کے ایک بڑے تختے پر بیٹھ گئے اور وہ تختہ سمندر کے پانی پر تیرنے لگا۔ سمندری لہریں اب بھی بہت جوش میں تھیں۔ مگر جیسے

اللہ رکھے، اُسے کون چکھے؟

تیرتے تیرتے یہ تختہ سمندر کے کنارے پر جالگا۔ کنارے پر ایک بہت بڑا جنگل تھا اور بہت خوفناک بھی۔۔اس جنگل میں کسی انسان کا تو نام ونشان نہ تھا۔ البتہ وہاں جانور اور درندے بہت زیادہ تھے۔ جنگل میں داخل ہوتے ہی بزرگ کی نظر ایک شیر پر پڑی۔ کوئی اور ہوتا تو شیر کو دیکھ کر ڈر جاتا اور وہاں سے بھاگ نکلتا۔ لیکن اُنہیں ذرا بھی خوف محسوس نہ ہوا۔

انہوں نے بلند آواز میں شیر سے کہا:

''اے شیر۔۔۔ میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔۔۔ میرا نام سفینہ ہے۔ اور راستے سے بھٹک گیا ہوں۔۔۔۔''

یہ سنتے ہی شیر چلتا ہوا اُن کے نزدیک آ گیا اور اپنا سر یوں جھکا لیا جیسے وہ اُن کا انتہائی وفادار اور پالتو جانور ہو۔

پھر وہ شیر دُم دہلاتا ہوا ایک طرف چل پڑا اور حضرت سفینہؓ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیے۔ چلتے چلتے جنگل کا بادشاہ جنگل سے باہر نکل کر ایک کھلے راستے پر پہنچا۔ اس راستہ کو دیکھتے ہی حضرت سفینہؓ پہچان گئے۔ اب وہ شیر پھر پیچھے مڑا اور اپنا سر ادب سے جھکا لیا۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے غلام سے واپس جنگل میں جانے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ حضرت سفینہؓ نے اسے رخصت کیا اور خود اس راستے پر چلتے ہوئے اپنی منزل پر پہنچ گئے۔

اسلام کی روشنی

ومن یبتغ غیرالاسلام دیناً فلن یقبل منہ۔ وھوفی الاخرۃ من الخسرین۔

ترجمہ: اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین سو اُس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خراب ہے۔

یعنی جب خدا کا دین (اسلام) اپنی مکمل صورت میں آ پہنچا تو کوئی جھوٹا یا نامکمل دین قبول نہیں کیا جا سکتا۔ طلوع آفتاب کے بعد مٹی کے چراغ جلانا یا گیس بجلی اور ستاروں کی روشنی تلاش کرنا محض لغو اور کھلی حماقت ہے۔ مقامی نبوتوں اور ہدایتوں کا عہد گزر چکا اب سب سے بڑی آخری اور عالمگیر نبوّت و ہدایت سے ہی روشنی حاصل کرنی چاہیے کہ یہ ہی تمام

روشنیوں کا خزانہ ہے جسمیں پہلی تمام روشنیاں مدغم ہو چکی ہیں

فانک شمس والملوک کواکب

اذا اطلعت لم یبدُ منھن کوکب

ترجمہ: شیخ الھند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ

تفسیر: محترم جناب شبیر احمد عثمانی صاحبؒ

پشتو کے مشہور صوفی شاعر عبدالرحمان بابا کے عشقیہ اشعار

داستا درد بہ پہ ہزار درمان ورنہ کڑم

دانستہ بہ دغہ سود پہ زیان ورنہ کڑم

کہ سوک را کاندی دنیا اور عقبٰی دواڑہ

عاشقی بہ دِ پہ ایں وآن ورنہ کڑم

کہ مِ چرے لاس داستا پہ بوسہ برشی

دانعمت بہ د جنت پہ خوان ورنہ کڑم

سو مے تیغ پہ پھلونہ دے لگید لے

ستا پھلو بہ و رقیب آسان ورنہ کڑم

کہ یوز لے مے ستا زلفے پہ لاس کے وزی

یو ویختہ بہ دِ پہ درست جہان ورنہ کڑم

سو اونہ وینمہ ستاستر گے کہ خدائے کہ

عزرائیل لرہ همر ہ زان ورنہ کڑم

معشوقے دعاشقانو دین ایمان دے

زہ بہ چالرہ خپل دین ایمان ورنہ کڑم

ستا تر زلفو پورے نورے زلفے سہ دی

پہ خاشاک بہ دچمن ریحان ورنہ کڑم

پہ رحمٰن داستا دلبو مئے حرام دے

سو خپلو وینو جام تاوان ورنہ کڑم

اُردو ترجمہ

میں تیرا درد جانان بہ صد درمان نہیں دیتا

زیان ہر سود یہ، دانستہ ترا اے جان نہیں دیتا

جو میری نذر کر دے کوئی دنیا اور عقبٰی بھی

ترا یہ عشق تابندہ بہ این وآن نہیں دیتا

ترا بس، ایک ھی بوسہ جو حاصل ھو سکے مجھکو
یہ نعمت، خوان جنت کے عوض اے جان نہیں دیتا

نہ جب تک یار پہلو سے، مرا تیغ اجل ھو جائے
ترا پہلو رقیبوں کو میں یوں آسان نہیں دیتا

کہیں ایک بار آ جائیں تری زلفیں میرے ھاتھوں
ترا ایک بال دنیا کے عوض اے جان نہیں دیتا

خدا چاھے، نہ جب تک میں نہ جھانکوں تیری آنکھوں میں
میں عزرائیل کو تب تک یہ اپنی جان نہیں دیتا

ھے عاشق کے لئے معشوق اپنا دین بھی ایمان بھی
کسی کو بھی میں اپنا دین اور ایمان نہیں دیتا

تری زلفوں کے منہ آئیں بھلا کس کی ھیں وہ زلفیں
عوض خاشاک کے، گلشن کے میں ریحان نہیں دیتا

شراب لب کی اے رحمان ھے اس وقت تک حرمت

کہ تو اپنے لہو کے جام کا تاوان نہیں دیتا

محمد ﷺ کی عظمت کی حقیقت

محمد ﷺ وہ ہستی ہے جس کے نام سے نبض ہستی تپش آمادہ اور خیمہ افلاک ایستادہ ہے جس کی نسبت معراج انسانیت ہے جس کی ذات سے اعتبار کائنات ہے۔ جس کا وجود برہان الٰہی ہے۔ جس کی ہستی آئینہ ربانی ہے۔ جس قول حدیث اور جس کا عمل سنت ہے جس کی خلوت خود آگاہی اور جلوت خدا آگاہی کا مرقع تھی جس کی بشریت آبروئے آدمیت اور جس کی نبوت رہبر انسانیت ہے۔ جس کے نور سے شبستان عالم چمک اور جس کے رنگ و بو سے چمنستان دہر مہک رہا ہے۔ جس کی خاک راہ سرمہ چشم بصیرت ہے اور آپ ﷺ کا نقش کف پا جادہ طریقت و معرفت ہے۔

آپ ﷺ کا خیال الہام اور آپ ؐ نطق وحی ہے

آپ ﷺ کے قدموں کی آہٹ سن کر کوئی خضر بنا۔ اور کوئی سکندر کہلایا۔

محمد ﷺ کی اصحاب کی ایک ایک سانس میں خوشبوئے نبی ﷺ بسی رہی۔ اُس میں کوئی

’’باب العلم‘‘ قرار پایا۔ اور کوئی سیف اللہ کے خطاب سے نوازا گیا۔اور کوئی صدیق بن گیا۔

جامع ترین انقلاب

محمد رسول اللہ ﷺ کی اصل عظمت جس کو ہم بحیثیت انسان سمجھ سکتے ۔جس کا لوہا آج پوری دنیا مان رہی ہے اور جس کا انکشاف پورے عالم انسانی پر ہو چکا ہے، وہ یہ ہے کہ آپؐ نے ایک عظیم ترین، گھمبیر ترین، جامع ترین اور ہمہ گیر ترین انقلاب برپا کیا اور یہ انقلاب کم از کم وقت میں برپا کیا گیا اس سے بھی زیادہ نمایاں بات یہ ہے کہ اس انقلابی جدوجہد کی ابتدا ٔ سے لے کر اختتام تک جتنے مراحل بھی آئے آنحضور ﷺ نے اس کے ہر ہر مرحلے پر قیادت کی ذمہ داری خود ادا فرمائی ۔اس اعتبار سے تقابل کر لیجئے کہ تاریخ انسانی کے دو انقلابات بہت مشہور ہیں۔ انقلاب فرانس یقیناً ایک بہت بڑا انقلاب تھا۔ دنیا سے بادشاہت کے خاتمے اور جمہوریت کے دور کا آغاز اسی انقلاب فرانس سے ہوا۔ جو سوا دو سو برس قبل کی بات ہے۔ انقلاب روس یعنی بالشویک انقلاب بھی یقیناً ایک عظیم انقلاب تھا۔ جو ۱۹۱۷ میں آیا اگر چہ ستر برس کے اندر اندر اس انقلاب کی موت واقع ہو گئی لیکن کھنڈر بتا رہے ہیں کہ عمارت عظیم تھی وہ بڑے جوش وخروش کے ساتھ وجود میں آیا تھا اور بڑے جوش وخروش کے ساتھ پھیلتے ہوئے روس سے لاطینی امریکہ تک جا پہنچا۔ کتنی عظیم توسیع بجلی کی سی سرعت کے ساتھ ہوئی ہے لیکن ان دونوں انقلابات کا جائزہ لیں تو یہ حقائق سامنے آتے ہیں

(۱) دونوں جزوی انقلاب ہیں انقلاب فرانس میں صرف سیاسی ڈھانچہ بدلا۔ باقی عقائد، رسومات، سماجی اقدار، معاشی نظام اور تمام معاشی ادارے اسی طرح قائم رہے۔ سیاسی نظام کے سوا باقی جوں کی توں رہی۔ دوسری طرف بالشویک انقلاب کے ذریعے معاشی ڈھانچہ بدل گیا۔ اس میں انفرادی ملکیت ختم ہوگئی۔ تمام وسائل پیداوار قومی ملکیت میں آ گئے۔ لیکن مکمل تبدیلی نہیں آئی۔ آپ کو معلوم ہے کہ وہاں جیسے پہلے کرسچین موجود تھے اسی طرح بعد میں بھی رہے، جو عقائد پہلے تھے وہی بعد میں رہے۔ سماجی اقدار بھی وہی رہیں ۔ سارا نقشہ جوں کا توں رہا۔ بس معاشی انقلاب آ گیا۔ اس کو پس منظر میں رکھ کر دیکھئے محمد ﷺ کا لایا ہوا انقلاب کس قدر جامع اور گھمبیر ترین تھا۔ یہاں آپ خوردبین لگا کر دیکھ لیجئے، کیا کوئی ایسی چیز ہے جو سابقہ حالت میں باقی رہ گئی ہو؟ جواب نفی میں ملے گا عقائد و نظریات بدل گئے، شخصیتیں بدل گئیں، اخلاق بدل گئے، ان کے شب و روز کے انداز بدل گئے۔ صبح وشام بدل گئے۔ نشست و برخاست کے انداز بدل گئے پھر یہ کہ سماجی نظام، سیاسی نظام اور معاشی نظام بدل گیا۔ وہ قوم جس میں پڑھے لکھے لوگ بمشکل انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے وہ علوم کے موجد ہو گئے۔ دنیا کے استاد بن گئے انہوں نے مشرق و مغرب کے علوم ہند و یونان سے لیے اور انہیں ترقی دے کر پورے عالم میں پھیلا دیا آپ کا انقلاب ہمہ گیر ترین، جامع ترین اور عظیم ترین انقلاب تھا۔ انقلاب محمدیؐ کے مقابلے میں انقلاب روس اور انقلاب فرانس کے کیا حیثیت ہے؟ چہ نسبت خاک را با عالم پاک!

محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ
بانی تنظیم اسلامی

۱۔ غیروں کے سوال کا جواب

ایک پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ کافی عرصہ کی بات ہے کہ جب میں لیاقت میڈیکل کالج جامشورو میں سروس کرر ہا تھا۔ تو وہاں لڑکوں نے سیرت النبی ﷺ کانفرنس منعقد کرائی اور تمام اساتذہ کرام کو مدعو کیا۔ چنانچہ میں نے ڈاکٹر عنایت اللہ جوکھیو (جو ہڈی جوڑ کے ماہر تھے) کے ہمراہ اس کانفرنس میں شرکت کی اس نشست میں اسلامیات کے ایک لیکچرار نے حضو ﷺ کی پرائیویٹ زندگی پر مفصل بیان کیا۔ اورآپ کی ایک ایک شادی کی تفصیل بتائی ۔کہ یہ شادی کیوں کی ۔ اوراس سے اُمت کو کیا فائدہ ہوا۔

یہ بیان اتنا مؤثر تھا کہ حاضرینِ مجلس نے اس کو بہت سراہا۔ کانفرنس کے اختتام پر ہم دونوں جب جامشورو سے حیدرآباد بذریعہ کار آرہے تھے تو ڈاکٹر عنایت اللہ جوکھیو نے عجیب بات کی ۔ آج رات میں دوبارہ مسلمان ہوا ہوں ۔ میں نے تفصیل پوچھی تو اُنھوں نے بتایا کہ آٹھ سال قبل جب وہ FRCS کے لئے انگلستان گئے تو کراچی سے انگلستان کا سفر کافی لمبا تھا، ہوائی جہاز میں ایک ائیر ہوسٹس میرے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔

ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی کے بعد اس عورت نے مجھ سے پوچھا۔ کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟

میں نے بتایا، اسلام۔ ہمارے نبی ﷺ کا نام پوچھا، میں نے حضرت محمد ﷺ بتایا، پھر اس لڑکی نے سوال کیا۔ کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ تمہارے نبی ﷺ نے گیارہ شادیاں کی تھیں؟

میں نے لاعلمی ظاہر کی ۔ تو اس لڑکی نے کہا یہ بات حق اور سچ ہے۔ اس کے بعد اس لڑکی نے حضو ﷺ کے بارے میں (معاذ اللہ) نفسانی خواہشات کے غلبے کے علاوہ دو تین دیگر الزامات لگائے جس کے سننے کے بعد میرے دل میں (نعوذ باللہ) حضو ﷺ کے بارے نفرت پیدا ہوگئی اور جب میں لندن کے ہوائی اڈے پر اُترا تو میں مسلمان نہیں تھا۔

آٹھ سال انگلستان میں قیام کے دوران میں کسی مسلمان کو نہیں ملتا تھا، حتیٰ کہ عید کی نماز تک میں نے ترک کر دی۔ اتوار کو میں گرجوں میں جاتا اور وہاں کے مسلمان مجھے عیسائی کہتے تھے۔

جب میں آٹھ سال بعد واپس پاکستان آیا تو ہڈی جوڑ کا ماہر بن کر لیاقت میڈیکل کالج میں کام شروع کیا یہاں بھی میری وہی عادت رہی۔ آج رات اس لیکچرر کا بیان سن کر میرا دل صاف ہو گیا۔ اور میں نے پھر سے کلمہ پڑھا ہے۔

غور کیجئے ایک عورت کے چند کلمات نے مسلمان کو کتنا گمراہ کیا۔ اور اگر آج ڈاکٹر عنایت اللہ کا یہ بیان نہ سنتا۔ تو پتہ نہیں میرا کیا بنتا؟

اس کی وجہ ہم مسلمانوں کی کم علمی ہے ہم حضور ﷺ کی زندگی کے متعلق نہ پڑھتے ہیں اور نہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ کئی میٹنگز میں جب کوئی ایسی بات کرتا ہے تو مسلمان کوئی جواب نہیں دیتے، ٹال دیتے ہیں۔ جس سے اعتراض کرنے والوں کے حوصلے بلند ہو جاتے ہیں۔

اس لئے بہت اہم ہے کہ ہم اس موضوع کا مطالعہ کریں اور موقع پر حقیقت لوگوں کو بتائیں۔

میں ایک دفعہ بہاولپور سے ملتان بذریعہ بس سفر کر رہا تھا کہ ایک آدمی لوگوں کو حضور ﷺ کی شادیوں کے بارے گمراہ کر رہا تھا۔ میں اُس سے بات شروع کی تو وہ چُپ ہو گیا اور باقی لوگ ادھر اُدھر ہو گئے۔ لوگوں نے حضور ﷺ کی عزت اور ناموس کی خاطر جانیں قربان کی ہیں۔ کیا ہمارے پاس اتنا وقت نہیں۔ کہ ہم اس موضوع کے چیدہ چیدہ نکات کو یاد کر لیں اور موقع پر لوگوں کو بتائیں

اس بات کا احساس مجھے ایک دوست ڈاکٹر نے دلایا۔ کہ انگلستان میں ہوتے ہیں اور یہاں ایک جماعت کے ساتھ آئے تھے انگلستان میں ڈاکٹر صاحب کے کافی دوست دوسرے

مذاہب سے تعلق رکھتے تھے وہ ان کو اس موضوع پر صحیح معلومات فراہم کرتے رہتے ہیں انہوں نے چیدہ چیدہ نکات بتائے جو میں پیش خدمت کرر ہا ہوں ۔اتوار کے دن ڈاکٹر صاحب اپنے دوستوں کے ذریعے ''گرجا گھر'' چلے جاتے ہیں وہاں اپنا تعارف اور نبی کریم ﷺ کا تعارف کراتے ہیں ۔عیسائی لوگ خاص کر مستورات آپ کی شادیوں پر اعتراض کرتی ہیں

ڈاکٹر صاحب جو جوابات دیتے وہ مندرجہ ذیل ہیں

میرے پیارے نبی ﷺ نے عالمِ شباب میں (۲۵ سال کی عمر میں) ایک سن رسیدہ بیوہ خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی ۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی اور جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں آپ ؐ نے دوسری شادی نہیں کی ۔

۵۰ سال کی عمر تک آپ ؐ نے ایک بیوی پر قناعت کیا (اگر کسی شخص میں نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو تو وہ عالمِ شباب کے ۲۵ سال ایک بیوہ خاتون کے ساتھ گزارنے پر اکتفا نہیں کرتا)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے مختلف وجوہات کی بناء پر آپ ﷺ نے نکاح کیئے ۔

پھر اسی مجمع سے ڈاکٹر صاحب نے سوال پوچھا کہ یہاں بہت سے نوجوان بیٹھے ہیں ۔آپ میں کون جوان ہے جو ۴۰ سال کی بیوہ سے شادی کرے گا ۔سب خاموش رہے ۔ڈاکٹر صاحب نے ان کو بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ کیا ہے ۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے سب کو بتایا کہ جو ۱۱ شادیاں آپ ؐ نے کی ہیں سوائے ایک کے باقی سب بیوگان تھیں ۔یہ سن کر سب حیران ہوئے ۔

پھر مجمع کو بتایا کہ جنگِ اُحد میں ستر صحابہ کرام ؓ شہید ہوئے ۔نصف سے زیادہ گھرانے بے آسرا ہو گئے ۔ بیوگان اور یتیموں کا کوئی سہارا نہ رہا ۔

اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کو اپنے صحابہؓ کو بیوگان سے شادی کرنے کو کہا۔ لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے آپ ﷺ نے حضرت سودہؓ حضرت اُمِ سلمیٰؓ، حضرت زینب بنت خذیمہؓ سے مختلف اوقات میں نکاح کئے۔ آپ کو دیکھا دیکھی صحابہ کرامؓ نے بیوگان سے شادیاں کیں جس کی وجہ سے بے آسرا خواتین کے گھر آباد ہو گئے۔

عربوں میں کثرت ازواج کا رواج تھا۔ دوسرے شادی کے ذریعے قبائل کو قریب لانا اور اسلام کے فروع کا مقصد آپ ﷺ کے پیش نظر تھا

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ عربوں میں دستور تھا کہ جو شخص ان کا داماد بن جاتا۔ اس کے خلاف جنگ کرنا اپنی عزت کے خلاف سمجھتے

ابوسفیانؓ اسلام لانے سے پہلے حضور ﷺ کے شدید ترین مخالف تھے مگر جب ان کی بیٹی ام حبیبہؓ سے حضور ﷺ کا نکاح ہوا۔ تو یہ دشمنی کم ہو گئی۔ ہوا یہ کہ اُم حبیبہؓ شروع میں مسلمان ہو کر اپنے مسلمان شوہر کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئیں وہاں ان کا خاوند نصرانی ہو گیا

حضرت اُم حبیبہؓ نے اس سے علٰحیدگی اختیار کی اور بہت مشکلات سے گھر پہنچیں۔ حضور ﷺ ان کی دل جوئی فرمائی۔ اور بادشاہ حبشہ کے ذریعے ان سے نکاح کیا۔

حضرت جویریہؓ قید ہو کر ایک صحابیؓ کے حصہ میں آئیں۔ صحابہ کرامؓ نے مشورہ کر کے سردار کی بیٹی کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا اور اس نکاح کی برکت اس قبیلہ کے سو ۱۰۰ گھرانے آزاد ہوئے۔ اور سب مسلمان ہو گئے۔

خیبر کی لڑائی میں یہودی سردار کی بیٹی حضرت صفیہؓ قید ہو کر ایک صحابیؓ کے حصہ میں آئی۔ صحابہ کرامؓ نے مشورے سے ان کا نکاح حضور اکرم ﷺ سے کرا دیا۔

اسی طرح میمونہؓ سے نکاح کی وجہ سے نجد کے علاقہ میں اسلام پھیلا۔ ان شادیوں کا مقصد یہ بھی تھا کہ لوگ حضور ﷺ کے قریب آسکیں، اخلاقِ نبیؐ کا مشاہدہ کر سکیں تا کہ انہیں راہِ

ہدایت نصیب ہو۔
حضرت ماریہؓ سے نکاح اسی سلسلہ کی کڑی تھا۔آپؓ پہلے مسیحی تھیں اوران کا تعلق ایک شاہی خاندان سے تھا۔ ان کو بازنطینی بادشاہ شاہ مقوقس نے بطور ہدیہ کے آپؐ کے خدمت اقدس میں بھیجا تھا۔حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح متبنی کی رسم توڑنے کے لئے کیا۔
حضرت زیدؓ حضور ﷺ کے متبنی (منہ بولے بیٹے) کہلائے تھے، ان کا نکاح حضرت زینب بنت جحشؓ سے ہوا مناسب نہ ہونے پر حضرت زیدؓ نے انہیں طلاق دے دی تو حضور ﷺ نے نکاح کرلیا اور ثابت کرلیا کہ متبنی ہرگز حقیقی بیٹے کے ذیل میں نہیں آتا۔
اپنا کلام جاری رکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ علومِ اسلامیہ کا سرچشمہ قرآن پاک اور حضور اقدس ﷺ کی سیرت پاک ہے۔
آپ ﷺ کی سیرت پاک کا ہرایک پہلو محفوظ کرنے کے لئے مردوں میں خاص کر اصحابہ صفہؓ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔عورتوں میں اس کام کے لئے ایک جماعت کی ضرورت تھی۔ ایک صحابیہؓ سے کام کرنا مشکل تھا۔اس کام کی تکمیل کے لئے آپ ﷺ نے کئی نکاح کئے۔ آپ ﷺ نے حکماء ازواجِ مطہراتؓ کو ارشاد فرمایا تھا کہ ہر اس بات کو نوٹ کریں جو رات کے اندھیرے میں دیکھیں۔حضرت عائشہؓ جو بہت ذہین، زیرک اور فہیم تھیں۔حضور ﷺ نے نسوانی احکام ومسائل کے متعلق آپؓ کو خاص طور پر تعلیم دی۔
حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ ۴۵ سال تک زندہ رہیں اور ۲۲۱۰ احادیث آپؓ سے مروی ہیں۔
صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلے میں شک ہوتا ہے تو حضرت عائشہؓ کو اس کا علم ہوتا۔
اسی طرح حضرت اُم سلمہؓ کی روایات کی تعداد ۳۶۸ ہے۔

ان حالات سے ظاہر ہوا کہ ازواج رضی اللہ عنہن کے گھر عورتوں کی دینی درسگاہیں تھیں۔ کیونکہ یہ تعلیم قیامت تک کے لئے تھیں۔ اور ساری دنیا کے لئے تھیں اور ذرائع ابلاغ محدود تھے اس لئے کتنا جانفشانی سے یہ کام کیا گیا ہوگا، اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آخر میں ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ یہ مذکورہ بالا بیان میں گرجوں میں لوگوں کو سناتا ہوں اور وہ سنتے ہیں باقی ہدایت دینا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اگر پڑھے لکھے مسلمان ان نکات کو یاد کرلیں اور کوئی بدبخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کریں تو ہم سب اس کا دفاع کریں

۲۔ غیر مسلموں کا جواب

محترم جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب دامت برکاتہم۔

میرے بھائی نے سوال پوچھا ہے۔ کہ اسلام زیادہ سے زیادہ چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۱ بیویاں کیوں تھیں؟ میں سوال پوچھنے والے اس بھائی سے اتفاق کرتا ہوں کہ قرآن کی سورۃ النساء کی آیت ۳ میں زیادہ سے زیادہ چار بیویوں کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن ایک اور سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۲ میں یہ ارشاد ہوا ہے۔

" اس کے بعد اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں اور نہ یہ درست ہے کہ ان کے بدلے اور عورتوں سے نکاح کرے اگرچہ ان کی صورت اچھی بھی لگتی ہو مگر جو تیری مملوکہ ہوں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا نگہبان ہے (القرآن ۵۲:۳۳)

قرآن کی اس آیت میں پیغمبر خدا، محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کو یہ اجازت دی گئی کہ وہ تمام بیویوں کو رکھ سکتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ اور شادیوں سے منع فرمادیا۔

اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آنحضورﷺ کو مزید شادیوں کی اجازت کیوں نہیں دی گئی تھی اور آپؐ کو انہیں طلاق دینے سے بھی منع فرما دیا گیا تھا تو اس بارے میں سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۰ اور ۵۲ ملاحظہ فرمائیے

" اے نبیﷺ ہم نے تمہارے لئے حلال کر دیں تمہاری وہ بیویاں جن کے مہر تم نے ادا کئے ہیں اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمہاری ملک میں آئیں اور تمہاری وہ چچا زاد اور پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے اور وہ مومن عورت جس نے اپنے آپ کو بنیﷺ کے لئے ہبہ کیا ہو۔ اگر نبیﷺ اسے نکاح میں لینا چاہیں۔ یہ رعایت خالصتاً تمہارے لئے ہے، دوسرے مومنوں کے لئے نہیں۔ ہم کو معلوم ہے کہ عام مومنوں پر ان کی بیوی اور لونڈیوں کے بارے میں ہم نے کیا حدود عائد کی ہیں

(تمہیں ان حدود سے اس لئے ہم نے مستثنیٰ کیا ہے) تا کہ تمہارے اوپر کوئی تنگی نہ رہے۔ اس کے بعد تمہارے لئے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں نہ اس کی اجازت ہے کہ ان کی جگہ اور بیویاں لے آؤ خواہ ان حسن تمہیں کتنا ہی پسند ہو البتہ لونڈیوں کی تمہیں اجازت ہے۔" (القران، ۵۲، ۵۰، ۳۳)

قرآن کی ایک اور آیت میں آنحضور ﷺ کی بیویوں کے بارے میں ارشاد ہوا کہ "جہاں تک پیغمبر کی بیویوں کا تعلق ہے وہ خواہ مطلقہ ہوں یا بیوائیں کوئی شخص ان سے شادی نہیں کر سکتا، وہ اُم المومنین یعنی مومنین کی مائیں ہیں۔"

اسلام چونکہ غیر فطری طرز زندگی کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ اور یہ پسند نہیں کرتا کہ عورتیں غیر شادی شدہ رہیں اس لئے آنحضورﷺ کو بھی منع فرمایا گیا کہ جو بیویاں ان کے نکاح میں تھیں انہیں آپؐ طلاق دے کر دوسری بیویاں لے آئیں۔

اگر آپ ان گیارہ شادیوں کا تجزیہ کریں جو محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے کیں تو معلوم ہوگا کہ وہ یا تو سماجی اصلاح کے لئے تھیں یا کسی سیاسی سبب سے جس میں کسی نفسانی خواہش کا شائبہ تک نہیں تھا۔ آپ ؐ کی پہلی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی جو ۴۰ برس کی تھیں جبکہ نبی کریم ﷺ صرف ۲۵ برس کے تھے اور حضرت حدیجہ ؓ دو بار بیوہ ہو چکی تھیں۔ جب تک وہ زندہ رہیں محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے دوسری شادی نہیں کی۔ آپ ؐ کی عمر پچاس برس تھی جب حضرت حدیجہ ؓ کا انتقال ہو گیا تھا پھر ۵۳ اور ۵۶ برس کی عمر کے درمیان محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے باقی شادیاں کیں۔ آپ ؐ چاہتے تو ایک سے ایک حسین و جمیل کنواری خاتون سے شادی کر سکتے تھے۔ مگر آپ ؐ نے ایسا نہیں کیا۔ سائنس ہمیں بتاتی ہیں کہ جوں جوں مرد کی عمر بڑھتی جاتی ہے خواہش نفس اسی رفتار سے کم ہوتی جاتی ہے۔

آپ ؐ کی صرف دو شادیاں معمول کے مطابق ہوئیں۔ پہلی حضرت خدیجہ ؓ سے اور دوسری حضرت عائشہ ؓ۔ دیگر تمام شادیاں حالات کی وجہ سے تھیں۔ سماجی اصلاح کے لیے یا سیاسی مفادات کے لیے۔ اگر آنحضور ﷺ کی شادیوں کا جائزہ لیا جائے تو صرف آپ ؐ کی دو بیویاں ۳۶ برس سے کم تھیں دیگر تمام ۳۶ اور ۵۰ برس کے درمیان کی عمر کی تھیں۔ ہر شادی کے پیچھے کوئی وجہ تھی۔ مثال کے طور پر بی بی جویریہ کا تعلق بنو مسطلیق سے تھا جو ایک بڑا طاقتور قبیلہ تھا اور یہ قبیلہ اسلام کے خلاف تلوار اُٹھائے رکھتا تھا۔ کچھ عرصے بعد اسلامی فوج نے اسے دبا لیا تھا۔ اس اثناء میں آنحضور ﷺ نے حضرت جویریہ ؓ سے شادی کی جس کی تفصیلات موجود ہیں آپ ؐ کی اس شادی کے بعد صحابہ کرام ؓ نے فرمایا: ''ہم محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کے رشتہ داروں کو کیسے قیدی بنا سکتے ہیں اور انہوں نے قیدیوں کو آزاد کر دیا تھا۔ اس کے بعد یہ دونوں قبیلے دوست بن گئے تھے۔ اسی طرح کی اور مثالیں بھی موجود ہیں۔ جب آنحضور ﷺ بی بی میمونہ ؓ سے شادی کی جو نجد کے قبیلے کے سردار کی سالی تھیں۔ جس نے ایک مرتبہ ۷۰ مسلمانوں کو مار ڈالا تھا یہ اسلامی وفد

کے اراکین تھے۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلّم نے ان سے شادی کرلی تو اس قبیلے نے مدینہ کی ہجرت کی اور پیغمبر خدا کی لیڈر شپ تسلیم کرلی تھی۔

آنحضور ﷺ نے مکہ مکرمہ کے سربراہ ابوسفیان کے بیٹی ام حبیبہؓ سے شادی کی۔ ایک اور مثال بی بی صفیہؓ کی ہے جو ایک طاقتور یہودی سردار کی بیٹی تھیں اس شادی کے بعد یہودی مسلمانوں کے دوست بن گئے تھے۔ آپؐ نے حضرت عمرؓ کے بیٹی حفصہؓ سے شادی تا کہ صحابہؓ سے مزید تعلقات قائم ہو جائیں۔

سماجی اصلاح کے پیش نظر آپؐ نے ایک شادی ایک مطلقہ خاتون سے بھی کی۔ یہ آنحضورﷺ کی پھوپھی زاد زینبؓ تھیں اس شادی سے وہ قدیم رسم ختم ہو رہی تھی جس میں منہ بولے بیٹے کی بیوہ یا مطلقہ سے شادی نہیں کی جا سکتی تھی۔ زینبؓ کو حضرت زید نے جو کبھی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کے منہ بولے بیٹے تھے طلاق دے دی تھی۔ آپؐ کی تمام شادیوں کے پیچھے جو جذبہ کارفرما تھا وہ تھا برادریوں قبیلوں میں بہتر تعلقات قائم کرنا۔

مجھے امید ہے میں نے سوال کا تسلی بخش جواب دے دیا ہوگا

محترم جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب دامت برکاتہم

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و نصرت واجب ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی نصرت تعظیم اور توقیر واجب ہے جبکہ گستاخ کی سزا قتل مشروع ہے۔ اگر گستاخ کو قتل نہ کیا جائے تو نبی اکرم ﷺ کی نصرت نہ ہوگی نہ تعظیم و توقیر ہوگی۔ کیونکہ گستاخ ہماری گرفت میں ہو اور ہم اس کی اہانتِ رسول کا بدلہ لینے پر قادر ہوتے ہوئے اس کو قتل نہ کریں اور اس کا قتل شرعاً جائز بھی ہو تو یہ انتہائی ذلت اور رسولؐ کی بے قدری ہوگی۔ بالکل واضح بات ہے۔

یادرکھئے کہ اس مسئلہ کے ثبوت کے کئی طریقے ہیں مگر ہم نے یہاں کلام کو طویل نہیں کیا کیونکہ اس کے عام دلائل پہلے مسئلہ پر مذکور ہو چکے جو گستاخِ رسول کے واجب القتل ہونے پر دلالت کرتے ہیں

غلبۂ اسلام کی پیشن گوئی اور حضرت محمد ﷺ کی رحمت العالمینی

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر انّ الارض یرثھا عبادی الصّٰلحون . انّ فی ھٰذا لبلاٰغاًلّقومٍ عٰبدین. ومارسلنک الّا رحمۃً لّلعالمین .

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر انّ الارض یرثھا عبادی الصّٰلحون۔ ’’اور ہم نے لکھ دیا تھا زبور میں نصیحت کے بعد کہ اس زمین کے وارث ہوں گے ہمارے نیک بندے‘‘

الفاظ کے مفہوم کے مطابق اس وراثت کی دو امکانی صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ قیامت سے پہلے اللہ کا دین پوری دنیا پر غالب آجائے گا۔اللہ کے نیک بندوں کی حکومت تمام روئے زمین پر قائم ہو جائے گی۔اور یوں وہ پوری زمین کے مالک یا وارث بن جائیں گے۔
دوسری صورت یہ ہوگی کہ قیام قیامت کے بعد اسی زمین کو جنت میں تبدیل کر دیا جائے گا اور اہل جنت کی ابتدائی مہمان نوازی (نُزُل) یہیں پر ہوگی (مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ تشریح سورۂ ابراہیم :۴۸) اور یوں اللہ کے نیک بندے جنت کے وارث بنا دیے جائیں گے۔اس مفہوم کے مطابق یہاں زمین سے مراد جنت کی زمین ہوگی۔
انّ فی ھٰذا البلٰغاً لّقومٍ عٰبدین۔''یقیناً اس میں ایک بڑی خبر ہے (اللہ کی) بندگی کرنے والوں کے لیے۔
وما ارسلنٰک الاّ رحمۃً للّعٰلمین۔''اور (اے نبی ﷺ) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر''۔
یعنی آپ ؐ کی بعثت صرف جزیرہ نمائے عرب تک محدود نہیں ہے۔اگر ایسا ہوتا تو جزیرۂ نمائے عرب میں اسلام کے عملی طور پر غلبے کے بعد آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد پورا ہو چکا ہوتا، مگر آپ ﷺ تو تمام اہل عالم کے لیے بھیجے گئے ہیں۔چنانچہ آپ ؐ کی بعثت کا مقصد قرآن میں تین مقامات (التوبہ:۳۳ الفتح:۲۸ اور الصّف:۹) پر ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا:
(ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدّین کُلّہ) وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو بھیجا الھدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ اسے غالب کر دے تمام ادیان پر'' گویا آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد تب پورا ہوگا جب دین اسلام کُل روئے زمین پر غالب ہو جائے گا۔اسی مضمون کو اقبال نے یوں بیان کیا ہے۔

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے

نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے!

محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ
بانی: تنظیمِ اسلامی

اسلام کی عظمت

سوال۔ السلام علیکم میرے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ میں یہاں کھڑا ہو کر آپ سے سوال پوچھ رہا ہوں اور ساتھ ہی بہت مایوس ہوں
اگر قرآن ہدایت کی کتاب ہے اور اسلام علمی مذہب ہے تو ہم مسلمان زیادہ ہونے پر بھی دوسری قوموں سے اتنا پیچھے کیوں ہیں؟
کیونکہ جب ہم اپنا موازنہ دوسرے قوموں سے کرتے ہیں تو ہم اپنے اور اُن کے درمیان بہت فرق دیکھتے ہیں
محترم جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کا جواب:
بھائی نے بہت اچھا، بہت اہم، بہت متعلقہ سوال پوچھا ہے۔
کہ اگر قرآن میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے متعلق بہت جانکاری ہے یہ کتاب علم اور رہنمائی

سے بھری ہے تو ہم مسلمان اتنا پیچھے کیوں؟

یہ بہت اچھا سوال ہے

وجہ یہ ہے کہ اگر ہم تاریخ میں پیچھے دیکھیں آٹھ سے بیسویں صدی۔ ہم تاریخی کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ یورپی اسے اندھیرا دور کہتے ہیں

تاریکی دور کن کا؟

یورپی لوگوں کے لئے!!

عرب لوگوں نے سائنس اور ٹیکنالوجی میں جو ڈنگا گاڑا، وہ بہت لاجواب تھا۔

اگر آپ سائنس پر تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ کو عربی سیکھنا پڑتی ہے۔ جیسے آج ہم انگلش سیکھتے ہیں۔ اُس وقت مسلمان ٹاپ پر تھے کیوں کہ ہم قرآن وسنت کے ساتھ تھے ہمارے پیچھے ہونے کی وجہ یہی ہے کہ ہم قرآن وسنت سے دور ہیں

لہٰذا اِلزام قرآن پر نہیں مجھ پر اور آپ پر لگتا ہے۔

اگر آپ تاریخ اور سائنس کی کتابیں پڑھیں میں نے اپنے لیکچر میں بتایا کہ ابن نفیس قرآن کے نزول کے چھ سو سال بعد پہلا انسان تھا جس نے خون کے بہاؤ کے بارے میں بتایا تھا۔ لیکن ہماری کتابوں میں ہم ولیم ہاروی کا پڑھتے ہیں ابن نفیس کا ذکر ہی نہیں۔

تو اس کے دو وجوہات ہیں۔

۱۔ قرآن سے ناواقفیت کے وجوہات ہیں۔

۲۔ میڈیا (Media)

آپ کو پتا ہے کہ میڈیا بھی اس میں بڑا کردار ادا کرتا ہے۔

اپنی کتابوں اور سکول میں، میں نے کبھی ابن نفیس کے بارے میں نہیں سنا تھا بعد میں تحقیق کی۔ تو مجھے پتا لگا میری کتاب میں ولیم ہاروی کا ذکر تھا۔

پہلا شخص جس نے دنیا کا نقشہ بنایا وہ الادریسی تھا۔۱۱۵۴ میں۔ وہ مسلمان تھا۔کیا آپ کو پتا ہے کہ جو ہمارے پاس گنتی کے نمبر ہیں وہ کیا کہلاتے ہیں کیا کہلاتے ہیں؟

Aratic Numerals

جیسا کہ ہمارے پاس رومن نومیرلز۔۔۔

اربیک نومیرلز۔۔۔۔کیوں؟؟

کیونکہ زیرو انڈیا سے متعارف ہوا اور عربیوں نے وہاں سے لیا اور عشاریہ لگا دیا وہ ہمارے پاس اربیک نومیرلز بن گئے

اگر آپ ابتھوسی کے بارے میں جانتے ہوں وہ پہلا انسان تھا جس نے مسئلہ فیسا غورث دریافت کیا تھا جو ہم نے سکول میں پڑھا لیکن ہم ابتھوسی کے بارے میں نہیں جانتے۔

تکون میں وتر کا مربع ،عمود کے مربعے اور قاعدے کے مربع کا حاصل جمع کے برابر ہوتا ہے

یاد ہے نا آپ کو یا بھول گئے۔ ج۔ یاد ہے ماشاءاللہ

کس شخص نے اس کا پتا لگایا ابھی آپ کو پتا لگا۔۔۔ ہیں نا؟

نا پتا لگنے سے تو بہتر ہے کہ دیر سے پتا لگا۔وہ مسلمان تھا

ہم نے ٹرگنو میٹری پڑھی۔کون تھا اس کا موجد۔۔۔۔البرونی

ہم نے کیمسٹری پڑھی۔کون تھا اس کا موجد۔ہم گیبر کے نام سے جانتے ہیں

یہ گیبر نہیں جابر ہے۔جابر ابن حیان۔۔۔وہ نام کو بدلنا چاہتے ہیں۔۔۔مغربی دیکھانے کے لئے۔۔۔گیبر۔۔تو گیبر مغربی نام لگتا ہے نا۔۔۔ ہیں نا

یہ جابر ابنِ حیان ہے وہ کیمسٹری کا موجد تھا

دو ہزار سے زائد صفحات لکھنے والا وہ پہلا شخص تھا جس نے الکوحل کو کشید کیا تھا

الکحل عربی لفظ الغل سے آتا ہے۔

اس نے کشید کیا اسے کتنے لوگ الکندی کا جانتے ہیں
وہ وقت جب دنیا کی تاریخ کے سب سے بڑے سائنس دان Newton نے کہا کہ تمام قوانین متعلق ہے یعنی (Absolute)
تب کندی نے کہا کہ نہیں تمام قوانین متعلق نہیں بلکہ (relative) ہے۔۔۔پھر کہیں بعد میں جا کر آئن سٹائن آیا جس نے relativity کا کہا۔
ہم سب نے آئن سٹائن کا سنا ہے۔مگر کتنے ہے جنھوں الکندی کے بارے میں سنا؟
دو بھائی۔۔۔محمد احمد اور حسن شاکر۔انہوں نے"ریڈسی" پر اینگل سے زمین کا ایریا بتایا۔
اس وقت جب ہم یقینی طور پر یہ بھی نہیں کہہ سکتے تھے کہ زمین گول ہے یا نہیں؟ تب انہوں نے زمین کا ایریا بتایا جو کہ درست تھا

اگر آپ علی ابن عباس کے متعلق پڑھیں تو اس نے ادویات پر دو ہزار سے زائد صفحات لکھیں۔

اگر آپ علی ابن سینا کے بارے میں جانتے ہوں ایوی سینا۔۔۔تھوڑا مغربی لگتا ہے۔۔۔۔
یہ علی ابن سینا ہے۔
اس طرح کی بہت سے مثالیں ہیں جب مسلمان عروج پر تھے کیونکہ ہم قرآن وسنت کے قریب تھے۔عربی عروج پر تھی۔آج بہت دور ہیں ہم۔
اس وقت اگر آپ سائنس میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو عربی سیکھنا لازمی ہوتا ہے عربی عروج پر تھی، اب کہاں ہے عربی؟؟؟
ہم ہیں ملزم۔۔۔۔
میری تمام بہن بھائیوں سے درخواست ہے کہ قرآن کی طرف واپس پلٹیں۔قرآن پڑھیں

قرآن دنیا کی سب سے Positive کتاب ہے

یہ انسانیت کا اعلان کرتی ہے

یہ حکمت اور دانائی کا چشمہ ہے۔

یہ لاپرواہی کو خبردار کرتی ہے

یہ چہل قدمی کی رہنمائی کرتی ہے۔

مشکوک لوگوں کو یاددہانی کرواتی ہے۔

یہ تکلیف میں سکون دیتی ہے

اور مایوسی میں امید دیتی ہے۔

آپ یہ سب قرآن سے اس وقت لے سکتے ہیں اگر آپ سمجھ بوجھ سے قرآن کو پڑھیں۔
اگر آپ عربی نہیں جانتے تو اُس زبان میں پڑھیں جو آپ کو اچھی طرح آتی ہو۔اپنے آپ پر لاگو کریں ان شاءاللہ آپ کی زندگی بدل جائے گی۔امید ہے یہ آپ کے سوال کا جواب ہوگا۔

محمد ﷺ کی پیدائش پر کائنات کی ہر شے کو مبارکباد

جب محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم پیدا ہوئے تو سمندر کے مچھلیوں نے دوسرے سمندروں کے مچھلیوں کو مبارکباد دی۔آپ کو پتہ ہے کہ ایک سمندر کے مچھلیاں دوسرے سمندروں میں نہیں جاتی۔ ایک سمندر کے مچھلیاں دوسرے سمندر کے ٹیمپریچر کو اتنا جانتی ہیں کہ دوسرے سمندر میں پچ ہوتے ہی واپس آجاتی ہیں۔مرج البحرین یالتقین الخ۔

میں ساؤتھ افریقہ گیا۔میں نے وہاں دونوں سمندروں کو دیکھا دونوں سمندر اس طرح ملتے ہیں۔لیکن ایک کے پانی کا رنگ الگ ہے۔اور دوسرے سمندر کے پانی کا رنگ الگ ہے اُن میں ایک گزرتی لکیر صاف نظر آتی ہے۔ایک جگہ سے اُس ٹکرسی ہوتی ہے اور جھاگ نکلتی ہیں میں نے سمجھا یہاں کوئی چٹان ہے جس سے پانی ٹکراتا ہے تو اس لیے پانی اُچھلتا ہے۔ وہاں کے مقامی ساتھیوں نے کہا۔کہ آپ وہ دیکھ رہے ہیں کہ سمندر اُچھل رہا ہے۔میں نے کہا کوئی پتھر ہوگا۔ اُنہوں نے کہا پتھر نہیں ہے دونوں سمندروں کے پانی ٹکرا کر واپس ہو جاتے ہیں ملتے نہیں بینھما برزخ لا یبغیان اللہ تعالیٰ نے اُس میں پردہ ڈال دیا ہے جو ایک دوسرے کے سمندروں کا پانی ملتے نہیں۔

مگر جب محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم پیدا ہوئے۔تو ایک سمندر کے مچھلیوں نے دوسرے سمندر کے مچھلیوں کو مبارکباد دی۔

محترم جناب طارق جمیل صاحب

محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کا معجزہ سورج کی اطاعت

محمد صلی اللہ علیہ وا لہ وسلّم کے مشہور معجزات میں سے معجزۂ ردشمس بھی ہے۔یعنی آفتاب کا غروب ہو کر پھر نکل آنا۔۔۔

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔کہ ایک روز مقام صہبا میں محمد صلی اللہ علیہ وا لہ و سلّم نے نماز ظہر ادا کی۔اور پھر حضرت علیؑ کو کسی کام سے روانہ فرمایا۔۔۔حضرت علیؑ نے واپس آنے تک محمد صلی اللہ علیہ وا لہ وسلّم نے نماز عصر بھی ادا فرمائی۔اور جب حضرت علیؑ واپس آئے تو اُن کی آغوش میں اپنا سر رکھ کر محمد صلی اللہ علیہ وا لہ وسلّم سو گئے۔

حضرت علیؑ نے ابھی تک نماز عصر ادا نہ کی تھی۔۔ادھر سورج کو دیکھا تو غروب ہونے والا تھا۔حضرت علیؑ سوچنے لگے کہ ادھر رسول خدا آرام فرما ہیں اور اُدھر نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے۔۔۔ رسول خدا کی استراحت کا خیال رکھوں۔تو نماز جاتی ہے اور نماز کا خیال کروں تو محمد صلی اللہ علیہ وا لہ وسلّم کی استراحت میں خلل واقع ہوتا ہے ۔۔۔

کروں تو کیا کروں۔

آخر حضرت علیؑ شیر خدا نے فیصلہ کیا کہ نماز کو قضا ہونے دو مگر محمد صلی اللہ علیہ وا لہ وسلّم کی نیند مبارک میں خلل نہ آئے۔۔۔۔چنانچہ سورج ڈوب گیا۔اور عصر کا وقت جاتا رہا۔۔۔حضور ﷺ اٹھے تو حضرت علیؑ کو مغموم دیکھ کے وجہ دریافت کی۔ تو حضرت علیؑ نے عرض کیا ۔۔۔یارسول اللہ ﷺ! میں آپؐ کی استراحت کے پیش نظر ابھی تک نماز عصر نہیں پڑھی۔ اور سورج غروب ہو گیا ہے۔۔۔محمد صلی اللہ علیہ وا لہ وسلّم نے فرمایا۔ تو غم کس بات ۔۔۔۔ لو ابھی سورج واپس آتا ہے۔۔۔۔اور پھر اسی مقام پر آ کر رکتا ہے۔جہاں وقت عصر ہوتا ہے۔چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وا لہ وسلّم نے دعا فرمائی تو غروب شدہ سورج پھر نکلا۔ اور الٹے قدم اسی جگہ آ کر ٹھہر گیا۔جہاں عصر کا وقت ہوتا ہے۔حضرت علیؑ نے اٹھ کر عصر کی

نماز پڑھی۔ تو سورج غروب ہو گیا۔

اسماء بنت عمیسؓ کہتی ہیں۔ کہ آفتاب غروب کے بعد لوٹ آیا۔ اوراس کی شعاعیں زمین اور پہاڑوں پر پڑیں۔۔۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اوراس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔۔۔ شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اس حدیث کے بارے میں ایک مستقل رسالہ لکھا اوراس کا نام کشف اللبس عن حدیث رد شمس رکھا۔ جس میں اس حدیث کے طرق اوراسانید پر کلام فرمایا۔ اوراس حدیث کا صحیح ہونا ثابت کیا۔ اور علامہ زرقانی نے بھی شرح مواہب میں اس حدیث کا صحیح اور مستند ہونا ثابت کیا۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مردہ لڑکی کو زندہ کرنا

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک دن ایک یہودی کو اسلام کی طرف بلایا۔ یہودی نے کہا کہ:
"یا حضرت! جب تک میری مری ہوئی لڑکی کو آپؐ زندہ نہ کریں اور وہ مردہ دختر زندہ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دے میں ہرگز مسلمان نہ ہوں گا۔" یہ سن کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اے یہودی! چل اپنی دختر کی قبر پر مجھے لے چل۔"
حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر یہودی کی لڑکی کی قبر پر کھڑے ہو کر یہودی کی لڑکی کا نام لے کر پکارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن قبر شق ہوئی اور قبر کے

اندر سے لڑکی زندہ ہوکر پکاری ''لبیک وسعدیک یا رسول اللہ ﷺ ۔کیا ارشاد ہے؟''
محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کیا ارشاد فرماتے ہیں''
حضور ﷺ نے فرمایا ''اگر تیرا دل چاہے تو، تو اپنے ماں باپ کے پاس چلی آ۔ دنیا میں زندہ ہو کر رہ''
عرض کیا کہ ''حضرت میں نے اپنے اللہ کو اپنے والدین سے زیادہ مہربان پایا ہے۔اور آخرت کو دنیا سے افضل دیکھا ہے اس لئے آپؐ مجھے میری قبر میں رہنے دیں۔''
حضور ﷺ نے پھر اس کے مرنے کی دعا کی۔ وہ دختر دوبارہ مر کر قبر میں گئی۔ یہودی یہ واقعہ دیکھ کر حیران ہوا اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار کیا۔اور مردہ دختر کے والدین مسلمان ہو کر ہمیشہ کی زندگی کے مستحق ہوئے۔

اسلام اور محمدؐ کی عظمت اور جنت میں جانے والے

سوال تھا کہ جنت میں کس مذہب کے لوگ داخل کیے جائیں گے۔ یہودی؛ عیسائی یا پھر مسلمان؟
اس سوال کے جواب کے لئے تینوں مذاہب کے علماء کو مدعو کیا گیا۔
مسلمانوں کی طرف سے بڑے عالم امام محمد عبدہ؛
عیسائیوں کی طرف سے ایک بڑے پادری اور یہودیوں کی طرف سے ایک بڑے ربی کو بلا کر ان کے سامنے یہی سوال رکھا گیا۔
جنت میں کون جائے گا؟؟؟
یہودی، عیسائی یا پھر مسلمان؟
مسلمانوں کی طرف سے امام محمد عبدہ نے کھڑے ہو کر ایسا مدلل جواب دیا کہ محفل میں بیٹھے

تمام قائدین کے ساتھ عیسائی پادری اور یہودی ربی اپنا سا منہ لیکر رہ گئے اور بغیر کوئی جواب دیئے خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے۔
آپ کا جواب مختصر، جامع، معقولیت سے بھرپور ادب واحترام کے ساتھ رواداری کے جواب نے سارے مسلمانوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دی۔اور یہ باب ہمیشہ کیلئے بند ہوگیا
" آپ نے فرمایا:
اگر یہودی جنت میں جاتے ہیں تو ہم بھی ان کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔کیونکہ ہم ان کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں پر نبی مبعوث کیا۔
اگر عیسائی جنت میں گئے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہی جنت میں جائیں گے کیونکہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی مخلوق کی رہبری اور ہدایت کے لئے نبی مبعوث کیا۔
لیکن اگر مسلمان جنت میں گئے تو ہم صرف اللہ جلّ جلالہ کی رحمت کے ساتھ اکیلے ہی جنت میں جائیں گے۔
ہمارے ساتھ کوئی یہودی اور عیسائی نہیں جائیگا
کیونکہ انہوں نے ہمارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں مانا اور نہ ہی اُن پر ایمان لائے ہیں۔

اسلام میں عورت کا مقام

یونانی کہتے ہیں کہ عورت سانپ سے زیادہ خطرناک ہے

سقراط کہتا ہے۔ کہ دنیا میں عورت فتنہ اور فساد ہے۔

یونا وٹیوکر کا قول ہے کہ عورت اس بچھو کی مانند ہے جو ڈنگ مارنے پر تلا رہتا ہے۔

یوحنا کا قول ہے کہ عورت شر کی بیٹی ہے اور امن وسلامتی کی دشمن ہے۔

رومن کیتھولک فرقہ کی تعلیمات کی رو سے عورت کلامِ مقدس کو چھو نہیں سکتی اور عورت کو گرجا گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔

عیسائیوں کی سب بڑی حکومت رومۃ الکبریٰ میں عورتوں کی حالت لونڈیوں سے بدتر تھی۔

ان سے جانوروں کی طرح کام لیا جاتا تھا۔

یورپ کی بہادر ترین عورت جون آف آرک کو زندہ جلایا گیا تھا

دور جاہلیت کے عربوں میں عورت کو اشعار میں خوب رسوا کیا جاتا تھا اور لڑکیوں کے پیدا ہونے پر ان کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔

لیکن محسن انسانیت رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے عورت کو وہ مقام عطا فرمایا جو آج تک کسی مذہب میں حاصل نہیں۔

اب اگر عورت ماں ہے۔ تو اس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ بیٹی ہے تو بخشش کا ذریعہ بیوی ہے تو ایمان کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ بہن ہے تو غیرت کا ذریعہ۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بہت اونچا مقام دے دیا۔

عورت اگر بیوی کے روپ میں تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، خدیجہؓ اگر تم میری جلد بھی مانگتی تو میں اُتار کے دے دیتا۔

جب یہی عورت بیٹی کے روپ میں تھی تو نبی کریم ﷺ نے نہ صرف کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا۔ بلکہ فرمایا میری بیٹی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

اور یہی عورت بہن کے روپ میں تھی تو فرمایا کہ بہن تم نے خود آنے کی زحمت کیوں کی تم پیغام بھجوا دیتی میں سارے قیدی چھوڑ دیتا۔

اور جب یہ عورت ماں کے روپ میں آئی تو قدموں میں جنت ڈال دی گئی اور حسرت بھری صدا بھی تاریخ نے محفوظ کی۔

فرمایا گیا۔اے صحابہ کرام کاش! میری ماں زندہ ہوتی۔میں نماز عشاء پڑھ رہا ہوتا میری ماں ابن محمدؐ پکارتی میں نماز چھوڑ کر اپنی ماں کی بات سنتا عورت کی تکلیف کا اتنا احساس فرمایا گیا۔کہ دوران جماعت بچوں کے رونے کی آواز سنتے ہی قرأت مختصر کر دی۔

اے اُمت محمدیہ کی بیٹیوں تم بہت عظمت والی ہو۔اللہ پاک ان شہزادیوں کو بہت زیادہ عزت عطا فرمائے آمین۔

عیسائی پادری کو شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات

عیسائی کا سوال: ایک مسافر راستہ بھول گیا اس نے دیکھا کہ ایک شخص سامنے پڑا سو رہا ہے اور ایک شخص اُس کے برابر بیٹھا ہے۔اب مسافر جاگتے سے راستہ معلوم کرے یا سوتے سے؟

شاہ صاحب سوال کے تہ تک پہنچ گئے۔سوتے سے مراد حضرت محمد ﷺ تھے اور جاگنے سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام،

شاہ صاحب نے فوراً جواب دیا وہ جاگنے والا خود اس انتظار میں بیٹھا ہے کہ سونے والا اٹھے تو اس سے راستہ معلوم کرے،مسافر کو چاہئے کہ وہ بھی سونے والے کے اٹھنے کا انتظار کرے۔

سوال نمبر۲۔ محفل رقص میں و سرود میں انسان رات بھر جاگتا رہتا ہے،لیکن عبادت میں اس کو نیند آنے لگتی ہے،اس کی کیا وجہ ہے؟

شاہ صاحب نے فرمایا دو پلنگ ہوں ایک پلنگ پر پھول بچھا دئے جائیں اور دوسرے پر

کانٹے، تو نیند کس پلنگ پر آئے گی۔اس نے کہا پھول والے پلنگ پر،فرمایا بس رقص و سرود کی محفل کی مثل کانٹوں والے پلنگ کی ہے اور اللہ کے عبادت والے کی مثال پھول والے پلنگ کی ہے۔

ایک سوداگر کو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی لیکن بیوی کے باپ سے وہ کچھ ناخوش تھا، وہ سوداگری کے لئے سفر پر جانے لگا تو بیوی کو تاکید کی کہ اگر باپ کے گھر گئی تو تجھ کو طلاق، اتفاق کی بات اس اثناء میں بیوی کے والد کا انتقال ہوگیا۔سوداگر کی بیوی کیا کرتی اس سے رہا نہ گیا اور وہ باپ کے گھر جا پہنچی،سوداگر آیا تو پریشان ہوا کہ بیوی خواہ مخواہ ہاتھ سے چل دی۔جس عالم سے بھی فتویٰ معلوم کرتا سب یہی کہتے طلاق ہوگئی۔

شاہ صاحب کے سامنے یہ مسئلہ آیا تو آپ نے برجستہ فرمایا طلاق نہیں ہوئی۔اس لیے کہ باپ کے مرنے کے بعد وہ گھر باپ کا کہاں رہا وہ تو اس کا ہی گھر ہو گیا۔سوداگر کی بیوی اپنے باپ کے گھر نہیں گئی بلکہ اپنے گھر گئی پھر طلاق کیسی؟

ایک انگریز نے شاہ صاحب سے سوال کیا کہ "ہماری قوم کے سینکڑوں آدمی ایک جگہ جمع ہو جائیں تو ایک رنگ اور ایک روپ کے نظر آئیں گے لیکن آپ کی قوم میں کوئی کالا کوئی گورا کوئی سانولا،ایسا کیوں؟

شاہ صاحب نے فرمایا گدھے سب یکساں ہوتے ہیں اور گھوڑے مختلف ہوتے ہیں کوئی سبزہ ،کوئی نقرہ، کوئی سرمائی۔۔۔

قرآن کی عظمت اور حقانیت

و ما کان ھذا لقراٰن ان یفترٰی من دو ن اللہ و لکن تصدیق الذی بین یدیہ و تفصیل الکتٰب لا ریب فیہ من ر ب العٰلمین . ام یقولون ا فترا ہ ، قل فاتوا بسورۃٍ مثلہ و اد عوا من استطعتم من دو ن اللہ ان کنتم صدقین.

ترجمہ: اور وہ نہیں یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوا۔ اور لیکن تصدیق کرتا ہے اگلے کلام کی۔

اور بیان کرتا ہے اُن چیزوں کو جو تم پر لکھی گئیں جسمیں کوئی شبہ نہیں پروردگار عالم کی طرف

کیا لوگ کہتے ہیں کہ یہ بنالایا ہے۔ تو کہہ دے تم لے آؤ ایک ہی سورت ایسی۔ اور بُلا لو جس کو بُلا سکو۔ اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

تفسیر: پچھلی آیات میں فرمایا تھا کہ مشرکین محض ظن وتخمین کی پیروی کرتے ہیں۔ حالانکہ پیروی کے قابل اُس کی بات ہے جو صحیح راستہ بتلائے۔ اِسی مناسبت سے یہاں قرآن کریم کا ذکر شروع کیا کہ آج دنیا میں وہ ہی ایک کتاب صحیح راستہ بتلانے والی اور ظنون واوہام کے مقابلہ میں سچے حقائق پیش کرنے والی ہے۔ اُس کے علوم ومعارف، احکام و قوانین اور معجزانہ فصاحت و پرنظر کر کے کہنا پڑتا ہے کہ یہ قرآن وہ کتاب نہیں جو خداوند

قدوس کے سِوا کوئی شخص بنا کر پیش کر سکے۔ پورا قرآن تو بجائے خود رہا اُس کی ایک سورۃ کا مثل لانے سے بھی تمام جن وانس عاجز ہیں جیسا کہ آگے آتا ہے۔

قرآن کا کلام الٰہی ہونا اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام کتب سماویہ سابقہ کی سچائی پر مُہر تصدیق ثبت کرتا ہے، اُن کے اصل مضامین کی حفاظت اور اُن کی پیشن گوئیوں کی صداقت کا علانیہ اظہار کرتا ہے۔

یعنی احکام الٰہیہ اور اُن حقائق و معارف کو جو پچھلی کتابوں میں نہایت اجمالی طور پر مذکور تھیں کافی تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کتاب میں عاقل کے لئے شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہیں، ایسا جامع، بلیغ، پُرحکمت اور نُورِ صداقت سے بھرا ہوا کلام ربُّ العالمین ہی کا ہوسکتا ہے۔

یعنی اگر میں بنالایا ہوں تو تم بھی میری طرح بشر ہو سب مل کر ایک سورت جیسی سورت بنالاؤ ۔ساری مخلوق کو دعوت دو، جن وانس کو جمع کرلو، تمام جہاں کے فصیح و بلیغ، پڑھے لکھے اوراَن پڑھ اکٹھے ہو کر ایک چھوٹا سا کلام قرآن کی مانند پیش کردو۔ تو سمجھ لیا جائیگا کہ قرآن بھی کسی بشر کا کلام ہے۔ جس کا مثل دوسرے لوگ لاسکتے ہیں مگر محال ہے کہ ابدالآباد تک کوئی مخلوق ایسا حوصلہ کر سکے۔ قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جس میں تہذیب اخلاق، تمدّن و معاشرت، حکومت وسیاست، معرفت وروحانیت، تزکیۂ نفوس، تنویر قلوب، غرض یہ کہ وصول الی اللہ اور تنظیم ورفاہیۃ خلائق کے وہ تمام قوانین وطریق موجود ہیں۔ جن سے آفرینش عالم کی غرض پوری ہوتی ہے۔ اور جن کی ترتیب وتدوین کی ایک اُمی قوم کے اُمی فرد سے کبھی اُمید نہیں ہو سکتی تھی پھر ان تمام علوم وہدایات کا تکفل کرنے کے ساتھ اس کتاب کی انداز فصاحت وبلاغت، جامع ومؤثر اور دلرُبا طرزِ بیان، دریا کا سا تموّج، سہل ممتنع سلاست و روانی، اسالیب کلام کا تفنن اور اُس کی لذّت وحلاوت اور شہنشاہانہ شان وشکوت یہ سب

چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے بڑے زور شور اور بلند آہنگی سے سارے جہان کو مقابلہ کا چیلنج دے دیا ہے۔ جس وقت سے قرآن کے جمال جہاں آراء نے غیب کی نقاب اُلٹی اور اولادِ آدم کو اپنے سے روشناس کیا، اُس کا برابر یہ ہی دعویٰ رہا کہ میں خدائے قدوس کا کلام ہوں اور جس طرح خدا کی زمین جیسی زمین، خدا کے سورج جیسا سورج اور خدا کے آسمان جیسا آسمان پیدا کرنے سے دنیا عاجز ہے، اسی طرح خدا کے قرآن جیسا قرآن بنانے سے بھی دنیا عاجز رہیگی، قرآن کے مٹانے کی لوگ سازشیں کریں گے، مکر گانٹھیں گے، مقابلہ کے جوش میں کٹ مرینگے، اپنی مدد کے لئے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو دعوت دینگے، کوئی حیلہ، کوئی تدبیر، کوئی داؤ پیچ اُٹھا نہ رکھیں گے، اپنے کو اور دوسروں کو مصیبت میں ڈالیں گے سارے مصائب و دواہی کا تحمل اُن کے لئے ممکن ہوگا مگر قرآن کی چھوٹی سی سورت کا مثل لانا ممکن نہ ہوگا۔ "قل لئِن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھٰذا القراٰن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ (بنی اسرائیل، رکوع ۱۰) اس مسئلہ پر ہم نے "اعجاز القرآن" کے نام سے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جسے شوق ہو ملاحظہ کرو۔

ترجمہ: جناب محترم محمود الحسن صاحبؒ

تفسیر: جناب محترم شبیر احمد عثمانی صاحبؒ

درود شریف کی فضیلت و برکات

ایک مرتبہ حضرت شیخ محمد بن سلیمان جذولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وضو کرنے کے لئے ایک کنویں پر گئے مگر اُس سے پانی نکالنے کے لئے کوئی چیز پاس نہ تھی۔ شیخ پریشان تھے کہ کیا کروں؟ اتنے میں ایک اونچے مکان سے بچی نے دیکھا تو کہنے لگی: یا شیخ: آپ وہی ہیں نا جن کی نیکیوں کا بڑا چرچا ہے؟

اس کے باوجود آپ پریشان ہیں کہ کنویں سے پانی کس طرح نکالوں۔ پھر اُس بچی نے کنویں میں اپنا لعاب (یعنی تھوک) ڈال دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں کنویں کا پانی بڑھنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ کناروں سے نکل کر زمین پر بہنے لگا۔

شیخ نے وضو کیا اور اُس بچی سے کہنے لگے: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے یہ مرتبہ کیسے حاصل کیا؟

اس بچی نے جواب دیا: میں رسول کریم، رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پاک پڑھتی ہوں۔ یہ سن کر حضرت شیخ سلیمان جذولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قسم کھائی کہ میں دربار رسالت میں پیش کرنے کے لئے درود وسلام کی کتاب ضرور لکھوں گا۔

پھر آپ نے ''دلائل الخیرات'' نامی کتاب تحریر فرمائی جو بہت مشہور ہوئی۔

مطالع المسرات مترجم ص ۳۳، ۳۴

ختم نبوت

مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک قادیانی جج نے پوچھا نبوت کیا چیز ہے۔ افغانی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے نبوت اعلیٰ منصب ہے اللہ جل شانہ جیسے چاہے دے دیتا ہے۔

قادیانی بولا جب اتنا اچھا منصب ہے تو اسے عام کرنا چاہئے
مولانا شمس الحق افغانی نے ۱۰۰ روپئے کا نوٹ نکال کر فرمایا یہ نوٹ کیسا ہے؟؟ اُسی زمانے میں سو روپئے کا نوٹ بڑا نوٹ تھا۔قادیانی بولا یہ تو اعلیٰ چیز ہے مولانا صاحب نے فرمایا جب اتنی اعلیٰ چیز ہے تو اسے عام کرنا چاہئے ایک مُہر میں اپنی طرف سے بناوٗں گا اور جعلی نوٹ تیار کر کے عام کرتا رہوں گا۔قادیانی جج بولا یہ کام اگر آپ نے کیا تو آپ مجرم ہوں گے۔ اور سزا کے مستحق ہوں گے۔اس کام کی اتھارٹی صرف حکومت پاس ہے کسی اور کے پاس نہیں ۔

مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔۔
اب یہ سمجھو کہ نبوت اگرچہ اعلیٰ منصب ہے مگر اسکی اتھارٹی صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جس کو وہ چاہے نبی بنا دیتا ہے اب آپ لوگوں نے اپنا جعلی نبی بنایا ہے تو اس لئے آپ لوگ اللہ پاک کے نزدیک مجرم ہیں۔

خشک تنے کی رسول اللہ ﷺ سے محبت۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر پانچ ہجری میں بنا۔اس سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر بنا اور پہلے جمعہ پر جوں ہی محمد صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلا قدم منبر پر رکھا کہ خشک و بے جان کھجور تنے نے دیکھا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ سے جدائی ہوگئی تو اس نے زور سے چیخ ماری۔ وہ ایسے زور سے چیخا جیسے حاملہ اونٹنی چیختی ہے۔

آپ ﷺ کھجور کے اُس تنے کے قریب آئے اور کھجور کے خشک تنے کو سینے سے لگایا اور پھر آپؐ نے اس کے قریب منہ کیا اور ارشاد فرمایا ایک سودا کرو میرے ساتھ۔ میں تجھ سے جدا ہو جاتا ہوں۔ اس کے بدلے میں تجھے جنت میں درخت بنانے کا وعدہ کرتا ہوں۔ جنتی تیرے میوے کھائیں گے۔ وہ ایسے چپ ہوا جیسے انسان ہچکیاں لے کر چپ ہو جاتا ہے۔
پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کو نکالو یہاں سے اور جا کر دفن کر دو۔ یہ جنت کا درخت بنے گا۔ اور ابد الا باد تک جنتی اس کے میوے کھائیں گے۔ اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔۔ میں اس کو ابھی اگر سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک میری جدائی میں اسی طرح چیختا رہتا۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی بزبان درخت۔

ایک بدو آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا مجھے نبی مانتے ہو۔۔۔؟ کہنے لگا نہیں۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔۔۔ وہ ٹہنی۔۔۔ اگر میں اسے کہوں کہ آ کر میرے گواہی دے۔۔۔ تو پھر مجھے نبی مانے گا۔۔۔ کہنے لگا ہاں مانوں گا۔ تو آپ ﷺ نے درخت کو نہیں بلایا۔۔ اس ٹہنی کو اشارہ کیا۔۔ آ جا۔۔۔ وہ ٹہنی اپنی جگہ سے ٹوٹی۔۔۔ اور کھجور کے

تنے کے ساتھ لگ کر ایسے اتری کہ جیسے انسان کرتا ہے۔اور پھر اپنے سرے پر چلتی ہوئی آئی۔ اور آ کر آپ ﷺ کے سامنے ایسے ٹیڑھی ہوگئی۔۔۔ایک ٹہنی۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

(من انا)۔۔۔کہا۔۔۔(اشھد انک رسول اللہ) میں گواہی دیتی ہوں کہ تو اللہ کا رسول ہے۔۔۔

آپ ﷺ نے تین دفعہ پوچھا۔۔۔اس نے تین دفعہ کہا۔۔۔تو اللہ کا رسول ہے۔تو اللہ کا رسول ہےتو اللہ کا رسول ہے۔

محترم جناب مولانا طارق جمیل صاحب
رہنمائے تبلیغی جماعت

کائنات کے خوبصورت اور حسین نبی محمدؐ

حسانؓ نے آپ ﷺ کے بارے میں کہا :

و احسن منک لم ترقط عین

و اجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرا من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: کہ اے آقا! آپ ایسے خوب صورت، خوب رو، خوش جمال، خوش خصال ،

صاحب کمال کہ کمالات کے کمال کو پہنچے اور حسن صفات کے اتمام کو پہنچے ہوئے۔۔آپؐ جیسا خوبرو، خوبصورت، آپ جیسا سوہنا، من موہنا، چندا کا روپ، سندر سروپ، کائنات کی کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں۔۔

اور آپؐ جیسا حسن و جمال کا پیکر، رعنائیوں کا مرکب، کائنات کی کوئی آنکھ کس طرح دیکھ سکتی ہے؟

آپؐ جیسا ضیاء پاشیوں کا مجمع، حسین وجمیل، وجیہ وشکیل کائنات کی کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

آپؐ عیوب سے مبراء نقائص سے مصفاء خامیوں سے پاک، کجیوں سے صاف، ایسے پیدا ہوئے کہ آقا! ایسے دکھائی دیتا ہے جیسے خالق نے آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق پیدا کیا ہو۔

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔ میں مشرق سے مغرب تک اُڑا۔ میں شمال سے جنوب تک گیا۔ میں نے ہر دور کے صاحبانِ جمال دیکھے۔ صاحبانِ کمال بھی دیکھے۔ سوہنے بھی دیکھے۔ من موہنے بھی دیکھے۔ شان والے بھی دیکھے اونچے مقام والے بھی دیکھے بڑے سے بڑا دیکھا اونچے سے اونچا دیکھا۔ دنگ کر دینے والے، بڑے بڑے دنگ دیکھے۔ قسما قسم دیکھے رنگ برنگ دیکھے۔

لیکن، اے مسجد نبوی کے کچے صحن میں بیٹھ کر، آسمان کے چاند کو شرما دینے والے! تجھ سے بڑھ کر نگاہوں میں کوئی آیا ہی نہیں۔ تیرے دل میں کوئی سمایا ہی نہیں۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آقا! آپؐ حسن و جمال والے، آپ کمالات کے کمال والے۔

کائنات کا کوئی شخص آپؐ کے جمال کی وجہ سے، آپؐ کے کمال کی وجہ سے، آپ کے کمالات کے کمال کی وجہ سے، آپ ؐ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ کہ آپؐ اپنے جمال و کمال کی وجہ سے ساری کائنات کے سردار ٹھہرائے گئے ہیں آقا چاند بھی چمکتا ہے تو گویا آپ کے چہرے کی ضیاپاشیوں اور کرنوں کی تابانیوں سے حصہ لے کر چمکتا ہے۔ کائنات کا کوئی شخص آپؐ کی تعریف کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ کہے گا تو بس یہی کہے گا

"کہ" بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

یعنی عرش والے کے بعد اگر کائنات کے اندر سب سے زیادہ کسی کی تعریف کی جاسکتی ہے تو صرف مدینہ کے تاجدار (ﷺ) کی تعریف کی جاسکتی ہے اور کسی کی نہیں۔

بلال رضی اللہ عنہ کا قصہ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ آپ نے پہلی دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کو کیسے دیکھا؟

بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکے کے لوگوں کو بہت ہی کم جانتا تھا۔ کیونکہ غلام تھا۔ اور عرب میں غلاموں سے انسانیت سوز سلوک عام تھا۔ اور عرب میں غلاموں سے اُن کی استطاعت سے بڑھ کر اُن سے کام لیا جاتا تھا۔ تو مجھے کبھی اتنا وقت ہی نہیں ملتا تھا کہ باہر نکل کے لوگوں سے ملوں، لہٰذا مجھے حضور پاک یا اسلام یا اس طرح کی کسی چیز کا قطعی علم نہ تھا۔

ایک دفعہ کیا ہوا۔ کہ مجھے سخت بخار نے آلیا۔ سخت جاڑے کا موسم تھا اور انتہائی ٹھنڈ اور بخار نے مجھے کمزور کر کے رکھ دیا۔ لہٰذا میں لحاف اوڑھا اور لیٹ گیا۔ ادھر میرا مالک جو یہ دیکھنے

آیا۔ کہ میں جو پیس رہا ہوں یا نہیں۔ وہ مجھے لحاف اوڑھ کے لیٹا دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ اس نے لحاف اتارا اور سزا کے طور پہ میری قمیض بھی اتروادی اور مجھے کھلے صحن میں دروازے کے پاس بٹھا دیا کہ یہاں بیٹھ جو پیس۔

اب سخت سردی، اوپر سے بخار اور اتنی مشقت والا کام، میں روتا جاتا تھا اور جو پیستا جاتا تھا کچھ ہی دیر میں دروازے پہ دستک ہوئی۔ میں نے اندر آنے کی اجازت دی تو ایک نہایت متین اور پرنور چہرے والا شخص اندر داخل ہوا اور پوچھا کہ جوان کیوں روتے ہو؟

جواب میں میں نے کہا۔ کہ جاؤ اپنا کام کرو، تمہیں اس سے کیا میں جس وجہ سے بھی روؤں۔ یہاں پوچھنے والے بہت ہیں لیکن مداوا کوئی نہیں کرتا۔

قصہ مختصر کہ بلال نے حضور ﷺ کو کافی سخت جملے کہے۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر چل پڑے تو بلال نے کہا کہ بس؟ میں نہ کہتا تھا کہ پوچھتے سب ہیں مداوا کوئی نہیں کرتا۔

حضور ﷺ یہ سن کر بھی چلتے رہے۔ بلال کہتے ہیں کہ دل میں جو ہلکی سی امید جاگی تھی کہ یہ شخص کوئی مدد کرے گا۔ وہ بھی گئی۔ لیکن بلال رضی اللہ عنہ کو کیا معلوم کہ جس شخص سے اب اسکا واسطہ پڑا ہے وہ رحمت اللعالمین ہے۔ بلال کہتے ہیں کہ کچھ ہی دیر میں وہ شخص واپس آ گیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا پیالہ اور دوسرے ہاتھ میں کھجوریں تھیں۔ اُس نے وہ کھجوریں اور دودھ مجھے دیا۔ اور کہا کھاؤ پیو اور جا کے سو جاؤ

میں نے کہا کہ یہ جو کون پیسے گا؟ نہ پیسے تو مالک صبح بہت مارے گا۔ اس نے کہا تم سو جاؤ ۔ یہ پیسے ہوئے مجھ سے لے لینا۔

بلال رضی اللہ عنہ سو گئے اور حضور ﷺ نے ساری رات ایک اجنبی حبشی غلام کے لئے چکی پیسی۔

صبح بلال رضی اللہ عنہ کو پیسے ہوئے جو دیے اور چلے گئے۔

دوسری رات پھر ایسا ہی ہوا۔ دودھ اور دوا بلال رضی اللہ عنہ کو دی اور ساری رات چکی پیسی۔

ایسا تین دن مسلسل کرتے رہے۔ جب تک کہ بلال رضی اللہ عنہ ٹھیک نہ ہو گئے۔
یہ تھا وہ تعارف جس کے بطن سے اس لافانی عشق نے جنم لیا کہ آج بھی بلال رضی اللہ عنہ کو صحابیِ رسول ﷺ بعد میں عاشق رسول پہلے کہا جاتا ہے۔
وہ بلال رضی اللہ عنہ جو ایک دن اذان نہ دے تو خدا تعالیٰ سورج کو طلوع ہونے سے روک دیتا ہے۔ اس نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد اذان دینا بند کر دی۔ کیونکہ جب اذان میں اشہدانّ محمد الرسول تک پہنچتے ۔تو حضور ﷺ کے یاد میں ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور زار و قطار رونے لگتے تھے۔

ایمان افروز واقعہ

نڈر تھا،

جرنیل تھا ،

تاجر تھا،

گورنر تھا

پکڑ کر لایا گیا۔

مسجد نبوی میں ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔

دیکھا

خوبصورت چہرہ،

لمبا قد،

توانا جسم،

بھرا ہو سینہ،

اکڑی ہوئی گردن،

اُٹھی ہوئی نگاہیں،

ایک حسین جوان ہے۔۔۔۔حکمرانی کے جتنے عیب ہیں سارے پائے جاتے ہیں۔

سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔

فرمایا:

ثمامہ ! کیسے ہو؟

ثمامہ بولا:

گرفتار کر کے پوچھتے ہو کیسا ہوں؟

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؟

کوئی تکلیف پہنچی ہو؟

کہتا ہے:

نہ تمہاری تکلیف کی کوئی پرواہ،

نہ تمہاری راحت کی کوئی خوش فہمی،

جو جی چاہے کرلو،

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بڑا تیز مزاج آدمی ہے۔

اپنے صحابہؓ کو دیکھا،

پوچھا،

اس کو دکھ تو نہیں پہنچایا؟

عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! گرفتار ہی کیا ہے دکھ کوئی نہیں پہنچایا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثمامہ ذرا میری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھو تو صحیح،

ثمامہ کہتا ہے:

کیا نظر اٹھا کر دیکھنے کی بات کرتے ہو؟

جا نہیں دیکھتا،

مجھ کو مارا جائے گا تو میرے خون کا بدلہ لیا جائے گا،

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پیشانی سِلوٹوں سے بھر گئی،

تلوار کے میان پر ہاتھ تڑپنے لگا،

اشارہ ءابرو ہو، اس بد بخت کی گردن ہو،

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم ہو،

یہ کیا سمجھتا ہے؟

لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہے، فرمایا،

جتنا غصہ ہے جی چاہے نکال لو،

لیکن ہمارا چہرہ تو دیکھ لو۔۔۔۔

ثمامہ نے کیا جواب دیا:

{اس نے مدینے والے کو دیکھا ہی نہیں تھا}

اس نے کہا،

تمہارا چہرہ کیا دیکھوں کائنات میں تجھ سے بدصورت کوئی نہیں ہے (نعوذ باللہ)

لوگو! یہ ہے وہ پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جن کے نقش قدم پر ہم نے چلنا ہے،

جب بے آسرا تھا تب بھی گالیاں کھائی،

شکن نہیں ڈالی،

آج تاجدار ہیں اپنے گھر میں گالی سنتے ہیں لیکن پیشانی پر شکن نہیں ڈالتے ہیں۔

فرمایا:

کوئی بات نہیں میری بستی کی طرف تو نگاہ ڈالو،

اس نے کہا:

میں نے روم و یونان، ایران، مصر کی بستیاں دیکھیں مگر تمہاری بستی کائنات کی سب سے بدصورت بستی ہے (نعوذ باللہ) اس بستی کو کیا دیکھوں؟

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی بات نہیں،

دوسرے دن آئے پھر وہی جواب:

تیسرے دن پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے فرمایا: ہم تجھ سے کچھ نہیں مانگتے، ذرا دیکھ تو لو،

کہتا ہے: نہیں دیکھتا، اب؟

ہمیشہ مسکرانے والا پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر

فرمایا:

جاؤ! ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے،

چلے جاؤ،

ہم نے اسے رہا کر دیا ہے،

ہم تجھے کچھ نہیں کہتے، جاؤ۔۔۔

اور اپنے صحابہ کرام کو جن کی تلواریں ثمامہ کی گردن کاٹنے کے لیے بے تاب تھیں

ان سے فرمایا:

بڑا آدمی ہے عزت کے ساتھ لے جا کر اس کو مدینہ سے رخصت کر دو۔

انہوں نے چھوڑا،

پلٹتے ہوئے اس کے دل میں خیال آیا

بڑے حکمران بھی دیکھے،

محکوم بھی دیکھے،

جرنیل بھی دیکھے، مگر اتنا حوصلہ والا تو کبھی نہ دیکھا،

اس کے چہرے کو دیکھوں ہے کیسا۔۔۔

''بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا''

پھر دیکھتا ہے دیکھ کر سرپٹ بھاگا، دڑکی لگا دی، اور پھر۔۔۔۔۔!

ثمامہ کہتے ہیں کہ:

''قدم آگے کی طرف بھاگ رہے تھے، دل پیچھے کی طرف بھاگ رہا تھا''

دو میل بھاگتا چلا گیا اور جتنی رفتار سے گیا تھا اس سے دُگنی رفتار سے واپس پلٹ آیا،

وہ ماہ تمام صلی اللہ علیہ وسلّم ننگی زمین پہ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔

صحن مسجد پر آیا۔۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے نگاہ ڈالی سامنے ثمامہ کھڑا ہے،

فرمایا، ہم نے تو تجھے چھوڑ دیا تھا پھر آ گئے؟

کہا، مجھ کو اپنا بنا کر چھوڑ دیا،

''کیا اسیری ہے اور کیا رہائی ہے''

چھوڑا تب تھا جب آپ کا چہرہ نہیں دیکھا تھا،

اب آپ کا چہرہ دیکھ لیا،

اب زندگی بھر کے لئے آپ کا غلام بن گیا ہوں

محمد ﷺ کی امتیازی حیثیت

ابن کثیر کی الم نشرح کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی ہم نے تیرے سینے کو منور کر دیا چوڑا کشادہ کر دیا (شرح صدر دراصل ایک کیفیت ہے۔ جو صوفیا کے یہاں نہایت مقبول اور بلند نسبت کا نام ہے۔ شرح صدر کا مطلب خدا کی دی ہوئی شریعت کے کل جزو پر اس طرح اطمینان کہ قلب میں ادنیٰ درجہ کا تامل باقی نہ رہے۔ یہ ہمارے آقا نامدار ﷺ کا مرتبہ ہے کہ آپ ﷺ کو یہ کیفیت بلا طلب عطا ہوئی جب کہ موسیٰ علیہ السلام کو سوال پر دی گئی تھی۔) اور پھر فرمان ہے کہ ہم نے تیرا بوجھ اتار دیا یہ اس معنی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے۔ اور ہم نے تیرا ذکر بلند کیا حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں یعنی جہاں میرا ذکر کیا جائے وہاں تیرا ذکر کیا جائے گا جیسے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ قتادہؒ فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں آپؐ کا ذکر بلند کر دیا۔ کوئی خطیب کوئی واعظ کوئی کلمہ گو کوئی نمازی ایسا نہیں جو اللہ کی وحدانیت کا اور آپؐ کی رسالت کا کلمہ نہ پڑھتا ہو ابن جریر میں ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے کہ میں آپ کا ذکر کیسے اور کس طرح بلند کروں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کو کامل علم ہے فرمایا جب میں ذکر کیا جاؤں تو آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا۔ ابن ابی حاتم میں ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے رب سے ایک سوال کیا لیکن نہ کرتا تو اچھا ہوتا۔ میں نے کہا کہ اللہ مجھ سے پہلے نبیوں میں سے کسی کے لئے ہوا کو تابعدار کر دیا تھا کسی کے ہاتھوں مردوں کو زندہ کر دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کیا تجھے میں نے یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟ میں نے کہا بے شک۔ فرمایا راہ گم کردہ پا کر میں نے تجھے ہدایت نہیں کی؟ میں نے کہا بے شک۔ فرمایا فقیر پا کر غنی نہیں کر دیا؟ میں نے کہا بے شک۔ فرمایا کیا

میں نے تیرا سینہ کھول نہیں دیا میں نے کہا بے شک ۔فرمایا کیا میں نے تیرا ذکر بلند نہیں کیا؟ میں نے کہا بے شک کیا ہے ۔ابو نعیم دلائل نبوت میں لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میں فارغ ہوا اس چیز سے جس کا حکم مجھے میرے رب عز وجل نے کیا تھا آسمان اور زمین کے کام سے تو میں نے کہا خدایا مجھ سے پہلے جتنے انبیا ہوئے ان سب کی تو نے تکریم کی ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا سلیمان علیہ السلام کے لئے ہواؤں کو تابعدار بنایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ مردے زندہ کرائے ہیں پس میرے لئے کیا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں تجھے ان سب سے افضل چیز نہیں دی؟ کہ میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر بھی کیا جاتا ہے اور میں تیری امت کے سینوں کو ایسا کر دیا۔ کہ وہ قرآن کو ظاہراً پڑھتے ہیں یہ میں نے کسی اگلی امت کو نہیں دیا اور میں نے تجھے عرش کے خزانوں میں سے یہ خزانہ دیا جو لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ہے۔ ابن عباس اور مجاہد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اذان ہے یعنی اذان میں آپ کا ذکر ہے جس طرح حسان کے شعروں میں ہے۔

(تفسیر ابنِ کثیر)

اغر علیه للنبوّة خا تم　　　من الله من نورٍ یلوح و یشهد

وضم الالٰه اسم النّبیّ الی اسمه　　　اذا قال فی الخمس المؤذن اشهد

و شقّ له من اسمه لیجله　　　فذو العرش محمو د وّ هٰذا محمد

یعنی اللہ تعالیٰ نے مہر نبوت کو اپنے پاس کا ایک نور بنا کر آپ پر چمکا دی جو آپ کی رسالت کی گواہ ہے اپنے نام کے ساتھ اپنے نبی صلی اللہ علیہ کا نام ملا لیا۔ جب کہ پانچوں وقت مؤذن اشھد ۔۔۔ کہتا ہے آپ کی عزت وجلال کے اظہار کے لئے اپنے نام سے آپ کا نام نکالا۔ دیکھو عرش والا محمود ہے اور آپ محمد ﷺ ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ اگلوں پچھلوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر بلند کیا اور تمام انبیاءٔ علیہم السلام سے روز میثاق میں عہد لیا گیا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں اور اپنی اپنی امتوں کو بھی آپ

پر ایمان لانے کا حکم کریں۔ پھر آپ کی امت آپ کے ذکر کو مشہور کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کیا جائے صرصریؒ نے کتنی اچھی بات بیان فرمائی ہے فرماتے ہیں کہ فرضوں کی اذان صحیح نہیں ہوتی مگر آپ کے پیارے اور میٹھے نام سے جو پسندیدہ اور اچھے منہ سے ہو اور فرماتے ہیں کہ تم نہیں دیکھتے کہ ہماری اذان اور ہمارا فرض صحیح نہیں ہوتا جب تک آپ کا ذکر بار بار نہ آئے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ تکرار و تاکید کے ساتھ دو دو دفعہ فرماتا ہے کہ سختی کے ساتھ آسانی و دشواری کے ساتھ سہولت ہے۔

(تفسیر ابن کثیر)

حکیم پنڈت کرشن کنور دت شرما

حضرت محمد ﷺ جمال کبریائی کی وہ شعاع رنگ و نور ہے جو ایک پیکر انسانی میں جلوہ گر ہو کر ظلمت کدہ جہاں کو رشک صد جہاں بنانے آئی تھی اور بنا گئی۔ انسانیت کا وہ مظہر

اتم جس کی انسانیت کے سامنے فرشتوں کی گردنیں جھک گئیں وہ نادر روزگار ہستی جس کے مافوق الفطرت کمالات کو سمجھنے سے عقل انسانی اپنی بلند پروازیوں کے یکسر قاصر رہے گی۔
وہ جلیل القدر پیغمبر ﷺ جس کا اسوہ حسنہ کائنات کے لئے ہر شعبہ عمل میں تقلید کا ایک بہترین اور افضل ترین نمونہ بن گیا۔ وہ مینار رشد و ہدایت، وہ سراج صداقت و حقانیت جس کی ضیاباریاں ہر زمانہ میں گم گستگان بادیہ ضلالت کے لئے صراط مستقیم کا پیام ثابت ہوئیں اور ہوتی رہیں گی۔

ربی فاضل مارکس ڈاڈ

حضرت محمد ﷺ کا اخلاق وہی تھا جو ایک شریف عرب کا ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ امیر و غریب کی یکساں عزت کرتے تھے اور اپنے گردوپیش کے لوگوں کی خدمت کا بہت خیا ل رکھتے تھے۔

کرنل سائکس

کوئی شخص آپ کی خلوص نیت، سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مصنفہ پروفیسر مارگیولیس

محمد ﷺ کے سوانح نگاروں کا ایک ایسا طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا قابل عزت ہے۔

پروفیسر ہوگ۔

میں نے محمد ﷺ کی اس تعلیم کو بغور پڑھا ہے جو انہوں نے خلق خدا کی خدمت اور اصلاح اخلاق کے لئے دی۔ میری رائے ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی اسلام کی ہدایتوں پر عمل کرے تو وہ بہت کچھ ترقی کر سکتا ہے میرے خیال میں موجودہ زمانہ میں سوسائٹی کی اصلاح کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ اسلام کی تعلیم کو رائج کیا جائے۔

ڈاکٹر ڈی رائٹ۔

محمد ﷺ اپنی ذات اور قوم کے لئے نہیں، بلکہ دنیائے ارضی کے لئے ابرِ رحمت تھے۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں، جس نے احکام خداوندی کو اس مُستحسن طریقہ سے انجام دیا ہو۔

مسلمانوں کے لئے اہم پیغام

اب فقط شور مچانے سے نہیں کچھ ہوگا
صرف ہونٹوں کو ہلانے سے نہیں کچھ ہوگا

زندگی کے لئے ہے موت ہی مرتے کیوں ہو؟

اہلِ ایمان ہوتو شیطان سے ڈرتے کیوں ہو؟

تم بھی محفوظ کہاں اپنے ٹھکانے پر ہو
بعدِ اخلاق تم ہی لوگ نشانے پر ہو

سارے غم سارے گِلے شکوے بھلا کے اٹھو!!
دشمنی جو بھی ہو آپس میں بھلا کے اٹھو!!

اب اگر ایک نہ ہو پائے تو مٹ جاؤ گے
خشک پتوں کی طرح تم بھی بکھر جاؤ گے

خود کو پہچانو کہ تم لوگ وفا والے ہو!!
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم والے ہو، مومن ہو، خدا والے ہو!!
کفر دم توڑ دے ٹوٹی ہوئی شمشیر کے ساتھ،،
تم نکل آؤ اگر نعرۂ تکبیر کے ساتھ،،

اپنی اسلام کی تاریخ اُلٹ کر دیکھو ذرا!!
اپنا گزرا ہوا ہر دور اُلٹ کر دیکھو ذرا!!

تم پہاڑوں کا جگر چاک کیا کرتے تھے،،

تم تو دریاؤں کا رخ موڑ دیا کرتے تھے،،

تم نے خیبر کو اکھاڑا تھا تمہیں یاد نہیں؟
تم نے باطل کو بچھاڑا تھا تمہیں یاد نہیں؟

کیا تمہیں یاد نہیں ظلم مٹانے کے لئے ہے۔
امن وانصاف کے غُنچوں کو کھلانے کے لئے ہے

پھرتے رہتے تھے شب و روز بیابانوں میں
زندگی کاٹ دیا کرتے تھے میدانوں میں

رہ کے محلوں میں ہر اِک آیتِ حق بھول گئے!!
عیش و عشرت میں پیمبر ﷺ کا سبق بھول گئے!!

امنِ عالم کے امین! ظلم کی بدلی چھائی
خواب سے جاگو! یہ دادری سے آواز آئی

ٹھنڈے کمروں، ہنسی محلوں سے نکل کر آؤ
پھر سے تپتے ہوئے صحراؤں میں چل کر آؤ

اپنے قدموں پہ زمانے کو جُھکانا ہے تمہیں
نام ہر دشمنِ ایمان کا مٹانا ہے تمہیں

لے کر اسلام کے لشکر کی ہر اک خوبی اُٹھو!!
اپنے سینے میں لئے جذبہ ایمانی اٹھو!!

راہِ حق میں بڑھو سامان سفر کا باندھو!!
تاج ٹھوکر پہ رکھو سر پہ عمامہ باندھو!!

تم جو چاہو تو زمانے کو ہلا سکتے ہو،،
فتح کی ایک نئ تاریخ بنا سکتے ہو،،

سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے،،
خشک تِنکوں کی طرح موج میں بہہ جائیں گے،،

خود کو پہچانو تو سب اب بھی سنور سکتا ہے
دشمنِ دین کا شیرازہ بِکھر سکتا ہے

حق پرستوں کے فسانے میں کہیں مات نہیں!!
تم سے ٹکرائے، زمانے کی یہ اوقات نہیں!!

شانِ صحابہؓ

سیدالانبیاء حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کے پیروکاروں کے لئے سمندر سڑک بن گیا۔ اور آپ کے صحابی علاء الحضرمی نے اپنے ساتھیوں سمیت سمندر عبور کیا۔ اور اس شان سے سمندر عبور کیا کہ ان کے پاؤں تک نہ بھیگے۔

ابونعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے حضرت علاء الحضرمی کو بحرین کی طرف بھیجا اور راستہ میں سمندر آیا

"فعبرنا وما بل الماء اسفل خفاف"

"تو ہم نے سمندر کو عبور کرلیا اور ہمارے اونٹوں کے سم تک نہ بھیگے۔۔۔۔"

اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر سڑک بنا تھا۔۔۔ تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ و

سلّم کے غلاموں کے لئے بھی سمندر پھٹ گیا۔۔۔اور صحابہ کرامؓ سمندر کو عبور کر لیا اور ان کے پاؤں تک نہ بھیگے۔

(حوالہ دلائل النبوۃ)

ایک یہودی کی بیٹے کی سعادت

ایک یہودی نے اپنے بیٹے کو کہا: جاؤ سودا لے آؤ تو وہ گیا،

لڑکا راستے سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر پڑی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نظر بھی اُس لڑکے پر پڑی، وہ وہیں بیٹھ گیا اور وہیں بیٹھا رہ گیا اور دیر ہو گئی وہ یہودی کبھی اندر جاتا اور کبھی باہر آتا۔ کہ لڑکا کہاں رہ گیا۔ آیا نہیں

ابھی تک، سورج غروب ہو گیا مغرب کی نماز ہو گئی۔ شام کو گھر گیا۔

باپ نے پوچھا: ارے نادان اتنی تاخیر کی؟ باپ بہت غصے میں کہ بڑا نادان اور پاگل ہے میں نے کہا تھا جلدی آنا تم اتنی دیر کر کے آئے ہو۔ اور تمہیں سودا لینے بھیجا تھا تم خالی ہاتھ واپس آ گئے ہو، سودا کہاں ہے؟ سودا کہاں ہے؟

بیٹا بولا: سودا تو میں خرید چکا ہوں۔

باپ: کیا پاگل آدمی ہو تم؟ میں نے تجھے سودا لینے بھیجا تھا سودا تمہارے پاس ہے نہیں،

اور کہتا ہے خرید چکا ہوں۔

بیٹا کہتا ہے: بابا! یقین کریں، سودا خرید آیا ہوں۔

باپ بولا: تو دکھا کہاں ہے؟

بیٹے نے کہا: کاش تیرے پاس وہ آنکھیں ہوتیں تو تجھے دکھاتا میں نے سودا کیا ہے! میرے بابا! میں تمہیں کیا بتاؤں میں کیا سودا خرید لایا ہوں؟

باپ نے بولا: چل چھوڑ رہنے دے،

وہ لڑکا روز نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں بیٹھنے لگا۔

وہ یہودی کا اکلوتا بیٹا تھا، بہت پیارا تھا اس لئے کچھ نہ کہا،

کچھ دنوں بعد لڑکا بہت بیمار ہو گیا، کافی دن بیمار رہا، اتنا بیمار ہوا کہ کمزوری اتنی ہو گئی کروٹ لینا مشکل ہو چکی تھی، اور پھر قریب المرگ ہو گیا، یہودی بہت پریشان تھا، پھر بھاگا بھاگا گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بارگاہ میں، اور بولا میں آپؐ کے پاس آیا ہوں آپؐ تو جانتے ہی ہیں میں یہودی ہوں مجھے آپؐ سے کوئی اتفاق نہیں، مگر میرا لڑکا آپؐ کو دل دے گیا ہے، اور قریب المرگ ہے، آپؐ کو دن رات یاد کر رہا ہے۔ کیا ممکن ہے آپؐ اپنے اس دشمن کے گھر آکر اپنے معشوق عاشق کو ایک نظر دیکھنا پسند کرو گے؟ کیا یہ آرزو پوری ہو جائے گی کہ وہ مرنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دیدار کر لے؟ وہ کسی اور چیز کی آرزو نہیں کر رہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ نہیں فرمایا میں جاؤں گا، یا نہیں جاؤں گا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ابوبکر! اٹھو، عمر! اٹھو، علی! چلو، چلیں، عثمان! آؤ، باقی بھی جو سب ہیں چلیں آپ کے عاشق کا دیدار ہم بھی کریں، اپنا دیدار اسے دیتے ہیں، آخری لمحہ ہے آنکھیں بند کرنے سے پہلے اس کو ہم کچھ دینا چاہتے ہیں۔ چلو چلتے ہیں۔

یہودی کے گھر پہنچے تو لڑکے کی آنکھیں بند تھیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا سراپا کرم ہی کرم ہے، لڑکے کی پیشانی پر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اپنا دست اقدس رکھا، لڑکے کی آنکھیں کھل گئیں جیسے زندگی لوٹ آئی ہو، جسم میں طاقت آ گئی، ناتوانی میں جوانی آئی۔ آنکھیں کھولیں، رخ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر نظر پڑی ہلکی سی چہرے پر مسکراہٹ آئی، لب کھل گئے۔
مسکراہٹ پھیل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: بس! اب کلمہ پڑھ لو۔ لڑکا اپنے باپ کا منہ تکنے لگا۔ تو وہ یہودی بولا: میرا منہ کیا تکتا ہے؟
ابوالقاسم (محمد ابن عبداللہ ﷺ) جو کہتے ہیں کر لو۔
لڑکا بولا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے پاس تو کچھ بھی نہیں!
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: بس تم کلمہ پڑھو! میں جانو اور جنت جانے، تم میرے ہو جاؤ، جنت بھی تو میری ہے، جنت میں لے جانا یہ میرا کام ہے
لڑکے نے کلمہ پڑا، جب اس کے منہ سے نکلا ''محمد رسول اللہ'' روح باہر نکل گئی، کلمے کا نور اندر چلا گیا، آنکھیں بند ہوئیں لب خاموش ہوئے۔
اس لڑکے کا باپ وہ یہودی بولا:
محمد! (ﷺ) میں اور آپؐ دونوں مخالف ہیں؟
اس لئے یہ لڑکا اب میرا نہیں رہا، اب یہ اسلام کی مقدس امانت ہے،
کاشانۂ نبوت ﷺ سے اس کا جنازہ اٹھے، تب ہی اس کی عزت ہے۔
لے جاؤ اس کو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، صدیق! اٹھاؤ، عمر! اٹھاؤ، عثمان! آگے بڑھو، بلال! آؤ تو سہی، علی! چلو دو کندھا، سب اٹھاؤ اسے،
آقا علیہ السلام جب یہودی کے گھر سے نکلے تو یہ فرماتے جا رہے تھے:

اس اللہ کا شکر ہے جس نے میرے صدقے سے اس بندے کو بخش دیا۔
اس اللہ کا شکر ہے جس نے میرے صدقے سے اس بندے کو بخش دیا۔ (اللہ اکبر!
کیا مقام ہوگا اس عاشق کی میت کا جس کو علیؓ، عثمانؓ، ابوبکر صدیقؓ، عمر بن خطابؓ، بلال حبشیؓ رضی اللہ عنھما جیسی مشہور شخصیات کندھا دے کر لے جا رہے ہوں اور آگے آگے محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں)
قبر تیار ہوئی، کفن پہنایا گیا، حضور ﷺ قبر کے اندر تشریف لے گئے، قبر میں کھڑے ہوئے۔ اور کافی دیر کھڑے رہے۔ اور پھر اپنے ہاتھوں سے اس عاشق کے میت کو اندر اتارا۔ آپ ﷺ قبر کے اندر پنجوں کے بل چل رہے تھے مکمل پاؤں مبارک نہیں رکھ رہے تھے۔ کافی دیر کے بعد آپ ﷺ قبر سے باہر آئے تو چہرہ پر تھوڑی زردی چھائی تھی، تھکن محسوس ہوئی (اللہ ھو غنی)
صحابہ پوچھتے ہیں: حضور! ﷺ یہ کیا ماجرا ہے؟ پہلے تو یہ بتائے۔ آپ ﷺ نے قبر میں پاؤں مبارک مکمل کیوں نہیں رکھا؟
آپ ﷺ پنجوں کے بل کیوں چلتے رہے؟
تو کریم آقا ﷺ نے فرمایا قبر کے اندر بے پناہ فرشتے آئے ہوئے تھے۔ اس لئے مجھے جہاں جگہ ملتی تھی میں پنجہ ہی رکھتا تھا، پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں تھی، میں نہیں چاہتا تھا کسی فرشتے کے پاؤں پر میرا پاؤں آجائے۔
پھر صحابہؓ نے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم قبر کے اندر کیوں گئے؟ ہمیں کہتے۔ ہم چلے جاتے! (سبحان اللہ خوبصورت جواب دیا)
کہ میں نے اس لڑکے کو بولا تھا نا! تیری قبر کو جنت بناؤں گا۔ تو اب اسی قبر کو جنت بنانے قبر کے اندر چلا گیا تھا۔

تو پھر حضور ﷺ اتنے تھکے ہوئے کیوں ہیں؟
تھکا اس لئے ہوں کہ فرشتے اور حوریں اس عاشق کے دیدار کے لئے آ رہے تھے اور میرے وجود سے لگ لگ کر گزر رہے تھے ان کی وجہ سے تھک گیا ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب نجاشی بادشاہ کے لئے

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حضرت عامر بن اُمیہ کے حوالے کر دیا۔ اُس خط میں تحریر تھا:
بسم اللہ الرحمان الرحیم هذا کتاب من محمد رسول اللہ الیٰ النجاشی عظیم الحبشه سلام علی من التبع الھدیٰ وامن باللہ ورسولہ اور گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں
میں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور میں اللہ کا رسول ہوں پس اسلام لے آ ؤ۔ پس سلامتی پا جائیگا۔ تیری بادشاہت بھی سلامت رہے گی اور تیرا تخت بھی سلامت رہے گا۔ تیرا ملک سلامت رہے گا۔
اور اگر انکار کرے گا تو ساری عیسائیوں کی گناہ بھی تیرے سر ہوگا۔ اور تیری رعایا کا گناہ بھی تیرے سر ہوگا
خط پڑھا گیا۔ صحابی نے خط پڑھا بادشاہ کہنے لگا خط مجھے دو۔ خط لیا اور بادشاہ اپنے تخت سے نیچے اُتر گیا زمین پر نیچے بیٹھ گیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط کو اپنے آنکھوں سے لگایا اور خط چومنے لگا۔ اور فرمایا سن لو میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور کلمہ پڑھا اور کاتب کو بلا کر فرمایا اے کاتب لکھو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں میں آپ پر ایمان لایا اور نجاشی جب فوت ہوئے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھا۔

سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا خط قیصر روم کی طرف

شام میں عرب کا جو خاندان قیصر کے زیرِ حکومت رہا کرتا تھا۔ وہ غسانی خاندان تھا۔ اور اس کا پائے تخت بصریٰ تھا۔ جو دمشق کے علاقہ میں ہے۔ اور آج کل حوران کہلاتا ہے۔ اس زمانہ میں اس خاندان کا تخت نشین حارث غسانی تھا۔ وحیہ کلبیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک یہیں بصریٰ میں حارث غسانی کو لا کر دیا۔ اس نے قیصر کے پاس بیت المقدس میں بھیج دیا۔ قیصر کو خط ملا تو اس نے حکم دیا کہ عرب کا کوئی شخص مل سکے تو لاؤ۔ اتفاق یہ کہ ابوسفیان تجارِ عرب کے ساتھ غزہ میں مقیم تھے۔ قیصر کے آدمی اُن کو غزہ سے جا کر لائے۔

قیصر نے بڑے سامان سے دربار منعقد کیا۔ خود تاجِ شاہی پہن کر تخت پر بیٹھا تخت کے چاروں طرف بطارقہ، قیس، اور رہبان کی صفیں قائم کیں۔ اہلِ عرب کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ تم میں سے اس مدعیٔ نبوت کا رشتہ دار کون ہے۔ ابوسفیان نے کہا " میں " پھر حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

قیصر: مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے ؟

ابوسفیان: شریف ہے۔

قیصر: اس خاندان میں کسی اور نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟

ابوسفیان: نہیں

قیصر: جن لوگوں نے یہ مذہب قبول کیا ہے۔ وہ کمزور لوگ ہیں یا صاحب اثر؟

ابوسفیان: کمزور لوگ ہیں

قیصر : اس کے پیرو بڑھ رہے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں؟

ابوسفیان: بڑھتے جاتے ہیں

قیصر: کبھی تم لوگوں کو اس کی نسبت جھوٹ کا بھی تجربہ ہے؟

ابوسفیان: نہیں

قیصر: وہ عہد و اقرار کی خلاف ورزی کرتا ہے؟

ابوسفیان: ابھی تک تو نہیں کی، لیکن اب جو نیا معاہدہ صُلح ہوا ہے اس میں دیکھیں وہ عہد پر قائم رہتا ہے یا نہیں؟

قیصر: تم لوگوں نے کبھی اس سے جنگ بھی کی؟

ابوسفیان: ہاں

قیصر: نتیجہ کیا رہا؟

ابوسفیان: کبھی ہم غالب آئے اور کبھی وہ۔

قیصر: وہ کیا سکھاتا ہے؟

ابوسفیان کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو، کسی اور کو خدا کا شریک نہ بناؤ، نماز پڑھو، پاکدامنی اختیار کرو، سچ بولو۔ صلۂ رحمی کرو۔

اس گفتگو کے بعد قیصر نے مترجم کے ذریعہ سے کہا کہ تم نے اس کو شریف النسب بتایا۔ پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندانوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ تم نے کہا کہ اس کے خاندانوں سے کسی اور نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ خاندانی خیال کا اثر ہے۔۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ اس خاندان میں کوئی بادشاہ نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اس کو بادشاہت کی ہوس ہے۔ تم مانتے ہو کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جو شخص آدمیوں سے جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندھ سکتا ہے۔ تم کہتے ہو کہ کمزوروں نے پیروی کی ہے۔ پیغمبروں کے

ابتدائی پیرو ہمیشہ غریب ہی لوگ ہوتے ہیں۔تم نے کہا کہ اس کا مذہب ترقی کرتا جاتا ہے۔
سچے مذہب کا یہی حال ہے۔ کہ بڑھتا جاتا ہے۔تم تسلیم کرتے ہو کہ اُس ؐ نے کبھی فریب
نہیں کیا پیغمبر کسی سے فریب نہیں کرتے تم کہتے ہو کہ وہ نماز اور تقویٰ وعفاف کی ہدایت کرتا
ہے اگر یہ سچ ہے۔تو میری قدمگاہ تک اس کا قبضہ ہو جائے گا۔مجھ کو یہ ضرور خیال تھا۔ کہ ایک
پیغمبر آنے والا ہے لیکن یہ خیال نہ تھا۔ کہ وہ عرب میں پیدا ہوگا۔ اگر وہاں جا سکتا تو خود اُسکے
پاؤں دھوتا۔

اِس گفتگو کے بعد حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھا جائے۔
فرمانِ رسالت کے یہ الفاظ تھے۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم من محمدعبدالله و رسوله الى هر قل عظيم الرّوم ، سلام علىٰ من اتبع الهدىٰ ، امّا بعد فانى ادعوک بدعاية الاسلام اسلم تسلم يو ئتک الله اجرک مرتين فان توليت فان عليک اثم الاريسيين و يا اهل الكتاب تعالو الىٰ دلمةِ سواء بيننا و بينكم ا ّلا نعبد الا الله و لا نشرک به شيئاَ و لا يتخذ بعضنا بعضا ا ربابا َ من دو ن الله فان تولّو فقلوا اشهدُوا بانا مسلمو ن.

ترجمه بسم الله الرحمٰن الرحیم محمدؐ کی طرف سے جو خدا کا بندہ اور رسول ہے یہ خط ہرقل
کے نام ہے جو روم کا رئیس اعظم ہے اس کو سلامتی ہو جو ہدایت کا پیرو ہے۔اس کے بعد میں تجھ کو اسلام کی
دعوت کی طرف بلاتا ہوں اسلام لا تو سلامت رہے گا۔خدا تجھ کو دگنا اجر دے گا۔اور اگر تُو نے نہ مانا تو
اہل ملک کا گناہ تیرے اوپر ہوگا۔اے اہل کتاب، ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم اور تم میں یکساں
ہے۔وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کو نہ پوجیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کو چھوڑ کر خدا نہ بنائے اور تم
نہیں مانتے تو گواہ ہو کہ ہم مانتے ہیں۔

قیصر نے ابوسفیان سے جو گفتگو کی تھی گو اس کے دل میں نورِ اسلام آ چکا تھا لیکن تاج وتخت
کی تاریکی میں وہ روشنی بجھ کر رہ گئی۔

مسٹر گاندھی کا ہدایت نامہ

مسٹر گاندھی کا وہ ہدایت نامہ ابھی تک بہت لوگوں کو یاد ہوگا۔ جو انہوں نے اپنے کانگریسی وزراء کو لکھا تھا۔ جس میں ہدایت درج تھی کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ جیسی حکومت کرو۔ اور جب اس پران کے ہم مذہب بعض ہندوؤں نے غیرت عصبیت کی بنا پر یہ اعتراض کیا کہ آپ نے ہندو مصلحین میں سے کسی کا نام کیوں نہ لیا۔ تو مسٹر گاندھی نے اس کا جواب بھی اپنی انصاف پسندی سے یہ دیا۔ کہ ہندو مصلحین کی حکایات زمانہ قبل از تاریخ کی کہانیاں ہو کر رہ گئی ہیں۔ زمانۂ تاریخ میں مجھے ابوبکرؓ وعمرؓ سے بہتر حکومت کی کوئی نظیر نہیں ملتی

ایک فرانسیسی مسیحی مُدبّر کی شہادت۔

اس کی بے شمار شہادتوں میں سے اس وقت صرف ایک شہادت ایک ایسے مسیحی شخص کی پیش کی جاتی ہے جو فرانس کا ایک مشہور سیاسی مدبّر ہے اس نے مسلمانوں کے حالات وعزائم کا پورا پتہ چلانے کے لئے تیس سال اسلامی مما لک میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے گزارے۔ اور الجزائر، تونس، استنبول، مصر، حجاز میں رہ کر عربی زبان اور تمام علوم اسلامیہ حاصل کئے۔ اور واپس جا کر ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے ثلاثون عاما فی الاسلام یعنی اسلام میں تیس سال۔ اس سیاسی مدبر کا نام ہے ''سولیون روش'' اس کی اپنی تحریر کے چند جملے عربی سے اردو میں ترجمہ کر کے پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

'' میں نے ایک زمانۂ طویل اسلام کو گلے لگائے رکھا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ میں کسی طرح امیر عبدالقادر کے خواص میں داخل ہو کر ان کے راز معلوم کروں اور میں اس میں کامیاب ہو گیا۔ امیر

موصوف نے مجھ پر پورا اعتماد کرلیا اور مجھے اپنا سیکریٹری مقرر کرلیا۔

میں نے اس دین (اسلام) کو جس کی اکثر لوگ برائی کرتے ہیں اپنی معلومات کے مطابق تمام ادیان و مذاہب سے بہتر پایا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی ایک دین ہے جو انسانی فطری، طبیعی اور اقتصادی اور اخلاقی کہلانے کا مستحق ہے۔ میں نے آپ کے تمام قوانینِ حکومت میں کوئی ایسا قانون نہیں پایا جو اسلام میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ بلکہ میں نے اس قانون کا مطالعہ کیا جس کو ''جول سیمون'' قانون فطریہ کہتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ پورے کا پورا اسلام سے لے گیا ہے پھر میں نے اس کی تحقیق کی کہ مسلمانوں کے نفوس میں اس دین نے کیا آثار پیدا کئے تو میں نے دیکھا کہ اس دین نے ان کے قلوب کو شجاعت سخاوت، شرافت اور بزرگی سے بھر دیا بلکہ میں نے محسوس کیا کہ ان کے نفوس ان تمام مضامین عالیہ کے ماہر ہیں جو فلاسفر اپنی حکمت و دانش سے حاصل کرتے ہیں وہ ایک ایسی دنیا میں رہتے ہیں جہاں شر و فساد لغو اور جھوٹ کو کوئی نہیں جانتا۔ مسلمان سادہ دل ہیں جو کسی پر بدگمانی نہیں کرتے۔ اور وہ اپنے طلب معاش میں کسی ناجائز و حرام کو استعمال نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے وہ مال و دولت میں اسرائیلیوں اور بعض مسیحیوں سے اکثر کم رہتے ہیں۔

اور میں نے اسلام میں ایسے دو مسئلوں کا بہترین حل پایا جس میں تمام دنیا بری طرح مبتلا ہے ایک قرآن کا یہ قول۔ انما المومنون اخوۃ۔

یعنی سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو مساوات کا ایک بہترین اصول ہے۔

دوسرے ہر مال والے پر زکوٰۃ کا فرض عائد کرنا اور فقراء کا حق ان کے مال میں قرار دینا جس کو اگر مالدار نہ دیں وہ جبراً بھی وصول کر سکتے ہیں۔''

(غالباً اس کی مراد زکوٰۃ کے جبراً وصول کرنے سے یہ ہے کہ اسلامی حکومت جبراً زکوٰۃ وصول کر کے فقراء کا حق ان کو دلوانے کی ذمہ دار ہے)

آج کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ مسلمان اپنے گھر کے جواہرات کو چھوڑ کر دوسروں سے سنگریزوں کی بھیک مانگنے پر تیار ہو گئے کتاب وسنت کی تعلیمات سے یکسر بے خبر ہو کر اپنے ہر کام میں غیروں کی طرف دیکھنے اور ان کی نقالی کرنے ہی میں فخر محسوس کرنے لگے اس نے ان کے ہر کام، ہر شعبہ زندگی کو ایک لاینحل معمہ بنا دیا۔

الغرض اسلام کا نظام فطری اصول پر سادہ وسہل اور ہر شعبۂ زندگی پر حاوی اور سو فیصد کامیاب رہا ہے۔ جس کی بنیاد کتاب وسنت کی تعلیم ہے۔ وقتی اور دنیوی ضرورتوں کے لئے بقدر ضرورت صنعت وحرفت زراعت وتجارت سبھی کچھ سیکھا اور سکھایا جاتا تھا۔

محمد ﷺ نے ہر کام اور ہر چیز کا جو نظام خلق خدا کو عطا فرمایا وہ نہایت مکمل اور مفید و کامیاب ہونے کے ساتھ سادہ سہل اور کم خرچ بالانشین تھا۔ جب سے دنیا نے اس کو چھوڑا قانونی مشینری اور طویل طویل دفتری نظام کی بھول بھلیاں تو ضرور وجود میں آئی جو ایک ظاہر بین شخص کے لئے ممکن ہے کہ نظر فریب ہو مگر نتائج اور عواقب کے اعتبار سے دنیا نے مشاہدہ کرلیا کہ وہ بالکل ناکام ثابت ہوئی۔

آج کی دنیا میں انصاف قائم کرنے اور جرائم کو روکنے اور ملک میں علم وتعلیم کو اور اس کے ذریعے اخلاقِ حسنہ کو عام کرنے کے نام پر ہزاروں مستقل ادارے قائم ہیں، لاکھوں تعلیم یافتہ ماہران میں کام کرتے ہیں۔ اربوں روپیہ ان پر صرف ہوتا ہے مگر نتائج پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ روز بروز انصاف رخصت ہوتا جاتا ہے۔ جرائم بڑھتے جاتے ہیں علم وتعلیم کا معیار پست ہوتا جاتا ہے۔ اخلاق کی گراوٹ انتہا کو پہنچتی جاتی ہے اور ملک وملت کے بہی خواہ جب اس افراتفری کو دیکھتے ہیں تو ایک پولیس پر دوسری اسپیشل پولیس کا ادارہ ایک خفیہ پر دوسرا خفیہ، ایک ادارہ کی اصلاح کے لئے اور ایک ادارہ قائم کرتے جاتے ہیں اور پھر ہر زمانے

میں نتیجہ یہی رہتا ہے کہ:

''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''

وجہ وہی ہے جو اوپر بار بار ذکر کی جا چکی ہے۔ کہ قانون اور قانونی مشینری کوئی خود کار مشین نہیں اس کو چلانے کے لئے انسان درکار ہے۔ اور اسی کا قحط ہے بقول سلطان عالمگیرؒ کے دنیا میں وہ چیز جو سب جگہ ہونے کے باوجود نہیں ہے وہ انسان ہے۔ اور صحیح انسان بننے کا راستہ بجز اسلامی نظریۂ توحید اور آخرت کے کوئی نہیں۔

اسلامی نظریہ اور نظام کے ثمرات:

''امن وامان، عدل وانصاف، سلامت وسکون''

اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ سید الانبیاء سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نظریہ اور نظام خلق خدا کو عطا فرمایا۔ اور اس کے دو بنیادی اصول تھے اول انسان کو خوف خدا اور آخرت کے ذریعے اخلاقی اور ذہنی اعتبار سے مکمل انسان بنانا، جو مال ودولت، جاہ وحشم اور خواہشات نفسانی کی تحصیل میں ایسا مست نہ ہو کہ ہر جائز وناجائز طریقہ سے حاصل کرنے کی فکر کرے۔ دوسروں کے حقوق چھینے اور تکلیف نہ پہنچائے۔ بلکہ دوسروں کے حقوق پورا کرنے کا قومی جذبہ اور اپنے حقوق سے چشم پوشی اور عفو ودرگذر اس کا شیوہ ہو ظاہر ہے کہ جس دنیا میں ایسے انسان آباد ہوں وہاں ظلم وجبر، قتل وغارت، فسق وفجور کا وجود کیسے متصور ہو سکتا ہے۔

دوسرا بنیادی اصول یہ رہا کہ ہر کام میں اچھے برے اور صحیح وغلط، مفید ومضر کا معیار انسان کے اپنے دماغ کی پیداوار سے نہیں بلکہ خالق کائنات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے اصول سے طے کیا جائے اس کے ہر قانون کی بنیاد حکم خدا ورسول ہو۔ اور ہر کام کا مقصد ان کی رضا ہو۔

ان دونوں اصولوں کا لازمی نتیجہ وہ تھا جو دنیا نے آنکھوں سے دیکھا اور اس وقت تک دیکھتی رہی۔ جب تک ان اصولوں پر عمل ہوتا رہا۔ اور آج بھی جس خطہ میں ان پر پورا عمل ہو جائے وہ یقیناً راحت وسکون کی جنت بن سکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و اُمی پورے عالم کے لئے پیغمبر امن وامان اور سلامت وراحت بن کر تشریف لائے تھے۔ جس وقت دنیا نے آپ کے پروگرام پر عمل کیا امن وچین کا دور دورہ رہا۔ جب چھوڑا تو فتنہ وفساد، ظلم وجور اور طرح طرح کے جرائم پھوٹ پڑے۔ دنیا نے امن وامن اور عدل وانصاف قائم کرنے اور انسداد جرائم کے لئے سینکڑوں مختلف قسم کے نظام چلا کر دیکھ لئے اور نتیجہ سب کے سامنے یہ آیا کہ جوں جوں یہ نظام بڑھے جرائم کا طوفان بڑھا۔ انصاف رخصت ہوا۔ امن واطمینان کا کہیں نام نہ رہا۔ اب ذرا اس میدان میں آگے بڑھنے کے بجائے کچھ پیچھے لوٹ کر دیکھیں اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے نظام کو زیادہ نہیں تو کچھ عرصہ کے لئے امتحان ہی کے طور سہی آزما کر دیکھیں اور پھر اس کا مشاہدہ کریں کہ دنیا کا امن وامان، راحت وسلامتی صرف پیغمبر امن وسلامت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قدموں سے وابستہ ہے۔

اس کے تاریخی شواہد عہد رسالت اور پھر خلفائے راشدین اور صحابہ وتابعین کی دور حکومت میں مسلسل اور بعد کے زمانوں میں جب کہیں اس نظام کو پورا جاری کیا گیا اس جگہ ایسے مشاہد ہیں کہ مخالف معاند کو بھی انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔

فتقبل منا انک انت السمیع العلیم وانت المستعان وعلیک التکلان

جناب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

مفتی اعظم پاکستان

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات۔

دہلی کا ریذیڈنٹ شاہ صاحب سے ملنے آیا اور باتوں باتوں میں کہنے لگا جناب میں نے ایک سوال کئی عالموں سے کیا، کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملتا۔ آپ بھی غور کیجئے۔ سوال یہ ہے کہ ایک مسافر راستہ بھول گیا، اس نے دیکھا کہ ایک شخص اس کے برابر بیٹھا ہے اور ایک شخص سامنے پڑا سو رہا ہے۔ اب مسافر جاگتے سے راستہ معلوم کرے یا سوتے سے؟

شاہ صاحب سوال کے تہ تک پہنچ گئے سوتے سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جاگنے سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

شاہ صاحب نے فوراً جواب دیا۔ وہ جاگنے والا خود اس انتظار میں بیٹھا ہے کہ سونے والا اٹھے تو اس سے راستہ معلوم کرے۔ مسافر کو چاہیے کہ وہ بھی سونے والے کے اٹھنے کے انتظار کرے۔

دوسرا سوال۔

ایک انگریز نے شاہ صاحب سے سوال کیا۔ کہ ہماری قوم کے سینکڑوں آدمی ایک جگہ جمع ہو جائیں تو ایک رنگ اور ایک روپ کے نظر آئیں گے لیکن آپ کی قوم میں کوئی کالا کوئی گورا کوئی سانولا ہوتا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟

شاہ صاحب نے فرمایا۔ گدھے سب یکساں ہوتے ہیں۔ اور گھوڑے مختلف رنگ کے ہوتے ہیں کوئی سبزہ، کوئی نقرہ، کوئی سرمائی۔۔۔۔!!!

تیسرا سوال۔

مسٹر مٹلف نامی ایک انگریز حضرت شاہ صاحب کے زمانے میں کسی بڑے عہدے پر فائز تھا۔ اس کے یہاں ایک پادری آ کر ٹھہرا، مسٹر مٹلف نے پادری سے کہا کہ شاہ صاحب کو ہراؤ تو جانیں۔ اگر ہرا دو تو تمہیں دو ہزار روپئے دوں گا ورنہ دو ہزار روپئے مجھے دینا۔ پادری راضی ہو گیا وہ شاہ صاحب کے یہاں پہنچا۔ شاہ صاحب نے کہا فرمایئے جو فرمانا ہے؟

پادری نے کہا میں اپنی بات کی معقول جواب چاہتا ہوں منقولی اور کتابی نہیں چاہتا۔ شاہ صاحب نے کہا منظور ہے۔ کسی کتاب کا نام نہیں لوں گا۔

پادری نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے آپ کے پیغمبر اللہ کے محبوب ہیں اور امام حسینؓ ان کے نواسے ۔جنہیں وہ بہت چاہتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ کیسے گوارہ کر لیا کہ محبوب کا محبوب شہید کر دیا گیا؟ نہ اللہ نے خود پرواہ کی۔ اور نہ اللہ کے محبوب نے توجہ دلائی۔

شاہ صاحب نے فرمایا ہمارے پیغمبر نے توجہ دلائی تھی۔ لیکن اللہ نے جواب دیا میاں! تمہیں اپنی نواسے کی پڑی ہے یہاں کمبختوں نے میرے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کو سولی پر چڑھا دیا ہے۔ یہ بات عیسائیوں کے نظریئے کے مطابق کہی انہوں نے۔

مسلمانوں کا یہ نظریہ نہیں اس میں آپ لوگ کنفیوز نہ ہو جانا۔ مطلب تم لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کیا یا قتل کیا جس کو تم اللہ کا بیٹا مانتے ہو تو اگر اللہ کے محبوب کے محبوب شہید ہوئے

تو کیا ھوا۔

ناموسِ رسالت

ناموسِ رسالت پر تن من لٹا دیں گے
اگر وقت پڑے تو اپنی گردن کٹا دیں گے
میرا دل میری جان محمدؐ پہ قربان
دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم اُن سے ڈرتے ہیں
سچ یہ ہے کہ ہم بس اللہ سے ڈرتے ہیں
گستاخِ نبی سُن لو! مسلم ہیں ابھی زندہ
ہر دور میں آقاؐ کی ناموس پہ مرتے ہیں
حالات میں طوفان ہو یا آئے کوئی آندھی
لپٹا کے کفن سر پہ سرعام یہ کہتے ہیں
وہ ذات محمدؐ تو کیا خوب بنائی ہے
فردوس بریں جس کے صدقے میں بچھائی ہے
کئی انبیاء آئے پر اُن سا نہیں کوئی
وہ حُسن مکمل ہے اُن سا نہ حسین کوئی
وہ شافع محشر ہے وہ ساقی کوثر ہے
ہر ظلمتِ شب اُس کے جلوؤں سے منور ہے

آئے وہ نبوت کا اعلان ختم لے کر
بعد اُس کے نبیؐ کوئی آئے گا نہ دھرتی پر
ہم ختم نبوت کے بے باک سپاہی ہیں
سرکار کے نوکر ہیں جنت کے راہی ہیں
اُس پاک نبیؐ پہ تم کیچڑ جو اُچھالو گے
ہر اک ہیں یہاں غازی تم کتنے مارو گے
طیب میں غلام اُن کا سرکار دو عالم کا
دیوانہ محمدﷺ کا مستانہ محمدﷺ کا
آقاؐ کی رسالت پر گر جان چلی جائے
رب پھر سے کرے پیدا سو بار چلی جائے
پھر بھی نہ کریں گے ہم سودا نبی آخرؐ کا
نعرہ یہی آخر ہے عُشاق محمدؐ کا

والہانہ محبت

تعریف محمد ﷺ ہم لکھ لکھ کے سنائیں گے
ہم ختم نبوت پہ جان اپنی لٹائیں گے

We will recite the praises of MUHAMMAD (P.B.U.H) in writing.
We will lay down our lives for the last Propht.

جھکنا بھی نہیں آتا بکنا بھی نہیں آتا
ہم جان لٹائیں گے ڈرنا بھی نہیں آتا

We can't even surrender , We can't be even sell out.
We can give up our lives, we do'nt even how to be scared.

آقا کی محبت میں ہم سر کو کٹائیں گے
دھرائیں گے ہم پھر سے تاریخ یمامہ کہ

We will executed for our love of our PROPHET (P.B.U.H)
We will repeat the history of Ymama.

عشق نبی ﷺ یہ کیا بتلائیں گے دنیا کو
ہم جذبہ ایمانی دنیا کو دکھائیں گے۔

We will tell the world what is the love of the PROPHET(P.B.U.H)
We will show the world the spirit of faith.

جوان کے دیوانے ہیں وہ دل کے ترانے ہیں

گستاخِ نبی ہے جو شیطان کے دیوانے ہیں

Those who are captivated by him are dearest to us.
Those who are arrogant toward the PROPHET are loved by Satan.

گستاخِ محمد ﷺ کا ہم نام مٹائیں گے
ہم ختمِ نبوت پہ جان اپنی لٹائیں گے

We will erase the name of those who are arrogant towards the PROPHET (P.B.U.H)
We will recite the praises of MUHAMMAD (P.B.U.H) in writing.

یارانِ وفا تم اک تاریخ رقم کرلو
طوفان سے ٹکرانا پختہ عزم کرلو

Loyal friends, mark the date
Be determined to fight the storm.

دجال نوازوں کا ہم تخت گرائیں گے
دنیا کو یہ بتلاؤ دیوانے تو آئیں ہیں

We will over throw the antichrist.
Let the world that the overs of the PROPHET (P.B.U.H) are here.

ہاں شمعِ رسالت کے پروانے تو آئیں ہیں
پیغام یہ خوشی ہم گھر گھر میں سنائیں گے۔

Yes, the flies that hoverig about propethood have come,
we will carry this message of joy from house to house.

عبدالحسیب خوستی۔

امت محمدیہ کی فضیلت

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا ہم قیامت کے دن ستر امتوں کو پورا کردیں گے۔ ہم ستر امتوں میں سب سے آخر میں ہیں اور سب سے بہترین ہیں (تفسیر ابن جریر طبری، آل عمران)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، مجھے وہ کچھ دیا گیا ہے۔ جو کسی اور نبی کو نہیں دیا گیا، میری مدحت سے کی گئی ہے اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں اور میرا نام ''احمد'' رکھا گیا ہے میرے لیے مٹی پاک بنادی گئی اور میری امت تمام امتوں میں سب سے بہتراین امت ہے۔ (مسند احمد، مسند علی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار شخص بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، سب یک دل ہوں گے، میں نے اپنے رب سے گزارش کی کہ اے اللہ! اس تعداد میں اور اضافہ فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اور بھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کر کے فرماتے تھے پھر تو اس تعداد میں گاؤں اور دیہاتوں کے لوگ بھی آجائیں گے (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲، مسند ابو تعلیٰ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ و اٰلہ وسلّم کی خدمت میں رات دیر تک محو گفتگو رہے۔ پھر جب صبح آپ ؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ؐ نے فرمایا: آج رات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت سمیت مجھے دکھائے گئے۔ بعض

نبی ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ صرف تین شخص تھے۔ بعض کے ساتھ مختصر گروہ تھا بعض کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ کسی کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو ان کے ساتھ بہت سے لوگ تھے مجھے یہ جماعت پسند آئی، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ملا کہ یہ آپ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل ہیں۔ میں نے کہا کہ میری امت کہاں ہیں؟ جواب ملا: اپنی دائیں جانب نظر دوڑائیں تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ بے شمار مجمع ہے جس سے پہاڑیاں ڈھک گئی ہیں اب مجھ سے پوچھا گیا: خوش ہیں؟ میں نے کہا پروردگار میں راضی ہو گیا ہوں۔ فرمایا گیا۔ سنو! ان کے ساتھ ستر ہزار اور ہیں جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر ہو سکے تم ان ستر ہزار میں سے ہو جاؤ، اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جو پہاڑوں کو چھپائے ہوئے ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ان میں ہونا جو آسمان کے کناروں کناروں پر تھے۔ حضرت عکاشہ بن حُصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے۔ کہ یا رسول اللہ! کہ میرے لئے دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان ستر ہزار میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی، پھر ایک اور آدمی کھڑا ہو گیا، اس نے بھی کہا میرے لئے بھی دعا فرما دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔

پھر ہم آپس میں باتیں کرنے لگے کہ یہ ستر ہزار لوگ وہ ہوں گے جو اسلام پر ہی پیدا ہوئے ہوں گے۔ اور عمر بھر اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا ہو گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب یہ باتیں سنیں تو فرمایا: جو دم جھاڑ نہیں کرواتے، آگ کے داغ نہیں لگواتے، شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں (مسند احمد)

ایک اور حدیث میں ہے کہ میرے پروردگار نے، جو صاحب عزت اور صاحب جلال ہے

مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی اور جائیں گے، پھر میرا رب اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپیں بھر کر ڈالے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر خوشی سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا: ان کی شفاعت ان کے باپ دادوں اور بیٹوں، بیٹیوں اور خاندان وقبیلہ میں ہوگی۔ اللہ کرے میں ان میں سے ہو جاؤں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی لپوں میں بھر کر آخر میں جنت میں لے جائے گا (طبرانی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ہم دنیا میں سب سے آخر میں آئے اور جنت میں سب سے پہلے جائیں گے (صرف یہ فرق ہے) ان کو کتاب اللہ پہلے ملی، (ہمیں بعد میں ملی) پھر یہ (جمعہ کا دن) ان کا بھی تھا جو تم پر فرض ہوا ہے لیکن اس بارے میں ان کے ہاں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دن بتا دیا چنانچہ اس معاملے میں لوگ ہمارے تابع ہو گئے۔ (صحیح بخاری)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: جب تک میں جنت داخل نہ ہو جاؤں انبیاء علیہم السلام پر جنت میں داخلہ حرام ہے اور جب تک میری امت داخل نہ ہو دوسری امتوں پر دخول جنت حرام ہے (اخرجہ الطبر انی)

یہ ساری فضیلتیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضے کو بجالانے کی وجہ سے ہیں

گستاخانِ رسول

گستاخ ولید بن مغیرہ

آپؐ کی ذات اقدس میں گستاخی کرنے والوں کی دس نشانیاں ہوتی ہیں ۔ جو کہ قرآن پاک کے اُنتسویں (۲۹) پارے کی سورۃ قلم میں تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔ولید بن مغیرہ ایک ایسا شخص تھا جس نے حضورﷺ کی شان میں گستاخی کی اور آپؐ کو مجنون کہا۔

اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناگوار گزری اور اُس شخص میں موجود دس خبائث بیان کئے گئے۔اولاً یہ کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ جھوٹی قسمیں کھاتا ہے۔ بہت طعنے دینے والا ہے، ذلیل، فاجر، فاسق، چغل خور، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھ کر گنہگار، درشت یعنی بدزبان اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ”ولد زنا“ ہے۔جب ولید کو پتہ چلا تو وہ اپنے گھر

آیا۔اوراپنی ماں سے کہا۔کہ محمدﷺ نے میرے بارے میں جودس باتیں بتائی ہیں۔ان میں سے پہلی نو باتوں کوتو میں جانتا ہوں۔کہ مجھ میں ہیں۔ مگر دسویں بات کہ ''ولدزنا'' ہے کے بارے میں تم سے پوچھتا ہوں۔اگر نہیں بتایاتو میں تیری گردن اُڑادوں گا۔ماں نے بتایا۔کہ محمدﷺ ٹھیک کہتے ہیں۔تیراباپ نامرد تھامیں نے ایک گڈِریاسے زنا کیا۔تو اُس کی اولاد ہے۔

غورطلب بات یہ ہے کہ قرآن پاک کی باتیں کسی ایک شخص یا ایک زمانہ کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ قیامت تک کے لئے ہیں۔ لہٰذا حضور ﷺ کے زمانے سے لےکر قیامت تک جتنےبھی گستاخِ رسول ؐ آئیں گے ان کی یہ دس نشانیاں ہوں گی۔

جتنےبھی گستاخانِ رسول ؐ ہوں گےجس کاتعلق امریکہ سے ہو یاڈنمارک سے ہووہ مذکورہ بالادس نشانیوں کا مالک ہوگا۔

مندرجہ بالاآیات کے بارے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریرفرماتے ہیں کہ جس طرح حدیث شریف کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے۔کہ ایک بار درود پڑھنے سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔اسی طرح قرآن شریف کے اشارے سے معلوم ہوتاہے کہ حضور ﷺ کی شان ارفع میں ایک گستاخی کرنے سے نعوذ باللہ منھا اس شخص پرمنجانب اللہ دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں چنانچہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے بسزائے استہزایہ دس کلمات ارشاد فرمائے۔

گستاخِ رسول سلمان رشدی

سلمان رشدی کے بارے میں تحقیق کی جائے۔تو یہ بات مانے آتی ہے۔کہ یہ گستاخِ رسول اسی صفت کا حامل ہے یعنی سلمان رشدی بھی نطفہ ناتحقیق ہے۔ ملعون رشدی کا تعلق علی گڑھ اور لکھنوٗ سے رہا ہے۔ اس کی ماں کا نام زہرہ بٹ ہے۔ایک شریف انسان مسمی شاعل سے اس کی شادی ہوئی تھی۔جسکا تعلق مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ معاشیات سے رہاہے۔اوروہ آج بھی علی گڑھ میں مقیم ہے سلمان رشدی کا ناناعبد اللہ بٹ اجمل طبیہ کالج علی گڑھ کاریٹائرڈ پرنسپل تھا ریٹائرمنٹ کے بعداس نے اپناشفاخانہ بارہ دری علی گڑھ میں کھولا تھا۔عبداللہ لعنتی مرزاغلام قادیان کا پیروکارتھا۔اور پاکستان بننے کے بعداپنا ناپاک وجود لے کر

اس پاک سرزمین پر آوارد ہوا۔ اور یہیں واصل جہنم ہوا۔ اس کی عیاش اور ناہنجار بیٹی زہرہ بٹ کراچی میں نام بدل کر روپوشی کی زندگی گزار رہی تھی۔ زہرہ بٹ کا سگا بھائی محمود بٹ اب بھی لکھنؤ میں ہے۔ اور یوپی کا چیف سیکریڑی بنا تھا۔ اس کی کوٹھی بٹ ہاؤس کے نام سے میرس روڈ لکھنؤ میں ہے۔ حالانکہ وہ اس کو ایک لالہ کے ہاتھ بیچ بھی چکا ہے۔ زہرہ بٹ کے شوہر انصاری گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ زہرہ بٹ اور شاغل جب کشمیر گھومنے گئے تو زہرہ بٹ جس کے جسم کی پیاس کوئی نہیں بجھا سکتا تھا۔ ایک کشمیری کے بستر کو گرم کرنے لگی۔ چھٹیاں گزارنے کے بعد وہ کشمیری بھی اس چترنی کے پیچھے آ گیا۔

بعدازاں دونوں بھاگ گئے۔ اور رنگ رلیاں مناتے رہے۔ انہی رنگ رلیوں کے نتیجے میں سلمان رشدی کا نطفہ ناتحقیق وجود میں آیا۔ شاعل نے اس کو اپنی اولاد ماننے سے انکار کر دیا۔

زہرہ بٹ اور کشمیری عاشق جو ذلت اور رسوائی کا کھیل کھیلتے رہے تھے۔ بدنامی کے باعث روپوش ہو گئے۔ بعدازاں وہ انگلینڈ چلے جہاں ایک مادر پدر آزاد اور عیاشی کا ماحول میسر آیا۔ زہرہ بٹ جس کشمیری کے ساتھ رنگ رلیاں مناتی رہی۔ اور بعدازاں سلمان رشدی کی شکل میں شیطان اعظم کو اپنی کوکھ میں پالتی رہی۔ اس نطفہ ناتحقیق کے ایس رشدی کے کالے کرتوتوں کا رہ غلیظ سمجھا جاتا ہے

ماخوذ: ملعون شیطان رشدی (مصنف الحاج جناب محمد حسین گوہر صاحب)

نوٹ: سلمان رشدی کی کتاب کا پورا جواب اور دفاع کے لئے ملعون شیطان رشدی الحاج جناب محمد حسین گوہر صاحب کی کتاب میں ضرور ملاحظہ فرمائیں

ملکہ وکٹوریہ کا انجام

ملکہ وکٹوریہ نے مرزا غلام احمد قادیانی سے دعویٰ نبوت کرا کے ہندوستان میں جھوٹی نبوت کا ڈرامہ رچایا تھا۔ تاکہ جہاد کو حرام قرار دیا جاسکے اور مسلمانوں کا رخ مکہ مکرمہ و مدینہ سے موڑ کر قادیان کی جانب کر دیا جائے۔ لیکن قادیان کی جھوٹی نبوت کی موجدہ ملکہ وکٹوریہ کا انجام دیکھو کہ اس کے انگلستان کے دو سکالرز بھائیوں نے دنیا کے سامنے اپنی ریسرچ پیش کی ہے کہ ملکہ وکٹوریہ حرامی تھی کیونکہ اس کی ماں کے ایک شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے جس کے سبب وکٹوریہ کا نطفہ ناتحقیق وجود میں آیا۔

اصحاب فیل کا قصّہ

الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل ۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل ۔ وارسل علیھم طیرًا ابابیل ۔ ترمیھم بحجارۃٍ من سجّیل ۔ فجعلھم کعصفٍ مّاکول ۔

ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھا جو کیسا کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ ۔ کیا نہیں کر دیا اُن کا داؤ غلط ۔ اور بھیجے اُن پر
اُڑتے جانور ۔ ٹکڑیاں ٹکڑیاں پھینکتے تھے اُن پر پتھریاں کنکر کی اور پھر کر دیا اُن کو جیسے بُھس کھایا ہوا ۔

تفسیر:۔ یعنی ہاتھی والوں کے ساتھ تیرے رب نے جو معاملہ کیا وہ تم کو ضرور معلوم ہوگا۔

کیونکہ یہ واقعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت باسعادت سے چند روز بیشتر ہوا تھا۔ اور غایت شہرت سے بچہ بچہ کی زبان پر تھا اسی قرب عہد اور تواتر کی بناء پر اُس کے علم کو رؤیت سے تعبیر فرمادیا۔

یعنی وہ لوگ چاہتے تھے کہ اللہ کا کعبہ اُجاڑ کر اپنا مصنوعی کعبہ آباد کریں یہ نہ ہوسکا اللہ نے اُن کے سب داؤ پیچ غلط اور کُل تدبیریں بے اثر کردیں کعبہ کی تباہی کی فکر میں وہ خود ہی تباہ و برباد ہوگئے۔

اصحابِ فیل کا قصہ مختصر یہ ہے۔ کہ بادشاہ ''حبشہ'' کی طرف سے ''یمن'' میں ایک حاکم ''ابرہہ'' نامی تھا۔ اُس نے دیکھا کہ سارے عرب کعبہ کا حج کرنے جاتے ہیں۔ چاہا کہ ہمارے پاس جمع ہوا کریں اُس کی تدبیر یہ سوچی کہ اپنے مذہب عیسائی کے نام ایک عالیشان گرجا بنایا جائے جس میں ہر طرح کے تکلفات راحت اور دلکشی کا سامان ہوں۔ اس طرح لوگ اصلی اور سادہ کعبہ کو چھوڑ کر اس مکلّف و مرصع کعبہ کی طرف آنے لگیں گے اور مکّہ کا حج چھوٹ جائیگا چنانچہ ''صنعاً'' میں (جو یمن کا بڑا شہر ہے) اپنے مصنوعی کعبہ کی بنیاد رکھی اور خوب دل کھول کر روپیہ خرچ کیا۔ اس پر بھی لوگ اِدھر متوجہ نہ ہوئے۔ عرب کو خصوصاً قریش کو جب اس کی اطلاع ہوئی، سخت خشمگیں ہوئے کسی نے غصّہ میں آکر وہاں پاخانہ کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بعض عرب نے آگ جلائی تھی ہوا میں اُڑ کر اُس عمارت میں آگ لگ گئی ابرہہ نے جھنجھلا کر کعبہ شریف پر فوج کشی کردی۔ بہت سا لشکر اور ہاتھی اس ارادے سے چلا۔ کہ کعبہ کو منہدم کردے۔ درمیان میں جس عرب کے جس قبیلہ نے مزاحمت کی اُسے مارا اور مغلوب کیا۔

حضرت محمد ﷺ کے دادا عبدالمطلب اُس وقت قریش کے سردار اور کعبہ کے متولی اعظم تھے اُن کو خبر ہوئی تو فرمایا لوگو! اپنا بچاؤ کرلو، کعبہ جس کا گھر ہے وہ خود اُس کو بچالیگا ''ابرہہ''

راستہ صاف دیکھ کر یقین کرلیا کہ اب کعبہ کا منہدم کردینا کوئی مشکل کام نہیں، کیونکہ اُدھر سے کوئی مقابلہ کرنے والا نہ تھا۔ جب وادئ ''محسّر'' جو مکہ کے قریب جگہ ہے پہنچا تو سمندر کی طرف سبز اور زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے جانوروں کی ٹکڑیاں نظر آئیں۔ ہر ایک کی چونچ اور پنجوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں اُن عجیب وغریب پرندوں یا کبوتروں کے غول کے غول کنکریاں لشکر پر برسانے لگے۔۔ خدا کی قدرت سے وہ کنکر کی پتھریاں بندوق کی گولی سے زیادہ کام کرتی تھیں۔ جس کے لگتی، ایک طرف سے گھس کر دوسری طرف نکل جاتی۔ اور ایک عجیب طرح کا سمی مادہ چھوڑ جاتی۔ بہت سے وہیں ہلاک ہو گئے اور تمام لشکر کو کھائے ہوئے بھوس کی طرح کر دیا۔ یعنی جو بیل، گائے وغیرہ کھا کر آخور چھوڑ دیتے ہیں یعنی ایسے پراگندہ منتشر، مبتذل، بدصورت، نکمّال اور چُوراچُورا کر دیا۔

جو بھاگے وہ دوسری بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھا کر مرے۔ یہ واقعہ حضورﷺ کی ولادت شریف سے پچاس روز پہلے ہوا۔ بلکہ بعض کہتے ہیں کہ خاص اُسی روز آپؐ کی ولادت باکرامت ہوئی۔ گویا یہ ایک آسمانی نشان آپؐ کی آمد آمد کا تھا۔ اور ایک غیبی اشارہ تھا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فوق العادۃ حفاظت فرمائی اور تا قیامت اللہ تعالیٰ قائم رکھے گا۔

کچھ مفسرین نے یہ بھی فرمائے ہیں کہ جب تک کعبہ شریف قائم رہے گا قیامت نہیں آئے گی قیامت اُس وقت آئے گی جب اُسے اُٹھایا جائے گا۔

اسی طرح اس گھر کے سب سے مقدس متولی اور سب سے بزرگ پیغمبر کی حفاظت بھی اسی طرح کریگا۔ اور عیسائی یا کسی دوسرے مذہب کو یہ موقع نہ دیگا کہ وہ کعبہ اور کعبہ کے سچے خادموں کا استیصال کرسکیں

خسرو پرویز (شہنشاہ ایران) کے نام سردارِ دو جہاں کا خط

خسرو پرویز بڑی شوکت وشان کا بادشاہ تھا۔اس کی سلطنت میں دربار کو جو عظمت وجلال حاصل ہوا کبھی نہیں ہوا تھا۔خسرو پرویز شہنشاہ ایران کے نام جو نامہ مبارک حضرت عبداللہؓ بن حذافہ لے کر گئے تھے یہ تھا۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم من محمد رسول الله الیٰ کسریٰ عظیم فارس سلام علیٰ من اتبع الھدی و اٰمن بالله و رسوله و اشهد ان لا اله الا الله و انی رسول الله الی الناس کا فةً لینذر من کان حیا اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثم المجوس ترجمه

خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے محمدؐ پیغمبر کی طرف سے کسریٰ رئیس فارس کے نام سلام ہے اس شخص پر جو ہدایت کا پیرو ہو اور خدا اور پیغمبر خدا پر ایمان لائے اور یہ گواہی دے کہ خدا صرف ایک خدا اور یہ کہ خدا نے مجھ کو تمام دنیا کا پیغمبر مقرر کر کے بھیجا ہے تا کہ وہ ہر زندہ شخص کو خدا کا خوف دلائے تو اسلام قبول کر تو سلامت رہے گا ورنہ مجوسیوں کا وبال تیری گردن پر ہوگا۔

عجم کا طریقہ یہ تھا کہ سلاطین کو جو خطوط لکھتے تھے۔ان میں عنوان پر پہلے بادشاہ کا نام ہوتا تھا۔نامہ مبارک میں پہلے خدا کا نام اور پھر عرب کے دستور کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تھا خسرو نے اس کو اپنی تحقیر سمجھا اور بولا کہ میرا غلام ہو کر مجھ کو یوں لکھتا ہے۔پھر

نامۂ مبارک کو چاک کر ڈالا۔اور گورنر یمن کو جس کا نام باذان تھا فرمان بھیجا کہ کسی شخص کو حجاز بھیجو کہ اس نئے مدعی نبوت کو پکڑ کر میرے دربار میں لائے باذان نے دو شخصوں کو جن میں سے ایک کا نام بابویہ اور دوسرے کا خرخسرہ تھا۔مدینہ منورہ روانہ کیا ان دونوں نے بارگاہِ رسالت میں آ کر عرض کی کہ شہنشاہ عالم نے تم کو بلایا ہے اگر تعمیلِ حکم نہ کرو گے تو وہ تم کو اور تمہارے ملک کو برباد کر دے گا۔آپؐ نے فرمایا تم واپس جاؤ اور کہہ دینا کہ اسلام کی حکومت کسریٰ کے پایۂ تخت تک پہنچے گی۔یہ لوگ پیغام پہنچا کر یمن میں آئے تو خبر آئی کہ شیرویہ (خسرو پرویز کا بیٹا) نے خسرو پرویز کو قتل کر ڈالا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس گستاخِ رسول کو ہلاک کر دیا اور چند روز کے بعد خود سلطنتِ عجم کے پُرزے اُڑ گئے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسریٰ کو خط لکھا۔۔۔جسے پڑھ کر اس نے پھاڑ ڈالا۔۔۔ابن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ ابن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایران کے لئے یہ بددعا کی کہ اللہ ان کی حکومت کو پارہ پارہ کر دے۔۔۔(جیسے انہوں نے خط کو پارہ پارہ کیا)

محمد بن اسحاق کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے (حضرت) عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عسکری بن سعد بن سہم کو کسریٰ بن ہرمز شاہ فارس کے پاس خط دے کر بھیجا۔۔۔جس کا متن یہ تھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

نبی امی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے کسریٰ عظیم فارس کے نام "سلام ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہوئے یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا و لاشریک ہے۔۔۔اور یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

اس کا بندہ اور رسول ہے۔۔۔
اے کسریٰ! میں تجھے خدائی دعوت پہنچا رہا ہوں میں تمام نسل انسان کو عذاب آخرت سے ڈراؤں اور کافروں پر حجت قائم ہو جائے۔۔۔اے کسریٰ! تم ایمان لے آؤ امن میں رہو گے اگر تم ایمان نہ لائے تو سب مجوس کی گمراہی کے ذمہ دار ہو گے۔۔۔''
کسریٰ نے جب رسول خدا کا یہ خط دیکھا تو اسے پھاڑ کر پھینک دیا اور کہا: میرا غلام ہو کر مجھے ایسی تحریر بھیجتا ہے۔۔۔
محمد بن اسحاق کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے (خط پھاڑے جانے کا ذکر سن کر) فرمایا خدا نے اس کے ملک کے ٹکڑے کر دیئے جیسے اس نے میرے خط کے ٹکڑے کئے ہیں۔۔۔
بعد ازاں کسریٰ نے فرمانروائے یمن باذان کو یہ حکم بھیجا کہ حجاز میں ظاہر ہونے والے اس شخص (نبی ﷺ) کے پاس دو طاقتور آدمی بھیجو جو اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں۔۔۔تو باذان نے اپنے معتمد خاص ابابوہ کو جو اس کا نگران منشی تھا کسریٰ کا خط دے کر بھیجا اور خرخسرو نامی ایک آدمی بھی اسے ساتھ دیا۔۔۔اور رسول کریم ﷺ کو حکم نامہ بھیجا کہ آپ ان کے ساتھ کسریٰ کے دربار میں حاضر ہو جائیں۔۔
یہ دونوں آدمی روانہ ہوئے۔۔۔یمن پہنچے۔۔۔وہاں ان کی چند قریشی لوگوں سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کے متعلق ان سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ آپ مدینہ طیبہ چلے گئے ہیں۔۔۔پھر وہ قریشی خوش ہو کر ایک دوسرے سے کہنے لگے مبارک ہو اب بادشاہوں کے بادشاہ کسریٰ نے اسے پکڑنے کا فرمان جاری کر دیا اب تمہارا کام تو ہو گیا۔۔۔۔
پھر دونوں وہاں مدینہ پہنچے۔۔۔ابابوہ نے رسول کریم ﷺ سے کہا کہ باشاہوں کے بادشاہ کسریٰ نے باذان بادشاہ کو فرمان بھیجا ہے کہ آپ کے پاس آدمی بھیجے جائیں جو آپ کو لے کر

کسریٰ کے پاس پہنچیں۔۔۔تو اس کام کے لئے میں آیا ہوں تا کہ آپ میرے ساتھ چلیں ۔۔۔اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو باذان آپ کی حمایت میں کسری کے نام خط لکھ دے گا اور آپ سزا سے بچ جائیں گے۔ورنہ آپ جانتے ہیں کہ وہ آپ کو آپ کے ساتھیوں سمیت ہلاک کردے گا۔اور تمہارا علاقہ برباد کرڈالے گا۔۔

جب وہ دونوں رسول پاک ﷺ کے پاس آئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں اور لمبی مونچھیں رکھی ہوئی تھی۔۔۔

آپ ؐ نے فرمایا:

''تمہاری بربادی ہو تمیں ایسا حلیہ بنانے کا حکم کس نے دیا ہے؟''

کہنے لگے، ہمیں ہمارے رب یعنی کسریٰ نے یہ حکم دیا ہے۔۔۔۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا

''مگر میرے رب نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم دیا ہے۔۔۔۔''

پھر آپ نے ان سے فرمایا: اب تم چلے جاؤ۔۔ کل میرے پاس آنا!''

ادھر رسول کریم کے پاس آسمان کے پاس خبر آ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کیا اور اس نے اس فلاں ماہ میں فلاں رات کو اتنے بجے قتل کر دیا ہے۔۔۔

آپ نے ان فرستادوں کو بلا کر کسریٰ کے قتل سے آگاہ کیا۔۔۔

وہ کہنے لگے:

''تم کو معلوم ہے کیا کہہ رہے ہو؟ ہم اس بری خبر کا تم سے بڑی آسانی کے ساتھ انتقام لے سکتے ہیں۔۔کیا ہم اپنے فرمانروا کو تمہارے حوالے سے یہ خبر پہنچا دیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اسے میری طرف سے اطلاع کر دو اور اسے یہ بھی کہہ دو کہ میرا دین اور میری حکومت عنقریب کسریٰ کی ساری سلطنت کو اپنی آغوش میں لینے والا ہے۔۔۔ اور جہاں تک انسانوں کے پاؤں اور گھوڑوں کے سم پہنچ سکتے ہیں وہاں تک میرا دین بھی جا پہنچے گا۔ اور اسے یہ بھی کہہ دو کہ اگر تم اسلام لے آؤ تو میں تمہاری ہاتھ رہنے دوں گا اور اپنی قوم کے تم ہی فرمانروا ہو گے۔۔۔‘‘

پھر آپ ﷺ نے خر خسرو کو ایک ہمیانی دی جس میں کچھ سونا چاندی تھی اور وہ کسی بادشاہ نے آپ کو ہدیہ بھیجی تھی۔۔۔ چنانچہ وہ دونوں یہاں سے رخصت ہو کر فرمانروئے یمن باذان کے پاس پہنچے اور اسے سارا ماجرا کہہ سنایا۔۔۔ وہ کہنے لگا خدا کی قسم! یہ کسی بادشاہ کا کلام نہیں ہو سکتا اور میں سمجھتا ہوں کہ اپنے دعویٰ کے مطابق یہ نبی ہے اور ہم اس کی خبر کی تصدیق کے منتظر ہیں۔۔۔ اگر وہ صحیح ثابت ہوئی تو پھر اس میں کچھ کلام نہیں کہ وہ سچا رسول ہے۔۔۔ اور اگر خلاف واقعہ نکلی تو پھر ہم اس کے بارے میں کچھ سوچیں گے۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھی کہ شیرویہ کی طرف سے باذان کو یہ خط آ پہنچا۔۔

امابعد! میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور اس لئے کیا ہے کہ وہ اہل فارس کے شرفاء کے قتل کا خوگر تھا اور ان کے لشکروں کو ناحق تباہ کر رہا تھا۔۔۔ جب تمہارے پاس میری تحریر پہنچے تو اپنے اہل ملک سے میری اطاعت کو عہد لو اور جس حجازی شخص کے بارے میں کسریٰ نے تمہیں خط میں پیغام بھیجوایا تھا اس کے بارے میں میری طرف سے دوسرا آرڈر آنے تک کچھ اقدام نہ کیا جائے۔

شیرویہ کے یہ تحریر پڑھ کر باذان پکار اٹھا کہ بلاشک یہ آدمی سچا رسول ہے تو اسی وقت فرمانرائے یمن نے کلمہ اسلام پڑھ لیا اور اس کے ہاں جتنے اہل فارس رہتے تھے وہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔۔۔

صحابہ کرامؓ کی گستاخی کرنے کا انجام۔

حضرت مولانا امیر علی ملیح آبادی تحریر فرماتے ہیں۔

تقریباً دس سال کی بات ہے کہ عظیم آباد میں ایک سنی اور ایک شیعہ میں گہری دوستی تھی۔ سنی حج کا ارادہ کیا اور شیعہ دوست سے ملنے گیا اس نے ایک درخواست کی اور کہا کہ ''تم سے کہنے کی ہمت نہیں پڑتی۔''

سنی کے اصرار پر پوشیدہ رکھنے کا وعدہ لے کر کہا کہ ''میری جانب سے دربار رسالت میں عرض کرنا کہ حضرت فلاں شخص عرض کرتا ہے۔ کہ میری دلی تمنا ہے کہ زیارت کے لئے حاضر ہوں، مگر ایک وجہ سے حاضر نہیں ہوسکتا کہ آپ ﷺ کے دو دشمن (معاذ اللہ) آپؐ کے پہلو میں مدفون ہیں۔''

سنی کو ذرا تامل ہوا تو اس نے کہا کہ ''اس میں تمہارا کیا حرج ہے؟ یہ پیغام تو میری جانب سے ہے۔'' بہر حال اس کو راضی کیا۔ حج کے بعد جب روضہ اقدس کے زیارت سے فارغ ہو چکا تو دوست کا پیغام دیا۔ مگر موقعہ نہ ملا۔ آخر قافلہ کی روانگی کا وقت قریب آ گیا تو ایک رات بڑی ہمت کر کے لرزتے ہوئے معذرت کے ساتھ دوست کا پیغام عرض کرنے کی کوشش کی۔ وہ پیغام جس کو زبان پر لانا کیا، اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ دل پر ایسا خوف و لرزہ طاری ہوا کہ بے ہوش ہو گیا۔

اسی حالت میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک جگہ تشریف فرما ہیں۔ حضور ﷺ کی داہنے جانب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حمائل بگرون کھڑے ہیں اور بائیں طرف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہاتھ میں تلوار لئے کھڑے ہیں اور دور پرے ایک جانب وہی شیعہ دوست موجود ہے۔ حضور ﷺ نے سنی کو بلا کر فرمایا کہ ''اسی شخص نے تم سے وہ پیغام کہلایا تھا؟''

اس نے عرض کیا ''ہاں یارسول اللہ! یہ وہی شخص ہے۔''
حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ارشا فرمایا۔ انہوں نے حکم پاتے ہی اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔ سر لڑھک کر ایک پرنالہ میں پہنچ گیا۔ ہوش میں آیا اس کی عجیب حالت تھی۔ کسی طرف قیام گاہ پر پہنچا اور تاریخ یاد کر لی
وطن پہنچنے کے بعد اس واقعہ کا تذکرہ مولانا خدا بخش مرحوم سے کیا اور اطمینان ہونے پر دوست کے مکان پر ملنے گیا۔ اس کو دیکھتے ہی بیوی بچے روتے ہوئے آئے اور واقعہ بیان کیا کہ ''تمہارے دوست کا عجیب حال ہوا۔ ایک دن بیت الخلا گئے ہوئے تھے کوئی دشمن موری کے راستہ اندر پہنچ کر ان کو قتل کر گیا۔ اور سر حوض میں اور بدن قدمچہ میں ڈال دیا۔ صبح لوگوں کو اطلاع ہوئی مگر آج تک قاتل کا سراغ نہ ملا۔''
دونوں واقعات کے تاریخوں کے موازنہ سے ایک ہی تاریخ معلوم ہوتی ہے۔

صحابہ کرامؓ کا گستاخ کے موت کے بعد کا انجام۔

علامہ ابن حجر مکی کمال ابن قدیم کے تاریخ حلب سے نقل کرتے ہیں کہ جب حلب میں ابن المنیر کا انتقال ہوا تو حلب کے چند نوجوان ایک دن بغرض تفریح نکلے۔ آپس میں گفتگو کرنے لگے۔ کہ ''سنا گیا ہے کہ جو شخص حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو برا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبر میں مسخ کر کے خنزیر بنا دیتا ہے۔ اور بے شک ابن المنیر اس فعل قبیح کا مرتکب ہوتا تھا۔ آؤ دیکھا جائے کہ کیا یہ سچ بات
ہے؟''

انہوں نے متفق الرائے ہو کر قبر کھودی تو سچ مچ ابن المنیر خنزیر کے شکل میں قبلہ کی طرف سے پھر کر پڑا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے عبرت کے لئے اس کی لاش باہر نکالی۔ پھر اس کو جلایا اور قبر میں ڈال کر مٹی سے ڈھک دیا۔ (الزواجر ج ۲ صفحہ ۱۹۳)

فرشتے کو سزا

ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم! میں نے ایک عجیب وغریب واقعہ دیکھا ہے۔'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا: ''وہ واقعہ کیا ہے؟'' جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم! مجھے کوہ قاف جانے کا اتفاق ہوا، مجھے وہاں آہ وفغاں رونے چلانے کی آوازیں سنائی دیں۔ جدھر سے آوازیں آرہی تھیں میں اُدھر کو گیا۔ تو مجھے ایک فرشتہ دکھائی دیا۔ جس کو پہلے میں نے اس سے پہلے آسمان پر دیکھا جو کہ اس وقت بڑے اعزاز واکرام سے رہتا تھا۔

وہ ایک نورانی تخت پر بیٹھا رہتا، ستر ہزار فرشتے اس کے گرد صف بستہ کھڑے رہتے تھے۔ وہ فرشتہ سانس لیتا تو اللہ تعالیٰ اس سانس کے بدلے ایک فرشتہ پیدا کر دیتا تھا۔ لیکن آج میں نے اس فرشتہ کو کوہ قاف کی وادی سرگرداں و پریشان آہ وزاری کنندہ دیکھا ہے۔ میں نے اس پوچھا کیا حال ہے اور کیا ہو گیا ہے؟ اس نے بتایا! معراج کی رات جب میں اپنے نورانی تخت پر بیٹھا تھا میرے قریب سے اللہ تعالیٰ کے حبیب نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم گزرے تو میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی تعظیم وتکریم کی پرواہ نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ کو میری یہ ادا، یہ بڑائی پسند نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ذلیل کر کے نکال دیا۔

پھراس نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام اللہ کے دربار میں میری سفارش کردو۔ کہ اللہ اس غلطی کو معاف فرمائے۔ اور مجھے بحال کردے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلّم! میں نے اللہ تعالیٰ کے دربارِ بے نیاز میں نہایت عاجزی کے ساتھ معافی کی درخواست کی۔ دربارِ الٰہی سے ارشاد ہوا اے جبرائیل علیہ السلام! اس فرشتہ کو بتادو اگر یہ معافی چاہتا ہے تو میرے نبی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود پاک پڑھے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! جب میں اس فرشتہ کو فرمانِ الٰہی سنایا تو وہ سنتے ہی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ گرامی پر درود پڑھنے میں مشغول ہوگیا اور پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے بال و پر نکلنا شروع ہوگئے اور پھر وہ ذلت و پستی سے اُڑ کر آسمان کی بلندیوں میں جا پہنچا اور اپنی مسند یعنی تخت پر براجمان ہوگیا۔

(معارج النبوۃ، جلد۱ صفحہ۳۱۷)

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حکیم بن ابوالعاص کا انجام

حکیم بن ابوالعاص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا اور جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کچھ ارشاد فرماتے۔ تو وہ اپنا منہ ٹیڑھا کرتا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دیکھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی زبان پر یہ جملہ جاری کردیا:

''کُن کذالِکَ''

تو ایسا ہی ہو جا۔

پھر اس گستاخ کا منہ مرتے دم تک سیدھا ہوا ہی نہیں

بنی مخزوم کا ایک گستاخ کا انجام

معتمر بن سلیمان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مخزوم کا ایک آدمی ہاتھ میں پتھر اٹھائے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مارنے کے لئے آیا۔۔اس وقت آپ اپنی جبین نیاز در توحید پر رکھے ہوئے تھے۔۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تا کہ سجدے ہی میں آپ کا سر پتھر سے کچل دے۔

''فیبست یدہ علی الحجر فلم یستطع ارسال الفھر من یدہ۔۔۔''

مگراس کا ہاتھ پتھر کے ساتھ چمٹ گیا اور کوشش کے باوجود جدا نہ ہوسکا۔۔تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا انہوں نے کہا تم بزدل ہو کر لوٹ آئے ہو؟ کہنے لگا میں نے بزدلی نہیں دکھائی مگر یہ ہاتھ سے چمٹ گیا ہے اور کوشش کے باوجود جدا نہیں ہوا۔ وہ بڑے حیران ہوئے۔دیکھا تو واقعی اس کی انگلیاں پتھر کے ساتھ چمٹ گئی تھیں۔ انہوں نے بڑی کوشش کے بعد انگلیاں چھڑوائیں

(حوالہ دلائل النبوۃ)

ابوجہل کی دشمنی

ابنِ اسحاق وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سجدہ میں تھے کہ ابوجہل لعین ایک پتھر لے کر چلا۔۔۔اس نے چاہا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلّم پر پتھر مارے۔تو پتھر اس کے ہاتھ میں چپک کر رہ گیا اور اس کے دونوں ہاتھ خشک ہو کر

رہ گئے اور وہ کچھ نہ کر سکا۔ پھر وہ الٹے قدم جانب پشت پلٹ گیا اور اس کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے درگزر فرمانے کی دعا مانگی جس سے اس کے دونوں ہاتھ کھل گئے۔

گستاخِ رسول ﷺ کے لئے ۳۰ دُرّے

حضرت امام مالکؒ کے سامنے کسی نے یہ کہہ دیا کہ مدینہ کی مٹی خراب ہے۔ یہ سن حضرت موصوف نے یہ فتویٰ دیا کہ اس گستاخ کو تیس دُرّے لگائے جائیں۔ اور اس کو قید میں ڈال دیا جائے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اس شخص کو قتل کر دینے کی ضرورت ہے جو یہ کہے کہ مدینہ کی مٹی اچھی نہیں ہے۔

تعظیم جس نے دل سے کی آپؐ کے نام کی۔ خالق نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

اے جنت تجھ میں حور وقصور رہتے ہیں میں نے مانا ضرور رہتے ہیں

میرے دل کا طواف کر جنت میرے دل میں حضو ﷺ رہتے ہیں

مغرور گستاخ کا انجام

ایک صحابیؓ فرماتے ہیں۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھانا شروع کیا۔

”فقال کل بیمینک“

آپ ﷺ نے فرمایا۔ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔

”قال لا استطیع“

اس غرور شخص نے کہا۔ میں اس سے کھا نہیں سکتا۔ چونکہ اس نے غرور سے ایسا کہا تھا۔

"قال لا استطعت مامنعہ الا الکبر"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔۔۔

چنانچہ اس کے ساتھ ایسا ہوا۔۔۔ کہ وہ دائیں ہاتھ کو اٹھا کر واقعی اپنے منہ تک نہیں لے جا سکتا تھا اور موت تک اس گستاخ کا یہی حال رہا۔

(صحیح مسلم، مسند احمد)

کاتب وحی مرتد کا انجام

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص جو نبی کریم ﷺ کی وحی لکھتا تھا مرتد ہو گیا اور مشرقوں سے جاملا نبی کریم ﷺ کو اس کے بارے میں یہ اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو زمین قبول نہیں کرے گی۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ اب طلحہؓ نے جو میری ماں کے شوہر تھے مجھ کو بتایا کہ جب میں اس مقام پر پہنچا جہاں اس شخص کے موت و تدفین ہوئی تھی۔ تو دیکھا کہ وہ قبر سے باہر پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا کہ قبر سے باہر پڑا ہوا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس شخص کو کئی بار دفن کر کے چلے گئے اور جب آ کر دیکھا تو باہر پڑا ہوا پایا۔ آخر تنگ آ کر ہم نے اس دفن کرنا ہی چھوڑ دیا

(بخاری، مسلم)

ابوجہل کا انجام

۱۔ روایت ہے کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان کے ڈنکے بجنے لگے۔ تو ابوجہل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو شہید کرنے کی تدبیریں سوچتا رہتا۔ آخر کار اس راندۂ درگارہ کے ذہن میں ایک تدبیر آئی کہ کیوں نہ اپنے گھر کے دروازے پر ایک کنواں کھودوں۔ کنوئیں کے منہ کو گھاس اور مٹی سے بھر دوں اور خود بیمار بن کر لیٹ جاؤں۔
میری علالت کی خبر سن کر رحمت دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میری عیادت کو ضرور آئیں گے۔ اس طرح معاذ اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کنوئیں میں گر جائیں گے ہم اوپر سے مٹی ڈال کر کنوئیں کو بند کر دیں گے۔ اس طرح معاذ اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شہید ہو جائیں گے۔ کفار قریش کو یہ تجویز پسند آئی۔ ابوجہل نے تجویز کے مطابق کنواں کھدوایا اور خود بیمار بن کر لیٹ گیا۔

سید الشاہدین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب یہ سنا کہ ابوجہل سخت بیمار ہے۔ اپنے خلق عظیم کی وجہ سے اس کی عیادت و خبر گیری کے لئے تشریف لے گئے۔ ابوجہل لعین کے دروازے پر پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کی، اے اللہ کے محبوبؐ! واپس تشریف لے جائیے۔ آگے ابوجہل نے کنواں کھودا ہے۔

ابوجہل کو جب معلوم ہوا کہ جان دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لا کر واپس جا رہے ہیں۔ اس نے بستر سے ایک لمبی چھلانگ لگائی تیزی سے دوڑا تا کہ پکڑ کر کنوئیں میں دھکیل دوں جلد بازی میں خود کنوئیں میں گر پڑا۔ کفار نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح اسے کنوئیں سے نکالیں لیکن وہ ابوجہل کو نہ نکال سکے۔

آ کر کنوئیں کی گہری تہہ سے وہ خود ہی پکارا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بلاؤ

اس ذلت ورسوائی سے صرف وہی مجھے نکال سکتے ہیں صاحب جودوکرم ﷺ نے اس دشمن خدااور رسول سے کنوئیں کی منڈیر پر کھڑے ہوکر فرمایا: اگر تجھے کنوئیں سے نکال باہر کردوں تو کیا توحید رسالت پر ایمان لے آؤ گے؟ ابوجہل نے کہا ضرور ایمان لے آؤں گا۔ مگر مجھے فوراً اس سے باہر نکالئے۔ جان دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے دست مبارک بڑھایا اور ابوجہل کو باہر نکالا۔ آتے ہی کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم ! تجھ سے بڑا جادوگر آج تک میں نے نہیں دیکھا (معاذ اللہ)

۲۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ابوجہل نے پوچھا کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم سجدہ کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ یہ سن کر اس ملعون نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں اسے سجدہ کرتے دیکھوں تو میں اس کی گردن کو مسل دوں یا اس کا منہ مٹی میں خاک آلودہ کردوں۔ پھر ایک دن جب کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نماز پڑھ رہے تھے اس نے ارادہ کیا کہ گردن مبارک پر چڑھ جائے لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ پیچھے کو بھاگا جارہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ تو اس بدبخت نے جواب دیا میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کے درمیان آگ کے خندق ہے اور خوف ہے۔

یہ سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا! اگر یہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیتے۔

سراقہ کا انجام

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے مکہ معظّمہ سے ہجرت فرمائی اور سراقہ نامی کافر نے آپ ﷺ کا تعاقب کیا۔ جب قریب پہنچ گئے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم

سے کہنے لگا۔ اب آپ ؐ کو کون بچائے گا؟

حضور ﷺ نے فرمایا: جبار و قہار وہی میری حفاظت کرے گا۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہم نے زمین کو آپ ؐ کا مطیع کر دیا۔ آپ ؐ جو چاہیں زمین کو حکم دیجئے۔ زمین آپ ؐ کی حکم کی تابعداری کرے گی۔

'' فقال یارض خذیہ فاخذت ارجل جوادہ الی الرکبۃ''

ترجمہ: ''اے زمین پکڑ لے۔۔۔ زمین نے سراقہ کے پاؤں پکڑ لئے اور گھٹنوں تک دھنس گیا''

جب سراقہ زمین میں دھنس گیا سراقہ ایڑ لگائی مگر گھوڑے نے حرکت نہ کی۔ آخر مجبور ہو کر عرض کرنے لگا۔ حضور ﷺ! مجھے امان دیجئے اور اس مصیبت سے جان چھڑائیے میں واپس چلا جاؤں گا اور کسی کو آپ ؐ کے بارے میں خبر نہ دوں گا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلّم نے فرمایا

'' یا ارض اطلقیہ فاطلقت جوادہ۔ ''

ترجمہ: ''اے زمین چھوڑ دے'' زمین نے سراقہ کو چھوڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے کا انجام

حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک یہودی اور ایک منافق میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا یہودی چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ہو۔ میں اسے حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں لے چلوں۔ چنانچہ وہ کوشش کر کے اسے حضور ﷺ کی بارگاہ عدالت میں لے آیا۔ اور حضور نے واقعات سن کر

فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔وہ منافق یہودی سے کہنے لگا کہ میں تو عمرؓ کے پاس چلوں گا۔اوران کا فیصلہ منظور کرلوں گا۔ یہودی بولا ! عجب اُلٹے آدمی ہو،کوئی بڑی عدالت سے ہوکر چھوٹی عدالت میں بھی جاتا ہے۔جب تمہارے پیغمبرﷺ فیصلہ دے چکے۔تو اب عمرؓ کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر وہ منافق نہ مانا۔اوراس یہودی کو لے کر حضرت عمرؓ کے پاس آیااور حضرت عمرؓ سے فیصلہ طلب کرنے لگا۔یہودی بولا! جناب پہلے یہ بات سن لیجئے کہ ہم اس سے قبل محمدﷺ سے فیصلہ لے آئے ہیں اور انھوں نے فیصلہ میرے حق میں فرمادیا ہے۔مگر یہ شخص اس فیصلہ سے مطمئن نہیں اوراب یہاں آپ کے ہاں آ پہنچا ہے ۔حضرت عمرؓ نے یہ بات سنی۔تو منافق سے پوچھا،کیا یہودی جو کچھ بیان کررہا ہے درست ہے؟ منافق نے کہاہاں۔سرکاﷺ اس کے حق میں فیصلہ کر چکے ہیں۔فاروق اعظم نے فرمایا،اچھاٹھہرو میں ابھی آیااور ابھی تمہارا فیصلہ کرتا ہوں۔یہ کہہ کرآپ اندرتشریف لے گئے۔پھرایک تلوار لے نکلے اوراس منافق کی گردن یہ کہتے ہوئے اڑادی کہ جو حضورﷺ کا فیصلہ نہ مانے،اس کا فیصلہ یہ ہے۔

حضورﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا واقعی عمرؓ کے تلوار کسی مومن پر نہیں اُٹھتی۔پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمادی۔فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم۔(النساء ٦٥)

امیہ بن خلف کا انجام

امیہ بن خلف بن وہب بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کا دشمن اور گستاخ تھا۔امیہ بن خلف حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کو دیکھتا تو آنکھ سے اشارے کرتا اور حضرت محمد صلی اللہ

علیہ والہ وسلّم کی گستاخی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی عادات کے بیان میں یہ سورۃ نازل فرمائی۔

ویل لکل ھمزۃ لمزۃ الذی جمع مالا وعددہ، یحسب انّ مالہ اخلدہ، کلاّ لینبذنَّ فی الحطمۃ، وما ادراک ما الحطمۃ نار اللہ الموقدۃ، التی تطلع علی الافئدۃ، انّھا علیھم موصدۃ، فی عمد ممددہ (الھمزۃ)

ترجمہ: ''بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا اور غیبت کرنے والا ہو۔ جو مال جمع کرتا جائے اور گنتا جائے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا۔ ہرگز نہیں یہ تو ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تجھے کیا معلوم کہ ایسی آگ کیا ہوگی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی لگائی ہوئی آگ ہوگی جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی۔ اور ان پر بڑے بڑے ستونوں میں ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔''

امیہ بن خلف کی موت بڑی عبرتناک ہے۔ جنگ بدر میں ۷۰ کے قریب قریش مکہ کے آدمی قتل ہوئے اور ۷۰ کے قریب ہی گرفتار ہوئے۔ قید ہونے والوں میں امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا علی بھی شامل تھا ان دونوں باپ بیٹے کو حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے گرفتار کیا تھا۔ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ دونوں کو گرفتار کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کی خدمت میں لے جا رہے تھے کہ حضرت بلالؓ کی ان پر نظر پڑ گئی۔ انہیں دیکھتے ہی حضرت بلالؓ ان کی طرف لپکے اور پکار کر کہا۔

''اے کفر کے سر۔ آج تو مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ آج یا میں زندہ رہوں گا یا تو زندہ رہے گا۔'' حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کہا کہ یہ میرا قیدی ہے۔ مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نہ مانے اور حضرت بلالؓ نے انصار کو آواز دے کر بلایا اور وہی بات کہی '' آج یا یہ زندہ رہے گا یا میں زندہ رہوں گا۔ یہ کفر کا سر ہے۔

"

چنانچہ حضرت بلالؓ اوران کے انصار ساتھیوں نے ہم کو گھیرے میں لے لیا اور امیہ بن خلف اوراس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔حضرت عبدالرحمان بن عوف بیان کرتے ہیں کہ امیہ بن خلف نے مرنے سے پہلے ایسی دردناک چیخ ماری جو میں نے پہلے ایسی چیخ کبھی نہیں سنی تھی ۔اس طرح رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ یہ بھی اصحاب رسولؐ کے ہاتھوں مارا جائے گا۔

اخنس بن شریق کا انجام

اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی حلیف بنی زہرہ کا شمار رؤسائے عرب میں ہوتا تھا۔اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جس کی باتیں سنی جاتی تھیں۔لیکن یہ شخص رسول دشمنی میں صف اول کے لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بارے میں زبان درازی اور طعن گوئی کرتا تھا۔

اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں

ولا تطع کلّ حلاّ ف مّھینٍ ھمازٍ مّشآ بنمیم ، منّاعٍ للخیر معتدٍ اَثیمٍ ،عتلّ بعد ذلک زنیم ۔

(القلم)

ترجمہ: ''اور کسی ایسے شخص کا کہا نہ ماننا۔ جو زیادہ قسمیں کھانے والا ہو۔ بے وقار، کمینہ، عیب گو، چغل خور، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے جانے والا گنہگار، گردن کش اور ساتھ ہی بے نسب ہو۔''

نضر بن حارث کا انجام

قریش مکہ میں نضر بن حارث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی ایک نہایت ہی بدذات اور شریر شخص تھا اس نے وطیرہ اختیار کر رکھا تھا کہ جب رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وا لہ وسلم قریش کے مجمع میں وعظ و نصیحت فرماتے اور پچھلی امتوں پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے جو عذاب آئے ان کا ذکر فرماتے اور جب رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وا لہ وسلّم مجمع سے تشریف لے جاتے تو یہ شخص قریش کے مجمع میں بیٹھ کر رستم اور اسفندیار اور شاہان فارس کے قصے بیان کرتا اور کہتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وا لہ وسلّم کی باتیں میری باتوں سے بہتر نہیں ہیں (نعوذ باللہ) جیسے قصے کہانیاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وا لہ وسلّم نے لکھ رکھے ہیں۔ ایسے ہی میں نے بھی لکھ رکھے ہیں (نعوذ باللہ)
نضر بن حارث کی اس لاف زنی کے متعلق مندرجہ ذیل آیات قرآنی نازل ہوئیں۔

وقالوأساطیر الاوّلین اکتتبھا فھی تملی علیہ بکرۃً واصیلا ، قل انزلہ الّذی یعلم السر فی السموات والارض انہ کان غفورارّحیما۔ (الفرقان)

ترجمہ: ’’اور یہ بھی کہا کہ یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں جو اس نے لکھا رکھے ہیں۔ پس وہی صبح وشام اس کے سامنے پڑھے جاتے ہیں۔ کہہ دیجیئے کہ اسے تو اللہ نے اتارا ہے جو آسمان و زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے بے شک وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔‘‘

سیرت ابن ہشام میں ہے کہا کہ ایک روز رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ولید بن مغیرہ کے ساتھ مسجد الحرام میں تشریف فرماتھے کہ اتنے میں نضر بن حارث بھی آ گیا اور مجلس میں بیٹھ گیا اور اس کے علاوہ اور لوگ بھی وہاں مجلس میں بیٹھے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے گفتگو شروع فرمائی۔ نضر بن حارث نے دخل اندازی کرنی چاہی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو سخت تنبیہہ فرمائی اور یہ آیات پڑھیں

انکم و ما تعبدون من دون الله حصب جهنم انتم لها واردون ، لو كان هولاء الهة ما وردوها و كلّ فيها خالدون ، لهم فيها زفير و هم فيها لا يسمعون.

ترجمہ : ’’تم اللہ کے سوا جن جن کی عبادت کرتے ہو سب دوزخ کا ایندھن بنو گے۔ تم سب دوزخ میں جانے والے ہو۔ اگر یہ (سچے) معبود ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے اور سب کے سب اسی میں رہنے والے ہیں۔ وہ وہاں چلا رہے ہوں گے اور وہاں کچھ بھی نہ سن سکیں گے۔‘‘

سیرت بن ہشام میں ہے کہ عبداللہ بن زبعری سہمی اس مجلس میں آ کر بیٹھ گیا اور ولید بن مغیرہ نے اس سے کہا کہ خدا کی قسم کہ اس وقت نضر بن حارث محمد ﷺ کے سامنے نہیں ٹھہر سکا اور محمد ﷺ نے کہا ہے کہ:

تم اور تمہارے معبود سب جہنم کا ایندھن ہیں۔
نضر بن حارث جنگ بدر میں شریک ہوا۔ اور ۷۰ آدمی گرفتار ہوئے تھے ان میں نضر بن حارث بھی شامل تھا مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حکم سے اس کو قتل کر دیا گیا۔ حضرت علیؓ نے اس کی گردن ماری۔ (سیرۃ النبی)

ابی بن خلف کا انجام

فرعون کو تو ہر شخص جانتا ہے کہ کس درجہ کا کافر تھا حتیٰ کی خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور ہامان اس کے وزیر کا نام ہے اور اُبیّ بن خلف مکہ کے مشرکین میں سے بڑا سخت دشمن اسلام تھا ہجرت سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک گھوڑا پالا ہے اس کو بہت کچھ کھلاتا ہوں اس پر سوار ہو کر (نعوذ باللہ) تم کو قتل کروں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے ایک مرتبہ اس سے فرمایا تھا کہ ان شاء اللہ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا۔ اُحد کی لڑائی میں وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تلاش کرتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر وہ آج بچ گئے تو میری خیر نہیں۔ چنانچہ حملہ کے ارادہ سے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب پہنچ گئے۔ صحابیؓ نے ارادہ بھی فرمایا کہ دُور ہی سے اس کو نمٹا دیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آنے دو جب وہ قریب ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک صحابیؓ کے ہاتھ سے برچھا لے کر اس کو مارا جو اس کی گردن پر لگا۔ اور ہلکا سا خراش اس کی گردن پر آ گیا مگر اس کی وجہ سے گھوڑے سے لڑھکتا ہوا گرا اور کئی مرتبہ گرا۔ اور بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں پہنچ گیا اور چلاّتا تھا کہ خدا کی قسم مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قتل کر دیا کفار نے اس کو اطمینان دلایا کہ معمولی خراش ہے کوئی فکر کی بات نہیں مگر وہ کہتا تھا کہ محمد ﷺ نے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مر جاتا۔ لکھتے ہیں کہ اس کی

چلاّنے کی آواز ایسی ہوگئی تھی جیسا کہ بیل کی ہوتی ہے۔ابوسفیان نے جو اس لڑائی میں بڑے زوروں پر تھا۔اس کو شرم دلائی کہ اس ذراسی خراش سے اتنا چلاّ تا ہے۔اس نے کہا تجھے خبر بھی ہے کہ یہ کس نے ماری ہے یہ محمدﷺ کی مار ہے۔مجھے اس سے جس قدر تکلیف ہو رہی ہے لات وعزیٰ (دومشہور بتوں کے نام ہیں) کی قسم اگر یہ تکلیف سارے حجاز والوں کو تقسیم کردی جائے تو سب ہلاک ہوجائیں۔محمد صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔میں نے اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ میں ان کے ہاتھ سے ضرور مارا جاؤں گا۔میں ان سے چھوٹ نہیں سکتا اگر وہ اس کہنے کے بعد مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں اُس سے بھی مرجاتا۔چنانچہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے ایک دن پہلے وہ راستہ میں مرگیا۔ ہم مسلمانوں کے لیے نہایت غیرت اور عبرت کا مقام ہے کہ ایک کافر پکے کافر اور سخت دشمن کو تو حضورؐ کے ارشاد کے سچا ہونے کا اس قدر یقین ہو کہ اس کو اپنے مارے جانے میں ذرا بھی تردّد یا شک نہ تھا لیکن ہم لوگ حضورﷺ کو نبی ماننے کے باوجود حضورﷺ کو سچا ماننے کے باوجود حضورﷺ کے ارشادات کو یقینی کہنے کے باوجود حضورﷺ کے ساتھ محبت کے دعوے کے باوجود حضورﷺ کی امّت میں ہونے پر فخر کے باوجود کتنے ارشادات پر عمل کرتے ہیں اور جن چیزوں میں حضورﷺ نے عذاب بتائے ہیں ان سے کتنا ڈرتے ہیں کتنا کانپتے ہیں یہ ہر شخص کے اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنے کی بات ہے۔کوئی دوسرا کسی کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے۔ابنِ حجرؒ نے کتاب الزّواجر میں قارون کا بھی فرعون وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور لکھا کہ ان کے ساتھ حشر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اکثر ان ہی وجوہ سے نماز میں سستی ہوتی ہے جو ان لوگوں میں پائی جاتی تھیں۔پس اگر اس کی وجہ مال ودولت کی کثرت ہے تو قارون کے ساتھ حشر ہوگا۔اور اگر حکومت وسلطنت ہے تو فرعون کے ساتھ۔اور وزارت (یعنی ملازمت یا مصاحبت) ہے تو ہامان کے ساتھ اور تجارت ہے تو اُبی بن خلف کے

ساتھ اور جب ان لوگوں کے ساتھ اس کا حشر ہو گیا تو پھر جس قسم کے بھی عذاب احادیث میں وارد ہوئے خواہ وہ حدیثیں متکلّم فیہ ہوں ان میں کوئی اشکال نہیں رہا کہ جہنّم کے عذاب سخت سے سخت ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کو اپنے ایمان کی وجہ سے ایک نہ ایک دن ان سے خلاصی ہو جائے گی اور وہ لوگ ہمیشہ کے لیے اس میں رہیں گے لیکن خلاصی ہونے تک کا زمانہ کیا کچھ ہنسی کھیل ہے نہ معلوم کتنے ہزار برس ہوں گے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کاندھلوی
(فضائل اعمال)

حضرت صفیہؓ کے ہاتھوں ایک یہودی کا انجام

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی پھوپی اور حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں احد کی لڑائی میں شریک ہوئیں اور جب مسلمانوں کو کچھ شکست ہوئی اور بھاگنے لگے تو برچھا اُن کے منہ پر مار مار کر واپس کرتی تھیں۔ غزوۂ خندق میں حضور اقدس نے سب مستورات کو ایک قلعہ میں بند فرما دیا تھا اور حضرت حسان بن ثابتؓ کو بطور محافظ کے چھوڑ دیا تھا۔ یہود کے لیے یہ موقع بہت غنیمت تھا کہ وہ تو اندرونی دشمن تھے ہی۔ یہود کی ایک جماعت نے عورتوں پر حملہ کا ارادہ کیا اور ایک یہودی حالات معلوم کرنے کے لیے قلعہ پر پہنچا۔ حضرت صفیہؓ نے کہیں سے دیکھ لیا۔ حضرت حسان سے کہا کہ یہ یہودی موقع دیکھنے آیا ہے۔ تم قلعہ سے باہر نکلو اور اس کو مار دو۔ وہ ضعیف تھے ضعف کی وجہ سے ان کی ہمت نہ ہوئی تو حضرت صفیہؓ نے ایک خیمہ کا کھونٹا اپنے ہاتھ میں لیا اور خود نکل کر اس کا سر کچل

دیا۔ پھر قلعہ میں واپس آ کر حضرت حسانؓ سے کہا کہ چونکہ وہ یہودی مرد تھا نا محرم ہونے کے وجہ سے میں نے اس کا سر اور کپڑے نہیں اُتارے۔ تم اس کے سب کپڑے اُتار لاؤ اور اس کا سر بھی کاٹ لاؤ۔ حضرت حسان ضعیف تھے جس کی وجہ سے اس کی بھی ہمّت نہ فرما سکے۔ تو دوبارہ تشریف لے گئیں اور اس کا سر کاٹ لیا۔ اور دیوار پر سے یہود کے مجمع میں پھینک دیا۔ وہ دیکھ کر کہنے لگے۔ کہ ہم تو پہلے ہی سے سمجھتے تھے کہ محمد ﷺ عورتوں کو بالکل تنہا نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ ضرور ان کے محافظ مرد اندر موجود ہیں۔ ۲۰ ہجری میں حضرت صفیہؓ کا وصال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر تہتر ۷۳ سال کی تھی۔ اس لحاظ سے خندق کی لڑائی میں جو ۵ ہجری میں ہوئی ان کی عمر ۵۸ سال کی تھی۔ آج کل اس عمر کی عورتوں کو گھر کا کام بھی دوبھر ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک مرد اس طرح قتل کر دینا اور ایسی حالت میں کہ یہ تنہا عورتیں اور دوسری جانب یہود کا مجمع۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کاندھلوی

(فضائل اعمال)

ابو خدعہ کا انجام

ایک شخص ابو خدعہ نامی اہل قبا کی کسی عورت پر عاشق تھا مگر اس تک رسائی ناممکن تھی ایک دن اس نے بازار سے ایسا ہی کمبل خریدا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اوڑھا کرتے تھے اور اہل قبا کو جا کر کہنے لگا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم مہمان بنالو۔ یہ کمبل انہوں نے مجھے دیا ہے لوگوں نے اس کے اطوار دیکھے کہ وہ عورتوں کو حریص نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

انہیں خیال پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو خواہش سے منع فرماتے ہیں مگر یہ شخص تو ویسا نظر نہیں آتا۔ دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خدمت میں بھیجے گئے آپؐ اس وقت قیلولہ فرما رہے تھے جب بیدار ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا ۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ! ابوخدعہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کون ابوخدعہ؟ انہوں نے بتایا جسے آپ ﷺ نے کمبل دے کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کا چہرہ غصے سے لال پیلا ہوگیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار''

اور ساتھ ہی حکم دیا فلاں فلاں آدمی جائیں اور اسے پکڑ کر قتل کر کے جلا دیں مگر مجھے امید ہے تمہارے پہنچنے تک اس کا کام تمام کر دیا گیا ہوگا۔ جب یہ لوگ گئے۔ تو وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ مگر باہر جا کر اس نے پیشاب کیا تو وہاں سے ایک زہریلا سانپ نکلا جس نے اسے ڈس لیا اور وہ وہیں مر گیا۔

(مکتوبات شریف)

مدینہ منورہ رہنے والوں کی بے ادبی کا انجام

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا جو کوئی بھی مدینہ منورہ کے رہنے والوں کے ساتھ مکر کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسا پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

ایک حدیث شریف میں ہے جس شخص نے مدینہ والوں سے فریب کیا وہ اس طرح

گھل جائے جیسے نمک پانی میں۔ (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ نے ایک مرتبہ فرمایا برباد ہو جائے وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کو ڈراتے ہے ان کے صاحبزادے نے پوچھا ابا جان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو وصال ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی شخص کیسے ڈرا سکتا ہے؟ تو حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص مدینہ والوں کو ڈراتے ہیں وہ اس چیز کو ڈراتا ہے جو میرے پہلو کے درمیان ہے (یعنی میرے دل کو) (احمد)

حضرت عبادہ بن صامتؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ! جو شخص مدینہ والوں پر ظلم کرے یا ان کو ڈرائے تو اس کو ڈرا اور اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت، نہ اس کی فرض عبادت مقبول۔ نہ نفل عبادت مقبول۔ (طبرانی)

اہم گزارش: حضرت شیخ الحدیث مولانا ذکریاؒ فرماتے ہیں جو لوگ زیارت کے لئے وہاں حاضر ہوں وہ اس بات کا بہت خیال اور اہتمام رکھیں کہ وہاں کے لوگوں کو اذیت پہنچائیں نہ خرید و فروخت میں نہ ان سے کسی قسم کی چال بازی اور مکر کریں یہاں رہتے ہوئے بھی وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ کسی قسم کی دغا بازی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس کا بہت لحاظ رکھیں جو معاملہ ان کے ساتھ کریں وہ نہایت صفائی کا ہونا چاہیے۔ کسی قسم کا دغا اور فریب ان لوگوں کے ساتھ کرنے سے بہت زیادا احتراز کریں (از فضائل حج)

محترم جناب شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلویؒ و دیگر اکابرین

حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہا کے دشمنوں کا انجام

شیخ شمس الدین صوابؒ جو خادمین حرم نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رئیس تھے کہتے ہیں میرے ایک مخلص رفیق تھے جو امیر مدینہ کے یہاں بہت کثرت سے آتے جاتے تھے اور مجھے بھی جس قسم کا کام پیش آتے انہی کے ذریعہ سے امیر تک پہنچاتا تھا ایک وہ رفیق میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آج بڑا سخت حادثہ پیش آ گیا میں نے کہا کیا ہوا؟ کہ حلب کے رہنے والوں کی ایک جماعت امیر کے پاس آئی ہے اور بہت سا مال رشوت کا امیر کو اس لئے دیا کہ وہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہا کے مبارک اجسام کو یہاں سے لے جانے پر مدد دے امیر نے اس کو قبول کرلیا شیخ صوابؒ کہتے ہیں۔ کہ یہ خبر سن کر میرے رنج کی انتہا رہی میں انتہائی فکر میں تھا کہا میر کا قاصد مجھے بلانے آ گیا میں وہاں گیا امیر نے مجھ سے کہا کہ آج رات کو کچھ لوگ مسجد میں آئیں گے تم انہیں کچھ نہ کہنا اور جو کچھ کریں ان کو کرنے دینا تم کسی بات میں دخل نہ دینا میں بہت اچھا کہہ چلا آیا مگر سارا دن حجرۂ شریفہ کے پیچھے بیٹھے روتے ہوئے گذر گیا، ایک منٹ کو آنسو نہ تھمتا تھا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ مجھ پر کیا گذر رہی ہے۔

آخر عشاء کے نماز سے فراغت پر جب سب آدمی چلے گئے اور ہم نے کواڑ وغیرہ بند کر لئے تو بابُ السلام سے کہ یہ دروازہ امیر کے گھر کے قریب تھا لوگوں نے دروازہ کھلوا کر اندر آنا شروع کیا، میں ان کو ایک ایک کر کے چپکے چپکے گن رہا تھا چالیس آدمی اندر داخل ہوئے ان کے پھاوڑا اور ٹوکریاں اور زمین کھودنے کے بہت سے آلات تھے، وہ اندر داخل ہو کر حجرۂ شریفہ کی طرف چلے۔ خدا کی قسم منبر تک بھی نہ پہنچے تھے کہ ایک دم ان کو مع ان کے سارے ساز وسامان کی زمین نگل گئی اور نشان تک بھی پیدا نہ ہوا امیر نے بہت دیر تک ان کا انتظار کر کے مجھے بلا کر پوچھا کہ صواب وہ لوگ ابھی تک تمہارے یہاں سے نہیں پہنچے؟ میں نے کہا ہاں آئے تھے اور یہ قصہ ان کے گذرا امیر نے کہا کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا بالکل ایسا

ہی ہوا آپ چلیں میں وہ جگہ بتاؤں جہاں یہ قصہ گذرا، امیر نے کہا اچھا بس یہ بات یہیں تک رہے اگر یہ بات کسی اور پر ظاہر کی گئی تو سر اڑا دیا جائے گا۔

محترم جناب شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلویؒ

ودیگر اکابرین

مومن جن کے ہاتھوں کافر گستاخ شیطان کا انجام

ہجرت سے پہلے اور اذن جہاد ملنے سے قبل ایمان لانے والے جن کافر گستاخ جنوں کو قتال کر دیتے تھے جبکہ نبی اکرم ﷺ ان کی تصویب فرماتے اور ان کا شکریہ ادا کرتے تھے۔

بعد بن یحییٰ اموی اپنی مغازی میں فرماتے ہیں۔

'' مجھے میرے چچا محمد بن سعید نے بتایا انہوں نے بحوالہ محمد بن منکدر حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ ایک ہاتف جن نے کوہِ ابوقبیس پر پکار کہا:

ترجمہ:

اے آل فہر! اللہ تعالیٰ تمہاری رائے کو نامراد اور رسوا کرے تم کس قدر احمق اور کم عقل ہو۔

جب وہ اپنے معزز آباؤ اجداد کے دین پر عیب لگانے والے کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔

اس (عیب لگانے والے) نے تمہارے خلاف بصریٰ کے جنوں اور نخلستان اور ٹیلوں کے لوگوں سے عہد کر لیا۔

قریب ہے کہ (اس کا) لشکر تم دن کے اجالے میں دیکھو جو حرم تہامہ کی حدود میں لوگوں کو قتل کرے گا

کیا تم میں کوئی معزز گھرانے کا آزاد مرد ہے؟

جو ایک کاری، عبرت انگیز ضرب لگائے اور رنج وغم سے چھٹکارا دے

ہاتف کی یہ آواز وادی مکہ میں گونج اٹھی اہل مکہ ان اشعار کو پڑھ پڑھ کر سنانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مسعر نامی شیطان ہے جو بتوں کے متعلق لوگوں سے کلام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرنے والا ہے چنانچہ تین دن کے بعد پہاڑ سے ایک ہاتف کی آواز آئی:

کلام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرنے والا ہے چنانچہ تین دن کے بعد پہاڑ سے ایک ہاتف کی آواز آئی:

ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر دیا

کیونکہ اس نے حق کا مذاق اڑایا اور بری رسم ڈالی

اے پاک نبی کی شان میں ہرزہ سرائی کرنے کی پاداش میں کاٹ ڈالنے والی تلوار کے ذریعے میں نے ختم کر دیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ عفریت جن ہے جسے سمجھ کہتے ہیں میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے یہ مجھ پر ایمان لایا ہے اس نے مجھے خبر دی کہ یہ کئی دنوں سے گستاخ مسعر کی تلاش میں تھا۔ حضرت علیؓ نے سن کر کہا اللہ تعالیٰ اسے بہتر جزا دے۔

امام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

عرب کے ایک گستاخ کا عبرتناک انجام

ایک شخص جو کفار عرب کے سرداروں میں سے تھا۔اس کے پاس حضورﷺ نے چند صحابہ کرام (علیہم الرضوان کو تبلیغِ اسلام کے لئے بھیجا۔چنانچہ ان حضرات نے اس کے پاس پہنچ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سنا کر اسلام کی دعوت دی۔تو اس گستاخ نے ازراہِ تمسخر کہا کہ اللہ کون ہے؟ کیسا ہے اور کہاں ہے؟ کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے۔یا تانبے کا؟ اس کا یہ متکبرانہ اور گستاخانہ جواب سن کر صحابہ کرامؓ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ان حضرات نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں واپس ہو کر سارا ماجرا سنایا۔اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !اس شخص سے بڑھ کر کافر اور باری تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے والا تو ہم لوگوں نے دیکھا ہی نہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ دوبارہ اس کے پاس جاؤ۔

چنانچہ یہ حضرات دوبارہ اس کے پاس پہنچے تو اس خبیث نے پہلے سے بھی زیادہ گستاخانہ الفاظ زبان سے نکالے۔صحابہ کرامؓ اس کی گستاخیوں اور بدزبانیوں سے رنجیدہ ہو کر دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس پلٹ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری مرتبہ ان صحابہ کرامؓ کو اس کے پاس بھیجا جہاں یہ لوگ پہنچ کر اس کو دعوت اسلام دینے لگے اور وہ گستاخ ان حضراتؓ سے جھگڑا کرتے ہوئے بدزبانی اور گالی پر اُتر آیا۔صحابہ کرامؓ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق صبر کرتے رہے۔

اسی دوران میں لوگوں نے دیکھا کہ ناگہاں ایک بدلی آئی اور اس بدلی میں اچانک گرج اور چمک پیدا ہوئی۔پھر ایک دم نہایت ہی مہیب گرج کے ساتھ اس کافر پر بجلی گری۔جس سے اس کی کھوپڑی اُڑ گئی اور وہ لمحہ بھر میں جل کر راکھ ہو گیا۔یہ منظر دیکھ کر صحابہ کرامؓ بارگاہ اقدس

میں واپس آئے۔تو ان حضرات کو دیکھتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جس گستاخ کے یہاں گئے تھے وہ تو جل کر راکھ ہو گیا۔صحابہ کرامؓ نے انتہائی حیرت و تعجب سے عرض کیا کہ یا رسول ﷺ! آپ کو کیسے اور کس طرح اس کی خبر ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی ابھی مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے

ویرسل الصواعق فیصیب بہا من یشاء وہم یجادلون فی اللہ وھو شدید المحال۔

ترجمہ: اور کڑک بھیجتا ہے تو اسے ڈالتا ہے جس پر چاہے اور وہ اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں اور اس کی پکڑ سخت ہے۔ سورۃ الرعد)

عصماء بنت مروان کا انجام:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں خطمہ قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی ہجو کی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت سے کون نمٹے گا۔اس کی قوم کے ایک ایک آدمی نے کہا۔اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کام میں سرانجام دوں گا۔چنانچہ اس نے جا کر اسے قتل کر دیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں؛ یعنی اس عورت کا خون رائیگاں ہے اور اس کے معاملے میں کوئی دو آپس میں نہ ٹکرائیں۔بعض مورخین نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔

عصماء بنت مروان بنی امیہ بن زید کے خاندان سے تھی وہ یزید بن زید بن حصن الخطمی کی بیوی تھی۔یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیا کرتی۔اسلام میں عیب نکالتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو اکساتی تھی۔عمیر بن عدی الخطمی کو جب اس عورت کی ان باتوں اور اشتعال انگیزی کا علم ہوا۔تو کہنے لگا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں نذر مانتا ہوں،

اگر تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخیر و عافیت مدینہ منورہ لوٹا دیا تو میں اسے ضرور قتل کر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بدر میں تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر سے واپس تشریف لائے تو عمیر بن عدی آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر میں داخل ہوئے۔ تو اس کے بچے ارد گرد سوئے ہوئے تھے ایک بچہ اس کے سینے پر تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی عمیر نے اپنے ہاتھ سے عورت کو ٹٹولا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ عورت اپنے اس بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ عمیر نے بچے کو اس الگ کر دیا۔ پھر اپنی تلوار کو اس کے سینے پر رکھ کر اسے زور سے دبایا کہ وہ تلوار اس کی پشت سے پار ہوگئی۔ پھر نماز فجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ ادا کی، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو عمیر کی طرف دیکھ کر فرمایا ''کیا تم نے بنت مروان کو قتل کیا ہے؟'' کہنے لگے جی ہاں، میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! عمیر کو اس بات سے ذرا ڈر سا لگا کہ کہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف تو قتل نہیں کیا۔ کہنے لگے ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس معاملے کی وجہ سے مجھ پر کوئی چیز واجب ہے فرمایا دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں پس یہ کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی مرتبہ سنا گیا۔ عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارد گرد دیکھا پھر فرمایا، تم ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔

(الصارم المسلول)

ابنِ سنینہ یہودی کا انجام

ابنِ اسحاق اپنی سند کے ساتھ محیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من ظفرتم بہ من رجال یھود فاقتلوہ۔ یہودیوں کے جس شخص پر قابو پاؤ اس کو قتل کرو۔

چنانچہ محیصہؓ بن مسعود نے ایک یہودی تاجر ابنِ سنینہ کو قتل کر دیا تھا محیصہؓ کے بھائی حویصہ بن مسعود ابھی تک مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے اور محیصہؓ سے عمر میں بڑے تھے اس اقدام قتل پر محیصہ کو زدوکوب کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے اے دشمنِ خدا تو نے ایسے شخص کو قتل کر دیا جس کا ہم پر احسان ہے۔ بخدا تیرے جسم کی چربی اس کے مال کی مرہوں منت ہے۔ حضرت محیصہؓ نے جواب دیا بخدا نبی اکرمؐ نے مجھے اس کے قتل کا حکم دیا اگر حضور تمہیں قتل کرنے کا حکم دیتے تو میں تمہاری گردن بھی مار دیتا۔

حویصہ نے کہا کیا تو مجھے بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر قتل کر دیتا؟ محیصہ نے جواب دیا، خدا کی قسم حضور ﷺ حکم دیتے تو ہر گز حکم عدولی نہ کرتا''

یہ سن کر حویصہ نے کہا ''حیرانی ہے کہ دینِ اسلام اس قدر تیرے اندر رچ بس گیا ہے''

زمین کو جرمِ اہانت سے پاک کرنا بقدر استطاعت واجب ہے۔

زمین کو نبی اکرم ﷺ کی گستاخی سے ممکنہ حد تک پاک کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اس سے دینی غلبہ اور اعلائے کلمۃ اللہ کی تکمیل ہوتی ہے جہاں گستاخی کا ظہور ہوا اور کوئی بدلہ لینے والا نہ ہو تو وہاں دین کا غلبہ نہیں نہ ہی اللہ کا کلمہ بلند ہوتا ہے، جس طرح زمین کو بدکاروں، چوروں اور

راہزنوں سے مقدور بھر پاک کرنا ضروری ہے اسی طرح اس جرم (اہانت) سے صاف کرنا واجب ہے۔ بخلاف اصلی کفر کے۔ کہ اس کو مٹانا واجب نہیں۔ اور اہلِ کتاب کو جو عہد ذمہ پر قائم رہیں، ان کے دین پر باقی رکھنا جائز ہے اور یہ غلبۂ دین اور بلندی کلمہ کے منافی نہیں، کافر کے ساتھ بحالتِ عجز و مصلحت صلح کرنا اور اس کو امان دینا جائز ہے اور ہر جرم جس سے زمین کو بحسب قدرت صاف کرنا واجب ہے اس کے مرتکب پر شرعی حد قائم کرنا متعین ہے جبکہ اس سزا کا طالب معین نہ ہو۔ پس ایسے مجرم کو قتل کرنا ایک طے شدہ امر ہے کیونکہ اس جرم کا معین حقدار کوئی نہیں، اور یہ جرم اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور تمام مؤمنین کے حق کی وجہ سے متعین ہے اس ایک کافر اور ایک گستاخ کے درمیان فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ کافر کو اس کے کفر پر رہنے دینا جائز ہے جب وہ اس کفر کا اظہار نہ کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم سے وابستہ رہے (یعنی عہد ذمہ کو پورا کرے) گستاخی کا اظہار کرنے والے کا معاملہ اس کے برعکس ہے)

امام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

کائنات کا بدقسمت ترین اور ناکام ترین اور دوزخ کا مستحق پہاڑ

جبل غیر: اس پہاڑ کے متعلق زبان رسالت سے یہ الفاظ صادر ہوئے ہیں ''ھذا غیر جبل یبغضنا ونبغضہ علی باب من ابواب النار'' (یہ غیر پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے ہم اس سے ناراض ہیں، یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے)

یہ پہاڑ کوہ احد کے سامنے مکہ مکرمہ کے راستہ میں واقع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے

دشمنوں میں شمار فرمایا۔اس سے معلوم ہوا کہ پتھروں میں بھی دوستی دشمنی پائی جاتی ہے عیر وحشی گدھے کو کہا جاتا ہے(تاریخ المدینہ ص ۳۴۸، آثار لمدینہ ص ۲۰۹)

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ونصرت واجب ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی نصرت تعظیم اور توقیر واجب ہے جبکہ گستاخ کی سزا قتل مشروع ہے۔اگر گستاخ کو قتل نہ کیا جائے تو نبی اکرم ﷺ کی نصرت نہ ہوگی نہ تعظیم وتوقیر ہوگی۔کیونکہ گستاخ ہماری گرفت میں ہو اور ہم اس کی اہانتِ رسول کا بدلہ لینے پر قادر ہوتے ہوئے اس کو قتل نہ کریں اور اس کا قتل شرعاً جائز بھی ہو تو یہ انتہائی ذلت اور رسولؐ کی بے قدری ہوگی۔بالکل واضح بات ہے۔

یاد رکھئے کہ اس مسئلہ کے ثبوت کے کئی طریقے ہیں مگر ہم نے یہاں کلام کو طویل نہیں کیا کیونکہ اس کے عام دلائل پہلے مسئلہ پر مذکور ہو چکے جو گستاخِ رسول کے واجب القتل ہونے پر دلالت کرتے ہیں

امام ابنِ تیمیہؒ

ابو عامر کا انجام

مدینہ منورہ میں ہجرت سے پہلے ابو عامر نصرانی بن کر رہبانہ زندگی اختیار کی تھی مدینہ منورہ اور اُس کے آس پاس کے لوگ خصوصاً قبیلہ خزرج اس کے زہد و درویشی کے معتقد تھے اور اُس

کی بڑی تعظیم کرتے تھے حضور ﷺ کے تشریف لانے سے جب مدینہ میں ایمان وعرفان کا آفتاب چمکا تو اس طرح کا درویشوں کا بھرم کھلنے لگا بھلا نورِ آفتاب کے سامنے چراغ کو کون پوچھتا ہے ابو عامر یہ دیکھ کر چراغ پا ہو گیا حضور ﷺ نے اُس کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ میں ملّت ابراہیمی لیکر آیا ہوں کہنے لگا کہ میں پہلے سے اس پر قائم ہوں لیکن تم اپنی طرف سے ملت ابراہیمی میں اُس کے خلاف چیزیں داخل کردی ہیں حضور ﷺ نے بڑے زور سے اس کی تردید فرمائی آخر اس کی زبان سے نکلا کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہو اس کو وطن سے دور یکہ و تنہا غربت وبیکسی کی موت مارے۔ آپؐ نے فرمایا ''آمین'' خدا ایسا ہی کرے جنگ بدر کے بعد جب اسلام کی جڑیں مضبوط ہو گئیں اور مسلمانوں کا عروج وفروغ حاسدوں کی نگاہوں کو خیرہ کرنے لگا۔ ابو عامر کو تاب نہ رہی۔ بھاگ کر مکہ پہنچا۔ تاکہ کفار مکہ کو حضور ﷺ کے مقابلے میں چڑھا کر لائے۔ چنانچہ معرکہ اُحد میں قریش کے ساتھ خود آیا مُبارزہ شروع ہونے سے پہلے آگے بڑھ کر انصار مدینہ کو جو عہد جاہلیت میں اُس کے بڑے معتقد تھے خطاب کر کے اپنی طرف مائل کرنا چاہا احمق یہ نہ سمجھا کہ پیغمبرانہ تصرّف کے سامنے اب وہ پرانا جادو کہاں چل سکتا ہے۔

آخر انصار نے جو اُسے پہلے راہب کہہ کر پکارتے تھے جواب دیا کہ او فاسق دشمن خدا! تیری آنکھ خدا کبھی ٹھنڈی نہ کرے۔ کیا رسول خدا کے مقابلہ میں ہم تیرا ساتھ دینگے؟ انصار کا مایوس کن جواب سن کر کچھ حواس درست ہوئے اور غیظ میں آکر کہنے لگا کہ اے محمد (صلعم) آئندہ جو قوم بھی تیرے مقابلہ کے لئے اُٹھیگی میں برابر اس کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ جنگ حنین تک ہر معرکہ میں کفار کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑتا رہا اُحد میں اُسی کی شرارت سے حضور ﷺ کو چشم زخم پہنچا۔ دونوں صفوں کے درمیان اس نے پوشیدہ طور پر کچھ گڑھے کھدوا دیئے تھے وہیں چہرۂ مبارک کے زخمی ہونے اور دندان مبارک شہید ہونے کا واقعہ

پیش آیا۔ حنین کے بعد جب ابُو عامر نے محسوس کرلیا کہ اب عرب کی کوئی طاقت اسلام کو کچلنے میں کامیاب نہیں ہوسکتیں تو بھاگ کر ملک شام پہنچا اور منافقین مدینہ کو خط لکھا کہ میں قیصر روم سے مل کر ایک لشکر جرار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں لانے والا ہوں جو چشم زدن میں ان کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیگا۔ اور مسلمانوں کو بالکل پامال کر کے چھوڑے گا۔ (العیاذ باللہ) فی الحال ایک عمارت مسجد کے نام سے بنالو جہاں نماز کے بہانے سے جمع ہو کر اسلام کے خلاف ہر قسم کے سازشی مشورے ہوسکیں۔ اور قاصد تم کو وہیں میرے خطوط وغیرہ پہنچا دیا کرے اور میں بذاتِ خود آؤں تو ایک موزوں جگہ ٹھہرنے اور ملنے کی ہو یہ خبیث مقاصد تھے جن کے لئے مسجد ضرار تعمیر ہوئی۔ اور حضور ﷺ کے روبرو بہانہ یہ کیا کہ یارسول اللہ! خدا کے قسم ہماری نیت بُری نہیں بلکہ بارش اور سردی وغیرہ میں بالخصوص بیماروں ، ناتوانوں اور ارباب حوائج کو مسجد قبا تک جانا دُشوار ہوتا ہے اس لئے یہ مسجد بنائی گئی ہے تا نمازیوں کو سہولت ہو اور مسجد قبا میں تنگی مکان کی شکایت نہ رہے۔ حضور ﷺ ایک مرتبہ وہاں چل کر نماز پڑھ لیں تو ہمارے لئے موجب برکت وسعادت ہو۔ یہ اس لئے کہ حضور ﷺ کا طرز عمل دیکھ کر بعض سادہ دل مسلمان حسن ظن کی بنا پر اُن کے جال میں پھنس جائیں آپ اس وقت تبوک جانے کے لئے پابرکاب تھے فرمایا کہ کہ اللہ نے چاہا تو واپسی پر ایسا ہو سکے گا جب حضور ﷺ تبوک سے واپس ہو کر بالکل مدینہ کے نزدیک پہنچ گئے۔ تب جبرائیل علیہ السلام آیات لے کر آئے جن میں منافقین کے ناپاک اغراض پر مطلع کر کے مسجد ضرار کا پول کھول دیا گیا۔ (جس کا ذکر میں اپنی اس کتاب کی حصہ اوّل میں کر چکا ہوں۔)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک بن خشم اور معن بن عدی کو حکم دیا کہ اس مکان کو (جس کا نام از راہ خداع وفریب مسجد رکھا تھا) گرا کر پیوند زمین بنادو انہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا اس طرح منافقین اور ابُو عامر فاسق کے سب ارمان دل کے دل

میں رہ گئے۔ اورابُو عامر اپنی دعا اور حضور ﷺ کی آمین کے موافق قنسرین (ملک شام)
میں تنہا سخت بے کسی کی موت مرا۔ ''فقطع دابر القوم الذین ظلمو والحمدللہ رب العالمین''
آیت میں ''من حارب اللہ ورسولہ'' سے یہ ہی ابُو عامر فاسق مراد ہے۔
(المسلول)

شردھانند کا انجام

شردھانند پولیس میں ایک اہل کار کے طور پر ملازم تھا، پولیس کی ملازمت چھوڑ کر آریہ سماج کا پر جوش کارکن بن گیا۔ وہ عرصہ دراز سے دہلی میں مقیم تھا، اپنے گھناؤنے اوراسلام دشمن روپ سے پہلے اس نے کئی سوانگ بدلے۔ تحریک خلافت سے پہلے وہ خود کوایک قوم پرست قرار دیتا تھا۔ تحریک خلافت کے دوران ۱۹۱۹ء میں اس نے انتہائی منافق کا کردار ادا کرتے ہوئے مسلمانوں اور خلافت کے انتہائی ہمدرد اور بہی خواہ کی حیثیت سے خود کو پیش کیا، حتیٰ کہ جامع مسجد دہلی میں جمعہ کے دن نماز کے بعد اس نے مسلمانوں سے خطاب کیا، مگر تحریک خلافت کے خاتمے کے چند ماہ بعد ہی اس کا اصل روپ یعنی اسلام اور مسلم دشمن روپ ظاہر ہو گیا۔ اس نے اسلام اور مسلم اکابرین اور شعائر اسلامی کے خلاف اپنی مذموم سرگرمیاں بڑی منصوبہ بندی اور شدومد سے شروع کر دیں شردھانند دراصل آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی کا چیلہ اور متعصب ہندو تھا۔ ہندوراشٹر کا تصور بھی پہلی بار شردھانند نے اپنی کتاب میں پیش کیا غازی عبدالرشید کے خنجر کے ایک ہی ایمان افروز وار سے کروڑوں ہندو نوے برس تک شدھی تحریک کا نام تک بھولے رہے۔ مگر اب نریندر مودی جیسے دہشت گرد ہندو کے برسر اقتدار آتے ہی مسلم دشمنی سے آلودہ ہندو خصلت میں پھر سے شدھی کے بدبودار کیڑے نمودار ہو رہے ہیں۔ ماضی کی سوامی دیانند سرسوتی

شدھی تحریک اور سوامی شردھانند کی مہاسبھا تنظیم کا مقصد بھی وہی تھا جو آج سنگھ پریوار اور بھارتیہ جنتا پارٹی کی ماڈرن شدھی تحریک کا ہے۔ شردھانند نے شدھی (مسلمانوں کو ہندو بنانے) کی آگ کو شدید کرنے کے لیے اردو میں روزنامہ ''تیج'' اور اس کے بیٹے ہندی زبان میں روزنامہ ''ارجن'' جاری کیا ہوا تھا اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی اور دشنام طرازی اس کا اور اس جیسے دوسرے آریہ سماجیوں کا وطیرہ تھا۔ وہ اپنی ان مذموم حرکتوں کی وجہ سے ۱۹۲۳ء کے آغاز میں دفعہ ۱۲۴ الف کے تحت جیل کی ہوا کھا چکا تھا۔ مگر معافی مانگ کر رہا ہو گیا تھا۔ لیکن اپنی حرکتوں اور ہتھکنڈوں سے باز نہیں آیا اور انگریز حکمرانوں کی چاپلوسی اور متعصب اور کٹر ہندوؤں کی اسلام دشمنی کو مہمیز دینے کے لئے دین اسلام اور اکابرین اسلام کے خلاف زہر اگلنا اور اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں کے لامتناعی سلسلے کو جاری وساری کر دیا۔

شدھی کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو اسلام سے بیزار کر کے ہندومت کا پیروکار بنایا جائے۔ گاندھی سمیت متعصب ہندو لیڈر بڑے زور وشور سے اس خیال کے حامی تھے۔ کہ مسلمان دراصل ہندو مذہب نسل سے ہیں۔ جو مذہب بدل کر مسلمان ہو گئے۔ لہٰذا انہیں دوبارہ ہندو بنایا جائے۔

شدھی کے خطرناک فتنے کا مقابلہ کرنے کے لیے تمام قابل ذکر علماء ومشائخ اور اکابرین نے ایک مثالی اتحاد قائم کیا اور عزم واستقلال، حوصلے اور جرأت سے اس فتنے کا سامنا کیا۔ بڑی پامردی سے اور یک جان ہو کر اس فتنے کا کامیابی سے مقابلہ کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت اور عشق ہی مسلمانوں کا سب سے بڑا سرمایہ تھا، اس کو کمزور کرنے کے لیے ہندوؤں نے اہانت اور توہین رسالت کے مکروہ ہتھکنڈوں پر عمل درآمد شروع کیا۔

دہلی میں ان دنوں شردھانند کا بہت شہرہ تھا اس نے اپنے آریہ سماج بھگتوں کے ساتھ مل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلیظ گالیوں، بہتان تراشیوں اور اشتعال انگیز کاروائیوں کا طوفان اٹھا رکھا تھا۔

اس کا اصل نام منشی رام تھا۔ اور وہ مسلمانوں کے خلاف فرنگی سازشوں کا آلۂ کار تھا۔ تحریک خلافت کے زمانے میں ہندو مسلم اتحاد کی جو فضا برسوں کے اندر پیدا ہوئی تھی۔ شردھانند اور اس کے چیلوں نے چند مہینوں میں اسے نفرت و انتشار میں بدل دیا۔ اور اسلام پر کیچڑ اچھالنے لگے۔ حد یہ کہ ان لوگوں نے براہ راست ناموس رسالت ﷺ پر حملے شروع کیے۔ روزمہ ''تیج'' میں شردھانند کے قلم سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تحریر کے نام پر مغلظات پیش کی جاتی تھیں، آیات قرآنی کا تمسخر اڑا دیا جاتا تھا اور ان کا ذکر فحش الفاظ میں کیا جاتا تھا اس کے ہندی اخبار ''ارجن'' میں سابق مسلم سلاطین کے عہد کے فرضی مظالم کی داستانیں انتہائی مبالغہ آرائی کے ساتھ کی جاتیں اور ہندو عورتوں کے اغوا اور مسلمانوں کے ہاتھوں ان کی آبروریزی کے فرضی قصے لکھے جاتے تھے۔ ایک آریہ سماجی نے تو قرآن کریم کا جواب لکھنا شروع کر دیا۔ شردھانند کی آشیرباد سے ایک اور اخبار ''گروگھنٹال'' جاری کیا گیا۔ جس کے اجرا کا واحد مقصد مسلمانوں، ان کے برگزیدہ اکابرین اور اولیا کرام کی توہین اور ان کے خلاف ہرزہ سرائی تھا۔ شدھانند کے ایک چیلے نے تو حد کر دی اس نے ''چڑپٹ'' کے نام سے ایک کتاب لکھ دی۔ جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام اور خصوصاً حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط، حضرت ایوب، اور حضرت اسحاق کی شان میں انتہائی دریدہ ذہنی کا مظاہرہ کیا گیا اور ان کی شان میں سخت گستاخیاں کی گئیں۔ انتہا پسند آریہ سماجی ہندوؤں کی گستاخانہ سرگرمیاں بڑھتی گئیں اور مسلمانوں کی یکساں دشمن اور متعصب سامراجی حکمرانوں کی طرف سے ان سرگرمیوں کی پشت پناہی سے غیور اور غیرت مند مسلمانوں کے جذبات کا لاوا اندر ہی اندر پک رہا تھا۔

مسلمان دنیا کی ہر قوم اور مذہب سے زیادہ اپنے نبیؐ، اپنی الہامی کتاب قرآن اور اپنے دین سے والہانہ لگاؤ رکھتے ہیں اور ان کی حرمت اور ناموس کی خاطر اپنا تن، من، دھن

سب قربان کردیتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب غیر منصف سامراجی حکمرانوں نے مسلمانوں کے برانگیختہ جذبات کی کوئی پروانہیں کی تو شاتمین رسول سے اپنے آقاﷺ کی توہین کا بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

غازی عبدالرشید بھی ان غازیوں میں سے ایک تھے۔انہیں شردھانند کو مارنے کے لیے کسی مناسب ہتھیار کی تلاش تھی،اسی مقصد کے لیے دہلی سے افغانستان روانہ ہوئے۔اور وہاں سے ایک پستول خرید کر لوٹے واپس پہنچے تو اس دشمن خدا کا قصہ پاک کرنے کی فکر میں لگ گئے۔تاہم شردھانند کا ہاتھ آنا آسان نہ تھا۔ جتنا وقت گزرتا تھا۔ غازی عبدالرشید کی بے قراری بڑھ رہی تھی۔اس زمانے میں جن لوگوں نے انہیں دیکھا انہوں نے بعد میں بتایا کہ جذبے کی حرارت جوں جوں بڑھتی گئی،اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ نکھرتا گیا۔وہ مسلسل موقعے کی تلاش میں رہتے تھے۔بالآخر قدرت نے یہ موقع جلد انہیں فراہم کردیا۔۱۷دسمبر ۱۹۲۶ءکو شردھانند دہلی میں اپنے آشرم میں اپنی رہائش گاہ پر موجود تھا کہ غازی عبدالرشید ریوالور لے کر دن دہاڑے اس کے آشرم میں جا پہنچے۔انہوں نے دشمن رسولﷺ کے بالکل سامنے جا کر اسے للکارا اور اسے مہلت دیے بغیر پستول سے فائر کیا چھ گولیاں شردھانند کے سینے میں پیوست ہوگئیں اور یوں بیسویں صدی کے ایک بہت بڑے فتنے کی کہانی اپنے انجام کو پہنچ گئی۔غازی عبدالرشید نے اسی مقصد کے اخبار میں لکھنا اور قلم چھوڑا تھا تاکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کا سر قلم کرسکیں اس مشن میں وہ کامیاب ہوگئے۔ہندوؤں میں صف ماتم بچھ گئی۔گاندھی نے کانگریس کا اجلاس بلا کر ایک تعزیتی قرارداد کے ذریعے قوم سے سوگ منانے کی اپیل کردی۔پنڈت مدن مالویہ نے اپنے اخبار میں لکھا کہ سوامی شردھانند مرا نہیں بلکہ آسمان پر مسلمانوں کی شدھ (ہندو بنانے) کے لئے چلا گیا ہے۔ مولانا ظفر علی خان نے اس کا سخت نوٹس لیا اور ”زمیندار“ ایک تہلکہ خیز نظم شائع کی۔شدھی

تحریک کے بانی سوامی شردھانند کا شمار آج بھارت کے عظیم قومی ہیروز میں ہوتا ہے۔ اور اس مذہبی دہشت گرد کا مجسمہ بھارتی دارالحکومت نئی دہلی کے ٹاؤن ہال کے عین سامنے نصب کیا گیا ہے۔

غازی عبدالرشید نے شردھانند کو قتل کرنے کے بعد بھاگنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ ان پر دفعہ ۳۰۲ کے تحت قتل کا مقدمہ چلایا گیا۔ معروف وکیل سیف الدین کچلو ایڈووکیٹ نے بلا معاوضہ مقدمے کی پیروی کی۔ ہر پیشی پر عدالت میں غازی عبدالرشید سے محبت کرنے والوں کا بے پناہ ہجوم امڈ آتا تھا مقدمے کی ساری روداد مولانا محمد علی جوہر شائع کرتے تھے۔ وکلاء نے مقدمے کے دوران زوردار دلائل دیے لیکن عبدالرشید خود شردھانند کو کیفر کردار تک پہنچانے کا اعتراف کر چکے تھے۔ سیشن جج نے غازی عبدالرشید کے عدالت میں اقبال جرم کو بنیاد بنا کر ۱۵ مارچ ۱۹۲۷ء کو انہیں پھانسی کی سزا کا حکم سنا دیا۔ اس کے بعد وکلاء نے ہائی کورٹ میں اپیل بھی دائر کی۔ مگر وہ بھی مسترد ہو گئی۔ عدالت نے جیسی ہی غازی عبدالرشید کو پھانسی کی سزا دی ملت اسلامیہ نے اپنے اس قابل فخر سپوت کو شہید اسلام اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب سے نوازا۔

جس روز غازی عبدالرشید کو پھانسی دی جانی تھی۔ اس روز صبح سویرے سے جیل کے سامنے مسلمانوں کا بے پناہ ہجوم جمع ہو گیا۔ ہزاروں برقع پوش خواتین ہزار ہا افراد اور بے شمار بچے اپنے گھروں سے نکل کر جیل کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ وہ نعرہ زن تھے۔ ادھر غازی عبدالرشید کو پھانسی دینے کے بعد جیل کے اندر ہی غسل اور کفن دے دیا گیا۔ جیل کے حکام غازی عبدالرشید کو جیل احاطے میں ہی دفن کرنا چاہتے تھے۔ لیکن مسلمانوں کے شدید احتجاج اور اصرار پر شہید کی میت مشروط طور پر مسلمانوں کے حوالے کی گئی۔ شرط یہ عاید کی گئی کہ جنازے کا جلوس نہیں نکالا جائے گا اور میت کو جیل کے سامنے والے قبرستان میں دفن کر دیا جائے گا۔ جیل کا پھاٹک کھلتے ہی مسلمانوں کا بے قابو جم غفیر نعرۂ تکبیر لگاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ ہزاروں لوگ دیوانہ وار نعرے لگا

رہے تھے۔ انھوں نے جنازے پر قبضہ کر کے سامنے والے قبرستان میں تدفین کرنے کے بجائے جامع مسجد کی جانب روانہ ہوگئے۔ ایک بااثر مسلم رہنما غازی انوارالحسن مرحوم کی قیادت میں پر جوش مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ جنازے کو حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی کی درگاہ مبارک میں دفن کیا جائے گا عوام میت کو لے کر درگاہ کی طرف بڑھ رہے تھے یہ جامع مسجد سے تین میل دور تھی۔ تاہم مسلح فوج نے کئی گھنٹوں کی مسلسل تگ و دو کے بعد مغرب کی جانب سے قطب روڈ کے پل پر میت اپنی تحویل میں لے لی۔ جب کہ جنازے کا جلوس درگاہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ یہاں سے عاشقِ رسول ؐ کا جنازہ جامع مسجد دہلی لایا گیا۔ اور تقریباً ساٹھ ہزار مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ کہا جاتا ہے۔ اس وقت دہلی کی کل آبادی تین لاکھ کے لگ بھگ تھی بعد میں میت غازی شہید کے ورثا کے حوالے کر دیا گیا۔ جنھوں نے فوج کی نگرانی میں انھیں جیل کے سامنے والے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا۔ یہ جولائی کے آخر یا اگست کے اوائل کے دن تھے۔ غازی عبدالرشید نے دہلی سینٹرل جیل میں پھانسی کے پھندے کو گلے میں ڈالا اور یوں ان کی ناموس رسول ؐ پر فدا ہونے اور اس مرتبہ بلند پر فائز ہونے کی خواہش پوری ہوگئی۔ اس سچے عاشق رسول ؐ پر اللہ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں آمین۔

ہم نے ہر دور میں تقدیس سیاست کا فسوں
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں
اک فقط نام محمد ؐ سے محبت کی ہے
ہم نے بدلا ہے زمانے میں محبت کا مزاج
ہم نے ہر کوئی راہ ونوا بخشی ہے
مرحلے بند و سلاسل کے کئی طے کر کے

چہرۂ دارورسن کو بھی ضیاء بخشی ہے۔

گستاخِ رسول نتھورام کا انجام

شہدائے ناموس رسالت کی ایک رنگارنگ دھنک ہے۔ مردانِ حق آشنا صدیوں سے اپنے پیارے نبی ﷺ کی شان عظمت پر نثار ہوتے رہے ہیں اُن ہی شہداء کے قافلے کے ایک رکن غازی عبدالقیوم خان بھی تھے۔ غازی صاحب ۱۹۱۲ء میں ضلع ہزارہ کی تحصیل ہری پور کے گاؤں غازی میں ایک غیور پٹھان عبداللہ خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے ان کے اندر حصول علم کا شوق بہت شدید تھا مگر عصری تعلیم سے زیادہ دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا چھٹی جماعت پاس کرنے کے بعد گاؤں کے علمائے کرام سے اپنی دینی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور اکثر قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔ ۱۹۳۴ء میں جب ان کی عمر محض ۲۲ سال تھی۔ ان کی شادی کردی گئی۔ شادی کے چند ماہ بعد ہی وہ کراچی آگئے۔ یہاں اُن کے چچا رحمت خان کے گھر ہی قیام کیا کراچی میں بھی مذہبی رجحانات غالب رہے۔ کام سے جو وقت بچتا مسجد میں گزرتا

ایک دن مسجد میں ہی آریہ سماج کے حیدرآباد (سندھ) کے سیکریٹری نتھورام کے بارے میں ایک اشتہار پڑھا۔ اس اشتہار میں گستاخِ رسول نتھورام کے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین کرنے کی تفصیلات درج تھی۔ اس زمانے صوبہ سندھ بمبئی میں شامل تھا۔ یہ ہندوستان میں برطانوی سامراجی دور تھا۔ اور اسلام دشمن ہندو لیڈر شردھانند کی شدھی تحریک زور وشور سے جاری تھی۔ کئی بدزبان اور گستاخ ہندو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر رکیک حملے کررہے تھے۔ ان ہی دنوں آریہ سماج حیدرآباد سندھ کے ہندو سیکریٹری نتھورام نے ''ہسٹری آف اسلام'' کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ جس میں سرورکائنات صلی اللہ علیہ و

سلم کی شان میں انتہائی دریدہ ذہنی اور گستاخی کا مظاہرہ کیا۔ یہ کتابچہ شردھانند کے پمفلٹ اوراس جیسی دوسری دل آزار کتابوں سے ماخوذ مواد پر مشتمل تھا۔اس میں ناموس رسالت پر ویسے ہی رکیک حملے کئے گئے تھے جس طرح گزشتہ ایک عشرے سے آریہ سماج کے پیروکار کررہے تھے۔

بمبئی میں ہندوؤں کی اکثریت تھی جبکہ سندھ میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اور وہ اپنے مذہب اوررسول صلی اللہ علیہ وسلم پرکسی نازیبا حملے کو برداشت کرنے کے روادار نہیں تھے۔ جیسے ہی یہ ناپاک کتابچہ بازار میں آیا تو سندھ کے ممتاز مسلمان رہنماؤں عبدالمجید سندھی، حاتم علوی اور دیگر نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا۔نتھورام کے خلاف استغاثہ دائر کیا گیا حیدرآباد کی عدالت نے کتابچہ ضبط کرلیا اور ملزم کو ایک سال قید سخت اور جرمانے کی سزا سنائی۔ عدل وانصاف کی اس نرمی نے گستاخِ رسول نتھورام کا حوصلہ بڑھادیا اور اس نے اوپر والی ماتحت عدالت کے اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی۔ مذکورہ عدالت نے نتھورام کی ضمانت منظور کرلی۔جس سے مسلمانوں کے جذبات مزید مجروح ہوئے۔اورانہیں انگریز ہندوملی بھگت کا بہت افسوس ہوا۔سارے صوبے بلکہ پورے برصغیر کے مسلمان سخت مضطرف اورفکرمند تھے۔مگرکسی کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ توہین رسالت ﷺ کے اس فتنے کا سدباب آخرکس طرح کیا جائے؟ گستاخِ رسول کے حالات وواقعات معلوم ہوتے ہی غازی عبدالقیوم کا خون کھولنے لگا۔اورغیرت ایمانی جوش میں آگئی۔ وہ بازار گئے۔ چاقو خریدااوراس عدالت میں جاپہنچے جہاں گستاخِ رسول نتھورام کی پیشی تھی وہ عدالت میں بیٹھ کر دریدہ دہن نتھورام کا انتظار کرنے لگے۔

یہ دسمبر ۱۹۳۴ء کی کوئی تاریخ تھی کراچی کی اس عدالت میں دوانگریز ججوں پر مشتمل بینچ میں نتھو رام کی اپیل سنی جارہی تھی۔عدالت کا کمرہ وکیلوں اورشہریوں سے بھرا ہوا تھا غازی عبدالقیوم

بھی نہایت اطمینان کے ساتھ دوسرے تماشائیوں کی ساتھ وکلاء کی قطار کے پیچھے نتھو رام کے برابر والی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے عین اس وقت کہ جب مقدمے کی سماعت زوروں پر تھی وہ بالکل اچانک اُٹھے اور اس نابکار نتھو رام پر جھپٹے۔ غازی عبدالقیوم اپنا تیز دھار چاقو لے کر اتنی تیزی سے نتھو رام پر حملہ کیا کہ اسے کچھ سوچنے کا موقع ہی نہ دیا۔ غازی نے گستاخِ رسول کی گردن پر دو ایسے بھرپور وار کیے کہ وہ زخم کھا کر زور سے چیخا اور لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اور اسی طرح شاتم رسول نتھو رام کو دل آزار کتابچے ''ہسٹری آف اسلام'' لکھنے کے جرم میں عین بر سر ججوں اور سب حاضرین کے سامنے جہنم واصل کیا۔ اس کے بعد غازی عبدالقیوم نے پولیس کی گرفت سے بچنے اور فرار ہونے کی ذرا برابر بھی کوشش نہیں کی۔ گستاخِ رسول کو ٹھکانے لگانے کے بعد غازی عبدالقیوم نے نکل بھاگنے کی بجائے ہنسی خوشی خود کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ انگریز جج نے اپنی نشست سے اتر کر غازی عبدالقیوم کے قریب آیا اور ان سے پوچھا ''تم نے اس شخص کو کیوں قتل کیا؟'' غازی عبدالقیوم نے عدالت میں آویزاں جارج پنجم کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''جج صاحب! آپ کے پیچھے یہ تصویر آپ کے بادشاہ کی ہے آپ اپنے بادشاہ کے وفادار ہو۔ اگر کوئی بادشاہ کی توہین کرے تو آپ اس کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟ جج نے کہا اس کو پھانسی دوں گا۔ تو غازی عبدالقیوم نے کہا جج صاحب اس نتھو رام ہندو نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور شہنشاہ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی تھی میرے غیرت ایمانی اسے برداشت نہیں کر سکتی اس لیے میں نے اسے واصل جہنم کر دیا ہے اس کی یہی سزا تھی۔'' پھر بڑے اطمینان کے ساتھ وہ اپنی نشست پر بیٹھ گئے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مسلمان کے جذبات وحسیات اور حیات کی شہ رگ ہیں۔ دوسرے کی جاں کی کیا اپنی جان کی کوئی قیمت نہیں سمجھتا۔ ہر مسلمان اپنا فرض سمجھتا ہے کہ وہ اپنی جان

اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر نچھاور کردے۔ مسلمانوں کو تختہ دار یا کسی موت کا کوئی خوف نہیں ہے۔ مسلمان نہ تو پھانسی کے پھندے سے ڈریں گے نہ تعزیرات سے گھبرائیں گے۔

جب غازی عبدالقیوم کو موت کی سزا عدالت نے سنائی تو غازی عبدالقیوم کے منہ سے بے ساختہ الحمدللہ نکلا اور وہ کھڑے ہو گئے ان کے جذبے سے لبریز الفاظ لوگوں نے سنے۔
حاضرین نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ''جج صاحب! میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس سزا کا مستحق سمجھا۔ یہ ایک جان کیا چیز ہے۔ میرے پاس لاکھ جانیں ہوتیں تو وہ بھی ایک ایک کر کے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے نام پر قربان کر دیتا اس کے بعد انہوں نے بر سر عدالت ''اللہ اکبر'' کا نعرہ اتنے زور سے لگایا کہ اس کی گونج عدالت، گیلری، برآمدے اور باہر والوں نے بھی سنی۔ جن تک جج کی آواز نہیں پہنچی تھی وہ سمجھے کہ غازی عبدالقیوم کو بری کر دیا گیا ہے۔

ایک وفد مسلمانوں کا علامہ اقبال کی خدمت میں گیا۔ کہ سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرانے کے لیے وائسرائے تک سفارش پہنچائیں۔ علامہ اقبال پہلے تو گہری سوچ میں ڈوب گئے پھر یہ سوال پوچھا
''کیا عبدالقیوم کمزور پڑ گیا ہے؟'' وفد نے جواب دیا ''نہیں''
جب وفد نے ان کو بتایا کہ غازی تو سر عام کہتے ہیں کہ میں نے شہادت خریدی ہے مجھے پھانسی کے پھندے سے بچانے کی کوشش نہ کرو۔ وفد کی یہ گفتگو سن کر علامہ اقبال کا چہرہ تمتما اٹھا۔ انھوں نے برہمی کے انداز میں فرمایا ''جب وہ خود کہہ رہا ہے کہ میں نے شہادت خریدی ہے تو میں اس کے اجر و ثواب کی راہ میں کیسے حائل ہو سکتا ہوں!!! کیا تم چاہتے ہو کہ میں ایسے مسلمان کے لیے وائسرائے ہند کی خوشامد کروں جو زندہ رہے تو غازی اور مر جائے تو شہید

ہے۔“

پھر انھوں نے یہ اشعار سنائے۔

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور

موت کیا شے ہے فقط عالم معنی کا سفر

ان شہیدوں کے دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ

قدر و قیمت میں خون جن کا حرم سے بڑھ کر

آہ اے مرد مسلماں تجھے کیا یاد نہیں

درلا تدع مع اللہ الھاً آخر

”(اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو مدد اور عبادت کے لیے نہ پکار)“

گستاخِ رسول پالامل کا انجام

ہندوستان میں متعصب ہندو ساہوکار اور ہندو بنیا ٹولے کی شرارتوں کا آغاز ہو گیا تھا اور انگریز حکمران ان گستاخانِ رسول اور اکابرین اسلام کے خلاف دریدہ دہنی کرنے والے سنار پالامل کی دشنام ترازی حد سے بڑھی ہوئی تھی یہ شخص جو ایک مالدار با اثر ہندو زرگر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں مستقل گستاخیاں کرتا اور گالی بکتا تھا اس کی اسلام دشمن سرگرمیاں بڑھتی جارہی تھی۔ اور علاقے کے مسلمانوں کے لیے یہ صورت حال برداشت کرنا مشکل ہوتا جارہا تھا۔ پالامل مسلمانوں کی کمزور معاشی حالت کا مضحکہ اڑاتا اور ارکان اسلام اور زکوٰۃ کا تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ تو اس نے یہاں تک بکواس کی ”مسلمانوں کا خدا اپنے بندوں سے زکوٰۃ کی (نعوذ باللہ) بھیک مانگتا ہے جبکہ ان بے چاروں کو کھانے کے لیے

دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہے'' ہندوؤں اور انگریزوں کی اسلام دشمنی، مسلمانوں کی غربت و محتاجی اور مسلم معاشرے کی عمومی رواداری کے سبب پالامل جیسے شاتمین رسول اور ان جیسے دوسرے دشمنانِ اسلام کا حوصلہ دن بدن بڑھتا جا رہا تھا۔ پالامل مسلمانوں کی موجودگی میں بزرگان دین اور اسلام شعائر کے خلاف بکواس کرتا اور انہیں گالیاں دیتا تھا۔ وہ ہندوؤں کو اپنے گھر جمع کر کے نماز جیسی فرض اور مقدس عبادت کی نقلیں اتارتا اور عجیب وغریب توہین آمیز حرکتیں کر کے انہیں ہنساتا رہتا تھا شعائر اسلامی کا مذاق اڑانا اس کا وطیرہ اور مشغلہ تھا۔ اس کی فحش کلامی، بدگوئی اور بدزبانی حد سے زیادہ بڑھتی جا رہی تھی۔

لاہور کے اردو روزنامے ''انقلاب'' نے ۷ ستمبر ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں اپنے اداریے میں لکھا۔ مسمی پالامل ہندو نے دین اسلام کے خلاف اپنی بے ادبیوں اور بدزبانیوں کا یہ کھلم کھلا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ ۱۶ مارچ ۱۹۳۴ء کو جب لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے تو اس مردود نے نہ صرف نماز کا مضحکہ اڑایا بلکہ آقائے دو جہاں سرکار مدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالنے کی ناپاک جسارت بھی کی۔ اور ان کی شان میں نازیبا کلمات بکے۔ اور صریحاً گستاخی کی ہے'' قصور شہر اور ملحقہ علاقوں کے مسلمانوں کے علم میں جیسے جیسے اس ملعون کی ہرزہ سرائیاں آتی رہیں، عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ اور اسلام کے سچے پیروکاروں میں غم وغصے کی لہر دوڑتی گئی اور پورے شہر کے مسلمانوں میں اضطراب پھیل گیا۔ مسلم معززین شہر کی باہمی مشاورت ہوئی اور محمد کلیم پیر صاحب ایڈووکیٹ نے عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا۔ مجسٹریٹ درجہ اول لاہور مسٹر ٹیل نے مقدمے کی موشگافیوں کے پیش نظر استغاثہ منظور کرتے ہوئے مقدمے کی سماعت کی۔ فریقین کے دلائل سننے کے بعد مجسٹریٹ مسٹر ٹیل نے اپنے فیصلہ میں لکھا ''دونوں طرف کے فریقین کے موقف اور دلائل کی سماعت کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ملزم پالامل سنار نے واقعی توہین رسالت کی

جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل ہوئے اور معاشرے میں سخت فساد کا خطرہ لاحق ہوگیا۔اس لیے پالامل کو چھ ماہ قید اور دوسو روپے جرمانے کی سزا دی جارہی ہے۔

(واضح رہے تعزیرات ہند میں مذہبی اکابرین کی اہانت کی زیادہ سے زیادہ سزا دوسال اور چند ماہ اور چند سو روپے جرمانے سے زیادہ نہیں تھی) پالامل سنار نے معمولی سزا کے اس فیصلے کو بھی تسلیم نہیں کیا اور اس کے خلاف مسٹر بھنڈاری سیشن جج لاہور کی عدالت میں اپیل دائر کردی۔ جہاں سے اسے مقدمے کی سماعت کے بعد فیصلے تک ضمانت پر رہا کردیا گیا۔

مسلمان اس پر بے حد رنجیدہ ہوئے۔ بہت سے گھروں سے باقاعدہ آہ وبکا کی آوازیں آتی تھیں۔مسلمان شدید کرب میں تڑپتے تھے۔مگر کوئی نہیں تھا۔جو شاتم رسول کا منہ بند کرنے کے لیے بروئے کار آتا۔جبکہ شاتم رسول پالامل جیسا گستاخِ رسول ملعون قصور کی سڑکوں پر دندناتا اور بھونکتا پھر رہا تھا۔

ان ہی دنوں کی بات ہے کہ ایک رات غازی محمد صدیق (جس کے والد کا نام شیخ کرم الٰہی فیروز پور چھاؤنی ضلع قصور کا رہائش پزیر تھا) سوئے ہوئے تھے ان کو خواب میں حضور سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے گستاخ پالامل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''یہ گستاخ مسلسل ہماری شان میں گستاخیاں کرتا چلا جارہا ہے۔ جاؤ اور اس دریدہ دہن کی زبان کو لگام دو''۔ اس خواب کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا یہ عاشق زار دل وجان سے اس مشن کو پورا کرنے کے لیے تیار ہوگیا،مگر اس کام کو انجام دینے کے لیے ایک منصوبے کی ضرورت تھی۔

اس لیے اسلام کا یہ جانباز سپاہی کئی روز تک جوش انتقام میں پیچ وتاب کھاتا رہا اور مختلف تدبیریں سوچتا رہا غازی صدیق نے جتنے دن گھر میں گزارے گستاخِ رسول کے خلاف ان کی غم وغصے کی شدت میں اضافہ ہوتا رہا۔اور ہمہ وقت بے حال رہنے لگے۔گھر کے کام

کرتے مگر کسی کام میں دل نہیں لگتا تھا۔ رات دن ان کے دل میں ایک ہی جذبہ موجزن رہنے لگا کہ وہ جلد سے جلد قصور پہنچ کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن اور گستاخ کو جہنم رسید کر کے سعادت حاصل کریں۔ اور چین اور سکون ان کا مقدر ہو۔ بالآخر ۱۰ دسمبر ۱۹۳۴ء کو غازی محمد صدیق کا ارادہ فیصلہ کن موڑ پر آ پہنچا، انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ محترمہ عائشہ بی بی (جو بڑی نیک سیرت، حوصلہ منداور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں اور بہت پاکدامن خاتون تھیں۔) سے اس متبرک خواب کا ذکر کرتے ہوئے درخواست کی کہ وہ ان کو یہ مشن مکمل کرنے کی اجازت دیں والدہ نے جتنی آسانی سے اجازت دی شاید بہت سی مائیں اس کا تصور بھی نہ کر پائیں اس لیے کہ آج کی مائیں اپنے جگر گوشوں کو اپنی جان خطرے میں ڈالنے سے روکتی ہیں غازی محمد صدیق شہید نے ماں سے کہا کہ وہ ان کو قصور میں اپنے ماموں کے پاس جانے کی اجازت دے دیں تا کہ وہاں جا کر اس ملعون گستاخِ رسول کو ٹھکانے لگا سکیں۔ قرن اول میں ایسی ہی مائیں تھیں جو اپنے بیٹوں کو اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے میدان وغا میں اتارتی تھیں غازی محمد صدیق کی والدہ اپنے بیٹے میں ایک مجاہد کا جذبہ دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھیں وہ فصل جو انہوں نے اپنے خون جگر سے کاشت کی تھی آج ان کے سامنے لہلہا رہی تھی اس کا بہترین مصرف یہی تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں کٹ جائے، اللہ کے پاک دین اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کے بارے میں فدائی جذبہ رکھنے والی مومن ماں نے اپنے لخت جگر کو شاتم رسول کو جہنم رسید کرنے کی بخوشی اجازت دے دی؛

ایک دین حق کی شیدائی مومنہ ماں کے لیے اس سے بڑھ کر مسرت اور سعادت کی بات اور نہ تھی کہ ان کا بیٹا دین حق اور ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ میں جہاد کر کے اپنا فرض ادا کر کے سرخرو ہو۔ رخصت ہوتے وقت اپنی والدہ سے کہا: ''ماں دعا کرو، میں عظیم فرض کو بطریق

احسن نبھا سکوں اور بارگاہِ الٰہی میں میری یہ کوشش قبول ہو اور سرورِ کونین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی خاطر دی گئی میری یہ قربانی منظور ہو" اس عظیم خاتون نے اپنے بیٹے کا ماتھا چوما اور شوق و مسرت سے اسے شہادت گاہ الفت کی طرف روانہ کیا۔

گھر سے روانہ ہو کر غازی محمد صدیق قصور پہنچے اب وہ اس نابکار پالامل کی ٹوہ میں رہنے لگے ایک روز وہ شام کے وقت بابا بلھے شاہ کے مزار کے قریب ایک درخت سے ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ انہیں معلوم ہوا تھا کہ پالامل اس راستے سے گزرنے والا ہے اتنے میں ایک ایسا شخص وہاں سے گزرنے لگا جو اپنا چہرہ چھپائے ہوئے تھا۔ غازی محمد صدیق نے اس کی راہ روک کر پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور یہاں کیا کر رہا ہے؟ پہلے تو وہ خاموش رہا اور پھر اپنا نام بتانے میں تامل کیا۔ لیکن غازی محمد صدیق کو تنہا دیکھ حوصلہ ہوا اور کہنے لگا کہ مسلمانوں نے پہلے میرا کیا بگاڑ لیا ہے۔ اگر تو میرا نام جان گیا تو میرا کیا کر لے گا؟ اس نے جیسے ہی اپنا نام لیا، غازی محمد صدیق نے اس کو پہچان لیا شدت جذبات سے ان کا چہرہ تمتما اٹھا وہ آج اپنی مشن مکمل کر سکتے تھے یہی وہ جہنمی گستاخِ رسول تھا جسے وہ ٹھکانے لگانے آئے تھے۔

غازی محمد صدیق نے اس سے کہا: "ملعون! میں تو اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ غلام ہوں، کئی دنوں سے تیری تلاش میں تھا۔ تیری بدقسمتی ہے کہ تو خود چل کر میرے پاس آ گیا۔ تو آج تو کسی طرح بھی ذلت آمیز موت سے بچ کر نہیں جا سکتا" یہ کہہ کر انہوں نے اپنے تہ بند سے تیز دھار آلہ نکالا اور للکارتے ہوئے اس پر حملہ آور ہو گئے اور اس پر اس وقت تک متواتر وار کرتے رہے جب تک کہ انہیں یہ یقین نہیں ہو گیا کہ گستاخ واصل جہنم ہو چکا ہے اس طرح غازی محمد صدیق نے اپنے خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا اور گستاخِ رسول کی زبان کو ہمیشہ کے لیے بند کر دی۔

عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ غازی صاحب اس وقت تک اس کی چھاتی سے نہیں اترے جب

تک وہ بے حس وحرکت نہیں ہو گیا۔ملعون کا چہرہ نہ صرف مسخ ہو گیا بلکہ ہیبت ناک شکل اختیار کر گیا تھا۔اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد غازی محمد صدیق نے اس جگہ سے فرار ہونے کے بجائے سب سے پہلے اپنے لباس سے اس ملعون کا ناپاک لہو صاف کیا اس کے بعد نہا دھو کر لباس بدلا اور قریبی مسجد میں جا کر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کیا۔اس کے بعد مسجد کی سیڑھیوں پر آ کر بیٹھ گئے اور اطمینان سے اپنی گرفتاری کے لیے پولیس کا انتظار کرنے لگے۔
اس جگہ موجود افراد کا بیان ہے کہ اگر غازی صاحب فرار ہونا چاہتے تو آسانی سے ایسا کر سکتے تھے۔مگر انہوں نے اپنی خوشی سے گرفتار ہونا پسند کیا۔گرفتاری کے بعد انہوں نے پالامل کے قتل کا برملا اعتراف کیا وہ بلا خوف سب کو بتاتے رہے۔کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ پالامل ہندو کو میں نے قتل کیا ہے۔کیونکہ اس ملعون نے میرے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی تھی۔اور ہمارے مذہب اسلام کے مطابق وہ شخص مسلمان نہیں بلکہ منافق ہے جو نبی کریمؐ کی توہین سن کر خاموش بیٹھا رہے اور ناموس رسول ﷺ کی اہانت کا بدلہ لینے کے لیے اپنی جان کی بازی نہ لگا دے۔ایسے گستاخ کو واصل جہنم کرنا عشق نبوی ﷺ کا تقاضا ہے۔اس لیے میں جو کچھ کیا خوب سوچ سمجھ کر کیا ہے۔اور مجھے قطعاً کوئی ندامت یا افسوس نہیں ہے۔جب تک شاہ مدینہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور تقدس کی ضمانت فراہم نہیں کی جاتی یہ ہوتا رہے گا حقیقت یہ ہے کہ شاتمین رسول ہر دور میں اللہ کے سچے بندوں اور نبی خاتم النبیین ﷺ سے محبت رکھنے والوں کے ہاتھوں اسی طرح جہنم واصل ہوتے رہے ہیں،ایسے دریدہ دہنوں کو جینے کی زیادہ مہلت نہیں ملی۔کوئی نہ کوئی سرفروش مجاہد عشق رسالت مآب ﷺ میں سرشار ہو کر ناموس مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے اپنی جان کی بازی لگاتا اور اپنے آقا ﷺ کی حرمت پر قربان ہوتا رہے گا۔
مقدمے کے دوران اقبالی بیان میں غازی محمد صدیق نے کہا ''میں نے جو کچھ کیا،خوب غور

وفکر کے بعد غیرت دینی کے سبب اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو برقرار رکھنے کے لیے کیا ہے۔اس پر مجھے قطعاً تاسف یا ندامت نہیں۔ بلکہ میں اپنے اس اقدام پر بہت خوش اور نازاں ہوں۔عدالت زیادہ سے زیادہ جو سزا دے سکتی ہے جب چاہے دے دے مجھے قطعاً حزن وملال نہ ہوگا۔مگر جب تک ہمیں شہنشاہ مدینہ ﷺ کی حرمت اور تقدس کے تحفظ کی ضمانت فراہم نہیں کی جاتی کوئی نہ کوئی سرفروش نوجوان اپنے لہو سے چراغ محبت جلاتا رہے گا۔یہ تو ایک جان ہے اس کی بات ہی کیا ہے میں تو آپ ﷺ کی خاک قدم پر پوری کائنات بھی نچھاور کر ڈالوں تو میرا عقیدہ، ایمان اور عشق و وجدان یہی کہتا ہے کہ گویا ابھی حقِ غلامی ادا نہیں ہوسکا۔یہ ایک جان کیا چیز ہے ایسی ہزاروں جانیں میرے آقا ﷺ پر نثار ہیں''

آپ کی والدہ کو جب یہ علم ہوا کہ بیٹے کو سزائے موت سنائی گئی ہے تو انہوں نے فرمایا ''یہ ایک بیٹا تو کیا، ایسے بیس بیٹے بھی ہوتے میں سب کو اپنے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان کر دیتی۔''

تختہ دار پہ اس پروانہ شمع رسالت ﷺ کے آخری الفاظ یہ تھے:

'' میرے اللہ! تیرا ہزار شکر کہ تو نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی عظمت کے تحفظ کے لیے کروڑوں مسلمانوں میں سے مجھ ناچیز کو منتخب فرمایا۔''

غلام محمد سابق گورنر جنرل پاکستان کا انجام

جب ۱۹۵۳ میں تحریک ختم نبوت چلی تھی تو ہزاروں عاشقانِ رسول گرفتار اور شہید ہوئے۔اس وقت غلام محمد گورنر جنرل کے عہدے پر فائز تھا۔تعجب کی بات ہے کہ غلام محمد نے یہ سب کچھ کروانے کے باوجود سعودی حکومت سے درخواست کی کہ مجھے مدینہ میں رہائش دی جائے درخواست قبول کر لی گئی اور حکومت نے اسے باب جبریل سے قریبی

علاقے میں رہائش دے دی۔ جو پاکستان ہاؤس کے نام معروف ہوئی۔ پھر اس نے یہ وصیت بھی کی کہ مجھے وہیں دفنایا جائے۔

لیکن خدا کی قدرت جب یہ مرا تو اس کی لاش کو امانتاً عیسائیوں کے قبرستان میں رکھا گیا۔

جب کچھ عرصے بعد حسب وصیت لاش کو قبر سے نکال کر سعودی عرب روانہ کرنے کے لئے ایک ڈاکٹر، فوج کے کیپٹن، پولیس اہلکار، دو گورکن اور غلام محمد کے قریبی رشتے دار قبرستان پہنچے تو گورکن نے جیسے ہی قبر کھود کر تختے ہٹائے تو تابوت کے گرد ایک سانپ چکر لگاتا دکھائی دیا، گورکن نے لاٹھی سے اسے مارنے کی کوشش کی، مگر وہ نہ مرا۔ پولیس کے سب انسپکٹر نے پستول سے چھ گولیاں داغیں مگر سانپ کو کوئی گولی نہ لگی۔

پھر ڈاکٹر کی ہدایت پر زہریلا سپرے کر کے قبر عارضی طور پر بند کر دی گئی۔ جب دو گھنٹے بعد دوبارہ کھولی تو سانپ اسی طرح چکر لگا رہا تھا آخر باہمی صلاح مشورے سے قبر کو بند کر دیا گیا اور اگلے دن اخبار میں خبر شائع ہوئی کہ سابق گورنر جنرل غلام محمد کی لاش سعودی عرب نہیں لے جائی جاسکی۔ اور وہ اب کراچی ہی میں دفن رہے گی۔

وہ لاش آج بھی کراچی کے گورا (عیسائیوں کے) قبرستان میں دفن ہے۔

عرفان محمود برق صاحب کے مطابق اس قبر پر کتے آ کر پیشاپ کرتے ہیں اور وہاں کا عیسائی گورکن کہتا ہے کی اس قبر سے چیخوں کی بھی آواز سنائی دیتی ہے۔

ہم اللہ پاک سے عافیت کا سوال کرتے ہیں پروردگار ہمیں ذلت والی موت سے بچائے۔

اللہ پاک ہمارے حکمرانوں کو بھی اس سابقہ حکمران سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق دے۔

آمین لقمان شاہد

پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کا انجام

سلمان تاثیر کا واقعہ بیان کرنے سے پہلے 295C کا ناظرین کے سامنے پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو مندرجہ ذیل ہے۔

''دفعہ ۲۹۵، سی۔ نبی کریم ﷺ کی شان میں اہانت آمیز کلمات کا استعمال:

(جو شخص الفاظ کے ذریعے خواہ زبان سے ادا کیئے جائیں یا تحریر میں لائے گئے ہوں، یا دکھائی دینے والی تمثیل کے ذریعے یا بلا واسطہ یا بالواسطہ تہمت یا طعن یا چوٹ کے ذریعے نبی کریم ﷺ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرتا ہے اس کو سزائے موت دی جائیگی

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت توہین رسالت کی سزا۔۔۔سزائے موت پر اسلام کے تمام مسالک کے مسلمانوں بریلوی، دیوبندی، اہلِ تشیع اور اہلِ حدیث کے جید فقہا اور علماء کا اتفاق ہے یہ قانون پاکستان کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظور شدہ ہے)

۱۴ جون ۲۰۰۹ کو ضلع ننکانہ صاحب کے ایک نواحی گاؤں اٹانوالی میں عیسائی مذہب کے ایک عورت آسیہ مسیح نے قرآن مجید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی شانِ اقدس میں نہایت نازیبا ، دل آزار اور گستاخانہ کلمات کہے جن کو دہرانے کی میرا یہ صفحات اجازت نہیں دیتا۔ آسیہ مسیح کے شوہر عاشق مسیح نے فوری طور پر وفاقی وزیر برائے اقلیتی امور شہباز بھٹی سے رابطہ کیا جن کی مداخلت سے کئی دن تک ملزمہ کے خلاف پرچہ درج نہ ہوسکا وفاقی وزیر کی اس حرکت سے علاقہ بھر میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی۔ بالآخر ۱۹ جون ۲۰۰۹ کو آسیہ مسیح کے خلاف تعزیرات پاکستان کی فعہ 295C کے تحت ایف آئی آر نمبر ۳۲۶ درج کر لی گئی۔ ملزمہ کو گرفتار کر کے حفاظتی اقدار کے طور ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ بھیج دیا تھا اہم بات یہ ہے کہ اس کیس کی تفتیش پنجاب پولیس میں نیک نامی اور دیانت داری کی مثال شہرت رکھنے والے جناب سید محمد امین

بخاری ایس پی شیخوپورہ نے کی۔ جنھوں نے ۲۶ جون ۲۰۰۹ء کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۶۱ کے تحت آسیہ مسیح کا بیان ریکارڈ کیا اور نہایت جانفشانی، غیر جانبداری اور شفاف طریقے سے اس کیس کے تمام پہلوؤں کی مکمل تفتیش کرتے ہوئے آسیہ مسیح کو واقعی ملزمہ قرار دیا اور اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ملزمہ آسیہ مسیح کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اور قرآن مجید کے متعلق گستاخانہ باتیں کرنا ثابت ہوا ہے۔ ملزمہ نے یہ تمام باتیں نہ صرف تسلیم کیں ہیں بلکہ اپنی غلطی کی معافی بھی مانگی ہے۔

اس مقدمہ کی سماعت ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب جناب محمد نوید اقبال کی عدالت میں ہوئی۔ تقریباً ڈیڑھ سال اس مقدمہ کی سماعت ہوتی رہی۔ ۸ نومبر ۲۰۱۰ء کو اس مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے ایڈیشنل سیشن جج نے جرم ثابت ہونے پر ملزمہ آسیہ مسیح کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295C کے تحت سزائے موت کا مستحق قرار دیتے ہوئے اپنے فیصلہ میں لکھا

''یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس گاؤں میں عیسائی حضرات کی ایک کثیر تعداد مسلمانوں کے ساتھ کئی نسلوں سے آباد ہے۔ لیکن ماضی میں اس قسم کا کبھی کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ مسلمان اور عیسائی دونوں ایک دوسرے کے مذہبی جذبات اور اعتقادات کے سلسلے میں برداشت اور رواداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر توہین رسالت ﷺ کا اس قسم کا کوئی واقعہ پہلے کبھی اس گاؤں میں آیا ہوتا، تو یقیناً فوجداری مقدمات اور مذہبی جھگڑے اس گاؤں میں پہلے سے موجود ہوتے۔ لہٰذا اس دفعہ یقیناً توہین رسالت ﷺ کا ارتکاب ہوا ہے۔ جس کے باعث مقدمہ درج ہوا اور عوامی اجتماع منعقد ہوا اور یہ معاملہ اس قصبے اور ارد گرد میں موضوع بحث بن گیا۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ نہ تو ملزمہ خاتون نے اپنی صفائی میں کوئی شہادت پیش کی، اور نہ ہی دفعہ (2)340 ضابطہ فوجداری کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے اوپر

لگائے گئے الزامات غلط ثابت کیے۔ مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ استغاثہ نے اس مقدمہ کو کسی شک وشبہ سے بالاتر ثابت کر دیا ہے۔ تمام استغاثہ گواہان نے استغاثہ کے مؤقف کی متفقہ اور مدلل انداز میں تائید وتصدیق کی ہے۔ استغاثہ گواہان اور ملزمہ، اُن کے بزرگوں، یا ان کے خاندانوں میں کسی دشمنی کا وجود نہیں پایا جاسکا۔ لہٰذا ملزمہ خاتون کو ناجائز طور پر اس مقدمہ میں ملوث کیے جانے کا قطعاً کوئی امکان نہیں ملزمہ کو اس مقدمہ میں کوئی رعایت دیئے جانے کا بھی کوئی جواز موجود نہیں۔ لہٰذا میں ملزمہ مسماۃ آسیہ بی بی زوجہ عاشق کو زیرِ دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان موت کی سزا کا مجرم ٹھہراتا ہوں ''

اس فیصلہ کے خلاف دُنیا بھر کی سیکولر لابیاں، نام نہاد ''انسانی حقوق'' کی تنظیمیں اور عیسائی نمائندے میدان میں آ گئے۔ عیسائی پوپ بینڈکٹ نے آسیہ ملعونہ کے دفاع میں احتجاج کرتے ہوئے اس فیصلہ کی مذمت کی اور کہا کہ وہ ایسے کسی فیصلے پر عملدرآمد نہیں ہونے دیں گے۔ پوپ نے ویٹی کن میں منعقد خصوصی دعائیہ تقریب میں آسیہ کی رہائی کے لیے نہ صرف اس کا نام لے دُعا کرائی۔ بلکہ صدرِ پاکستان سے بھی اپیل کی کہ اس کی سزا معاف کی جائے۔ اُنھوں نے حکومت پاکستان سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ قانونِ توہینِ رسالت کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ پوپ کے بیان کے بعد ۲۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو گورنر پنجاب سلمان تاثیر عدالت سے مجرمہ قرار دی جانے والی خاتون سے ملنے کے لیے فوراً ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ پہنچے۔ جہاں اُنھوں نے سپرنٹنڈنٹ جیل شیخوپورہ کے وی آئی پی کمرہ میں آسیہ مسیح سے خصوصی ملاقات کی اور اُسے حکومتی سطح پر ہر ممکن امداد کا یقین دلایا۔ وہ گورنر ہاؤس سے اپنے ساتھ آسیہ مسیح کو ملنے والی سزا کی معافی کی ٹائپ شدہ درخواست بھی ہمراہ لائے تھے۔ گورنر سلمان تاثیر نے میڈیا کی موجودگی میں آسیہ مسیح سے کہا کہ یہ آپ کی طرف سے تحریر کردہ درخواست ہے۔ آپ اس پر دستخط کر دیں تا کہ میں بطور گورنر اس درخواست کو

صدر پاکستان تک پہنچا کر سزا کی معافی ممکن بنواسکوں۔سزا معافی کے بعد آپ کو یورپ کے کسی ملک میں بھجوا دیا جائے گا۔اس موقع پر گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ملعونہ آسیہ مسیح کو معصوم قرار دیا اور کہا کہ دُنیا کی کوئی طاقت آسیہ مسیح کو سزا نہیں دے سکتی۔اُنھوں نے کہا کہ قانون توہین رسالتؐ ایک ''امتیازی، غیر انسانی اور کالا قانون'' ہے جس کو ہر حالت میں ختم ہونا چاہیے۔اس پریس کانفرنس کے ذریعے یورپی ممالک کو یہ پیغام بھی دیا گیا کہ حکومت آسیہ مسیح کو سزا دینے کے حق میں نہیں ہے اور حکومت ایسے تمام قوانین کو بھی ختم کردے گی۔جو اقلیتوں کی ''آزادیِ اظہار'' کی راہ میں رکاوٹ ہے۔معتبر ذرائع کے مطابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے ایڈیشنل سیشن جج جناب محمد نوید اقبال، جنھوں نے شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کا جرم ثابت ہونے پر آسیہ مسیح کو سزائے موت سنائی تھی کو ٹیلی فون کیا اور نہایت غلیظ زبان استعمال کی۔اس کے بعد وہ آئے روز مختلف ٹی وی چینلز پر برملا کہتے رہے کہ قانون توہینِ رسالت ﷺ ضیاء الحق کے دور میں انسانوں کا بنایا ہوا ''کالا قانون'' ہے، اسے ختم ہونا چاہیے۔یاد رہے کہ سلمان تاثیر اس سے پہلے بھی قانون توہینِ رسالتؐ کے خاتمہ کے لیے کئی بار متنازعہ اور اشتعال انگیز بیانات دے چکے تھے۔

۴ جنوری ۲۰۱۱ء کو گورنر سلمان تاثیر اسلام آباد کے سیکٹر ایف سکس ٹو کی کہسار مارکیٹ میں واقع ایک مہنگے ریسٹورنٹ میں اپنے کاروباری دوست شیخ وقاص کے ساتھ کھانا کھا کر واپس اپنی گاڑی کی طرف آرہے تھے کہ ان کے سرکاری محافظ گن مین غازی ملک ممتاز حسین قادری نے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کردی جس پر وہ شدید زخمی ہوگئے۔انھیں فوری طور پر پولیس کی گاڑی میں ڈال کر پولی کلینک لے جایا گیا لیکن وہ راستے میں ہی دم توڑ گئے۔ حسر الدنیا ولاخرۃ۔

غازی ملک ممتاز حسین قادری نے موقع پر خود کو پولیس کے حوالے کر دیا گرفتاری کے وقت وہ حیران حد تک نہایت پر سکون اور مطمئن نظر آ رہا تھا اس نے ابتدائی تحقیقات میں اعتراف کیا کہ ''گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے قانون توہینِ رسالت کو ''کالا قانون'' قرار دیا تھا اس لیے گستاخِ رسولؐ کی سزا موت ہے۔ سلمان تاثیر گستاخِ رسولؐ تھا اس نے چونکہ قانون توہینِ رسالتؐ کے تحت عدالت سے سزا پانے والی ملعونہ آسیہ مسیح کو بچانے کا عندیہ دے کر خود کو گستاخِ رسولؐ ثابت کر دیا تھا اس پر میں نے اپنا فرض پورا کر دیا حضور نبی کریم ﷺ مجھے اپنی غلامی میں قبول کر لیں موت اور زندگی میں کوئی فرق نہیں'' اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں'' اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع نہ کرے تو ضرور زمین پر فساد پیدا ہو جائے مگر اللہ سب جہانوں پر فضل کرنے والا ہے''

گورنر سلمان تاثیر سے طالب علم کا
براؤنز میڈل وصول کرنے سے انکار

دی یونیورسٹی آف فیصل آباد سے ٹیکسٹائل انجینئرنگ میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے نیک بخت طالب علم صاحبزادہ عطاالرسول مہاروی نے ۱۶ نومبر ۲۰۰۹ء کو یونیورسٹی کے سالانہ کانووکیشن میں مہمان خصوصی گورنر پنجاب سلمان تاثیر سے احتجاجاً براؤنز میڈل وصول کرنے سے انکار کیا اور حقارت سے کہا کہ آپ نہ صرف گستاخانِ رسول کی سرپرستی کرتے ہیں بلکہ توہین رسالت ایکٹ 295/C کو ظالمانہ اور ختم کرنے کے بیانات بھی جاری کرتے ہیں۔ اس طرح آپ بذاتِ خود توہین رسالت ﷺ کے مرتکب ہوئے ہیں لہٰذا آپ سے میڈل وصول کرنا گناہ سمجھتا ہوں اور اُس غلیظ ہاتھوں سے میڈل حاصل نہیں کیا۔

سلمان تاثیر کے بارے میں جید علماء کرام کا فیصلہ

۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو ملک کے جید علما کرام نے قانون توہینِ رسالت کو ''کالا قانون'' کہنے اور ملعونہ آسیہ کی بے جا حمایت وسرپرستی کرنے پر سلمان تاثیر کو دائرہ اِسلام سے خارج قرار دیا اور اسی طرح اُس کے میت پر کوئی عالم جنازہ پڑھانے کے لئے نہیں آیا۔ اور تمام علماء نے سلمان تاثیر کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔

عمر الیاس کی بہادری اور جرأت کو سلام

ناروے میں SIAN نامی ایک تنظیم ہے اس کا پورا نام Stop the

ہے۔اس جیسی کئی تناظیم سویڈن اور ڈنمارک وغیرہ Islamization of Norway میں بھی ہیں۔ان سب تناظیم کا ایک ہی ہدف ہے۔اور وہ ہے اسلام دشمنی۔ ان تناظیم سے منسلک لوگ کہیں قرآن جلاتے ہیں کہیں نبی آخرالزمان حضور ﷺ کے گستاخانہ خاکے بناتے ہیں ۱۶ نومبر ۲۰۱۹ء کو قرآن جلانے کا سانحہ ناروے کے شہر کرسٹن سینڈ میں پیش آیا۔ انتہا پسند تنظیم SIAN کے کچھ افراد نے اسلام کے خلاف مظاہرہ کیا۔انتظامیہ کے مطابق اس تنظیم نے ریلی نکالنے اور مظاہرہ کرنے کی انتظامیہ سے باقاعدہ اجازت لی تھی۔البتہ اُنھوں نے قرآن کو نہ جلانے کی یقین دہانی بھی کرائی تھی مظاہرین جو زیادہ تعداد میں نہیں تھے انہیں پولیس نے حصار میں لیا ہوا تھا۔مظاہرہ کرتے ہوئے اچانک لارس تھورسن نامی ایک شخص نے قرآن پاک کے تین نسخے نکالے اِن میں سے دو کو کوڑے دان میں پھینک دیا اور ایک کو نذر آتش کرنا شروع کر دیا۔یاد رہے انتظامیہ نے صرف پُرامن مظاہرے کی اجازت دی تھی لیکن قرآن جلانے کی غیر قانونی حرکت پر بھی پولیس خاموش رہی اور کوئی کاروائی نہ کی۔اس پر عمر الیاس نامی ایک شیر دل بہادر مردِ مومن امت مسلمہ کا ہیرو جو بہادری دکھاتے ہوئے شیر کی طرح سینکڑوں یہودیوں کے ریلی کے بیچ میں کود پڑا اور اس ملعون لارس تھورسن پر شیر کی طرح جھپٹ پڑا اور ملعون کو اس قبیح حرکت سے روکا اور چند لمحوں میں اُس ملعون کا سارا شیطانی ارادہ خاک میں ملا دیا اور لارس تھورسن کو قرآن کی بے حرمتی سے روکنے کے لئے اُس پر لاتوں اور مکھوں کی بارش کر دی اور پوری دُنیا کی مسلمانوں کی دل کا دھڑکن بن گیا۔اسلام مخالف ریلی کے دوران قرآن کریم کے بے ادبی سے روکنے والا محافظ قرآن عمر الیاس مسلمانوں کا ہیرو بن گیا اسلام مخالف ریلی میں ایک ملعون کی جانب سے قرآن کریم کی بے ادبی سے روکنے والے مسلم نوجوان عمر الیاس تمام مسلمانوں کے دلوں کا دھڑکن بن گیا اور تمام دنیا کے مسلمانوں نے عمر الیاس کے اس اقدام

کوخوب سراہا۔

اسلام کی عظمت وحرمت کی کہکشاں میں عظیم ستارے روشن ہوتے ہیں اوراسلام کے گلستان کا ہر پھول پُر بہار نظرآتے ہیں

ناروے کے اس ریلی میں عمرالیاس دابہ بھی عظیم ستارے کے رُوپ میں رونما ہوا اوراس روشن ستارے کے ذریعے سے قرآن کی حفاظت ہوئی اوراسلام کا نام روشن ہوا الحمدللہ۔

میں بھی اپنی اس کتاب کواس روشن ستارے کے ذریعے مزیّن کرنا چاہتا ہوں اوراپنی کتاب ھٰذا یعنی حصہ دوم کو زینت دینا چاہتا ہوں۔اور گلستان کے اس پھول کے ذریعے اپنی اس کتاب کوسجانا چاہتا ہوں۔

جس نے ناروے کے انتہا پسند اوراسلام مخالف تنظیم سیان کے کارکنان نے قرآن پاک کو جلانے کی کوشش کوناکام بنایا۔

پاکستان کے عسکری قیادت نے بھی قرآن پاک کی بےادبی روکنے والے عمرالیاس دابہ نوجوان کو بہادری اور جرأت پر سلام پیش کیا۔ اور پاکستان کے نامور جید علماء جس میں محترم جناب تقی عثمانی صاحب اورمحترم جناب مفتی زرولی خان صاحب بھی شامل تھےانہوں نے غازی عمرالیاس کوملعون پر حملہ اوراُس کی پٹائی پر زبردست حراج تحسین پیش کیا۔

اورتمام دنیا کے مسلمانوں کے دل جیت کرقرآن پاک کی حرمت اورحفاظت کی ذمہ داری انجام دی۔

کافرہےتوشمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

مومن ہوتو بےتیغ بھی لڑتا ہے سپاہی۔

سیلوٹ ہے ایسے نڈر بہادر مسلمان جوسینکڑوں اسلام کے مخالفین میں قرآن پاک کے لئے ڈھال بن گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا انجام

ذلت مآب ضالی مقام ،سلطان الگپ، امام الجاہلین، رئیس المنافقین، سیدالخرافات، مریض العرب والعجم، صاحب حیض ونفاس، غریق دست وبول، شہنشاہ رجولیت، ملعون الدنیاوالاخرہ، رہبر کفروالحاد، عرفِ کانا بھینگا مرزا قادیانی لعنتی ہے۔

انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں سے چھینا تھا اور مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد ایک ایسی چیز تھی جس سے انگریز خائف تھے۔اسی جذبہ کی بناء پر انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی لڑی گئی۔انگریز اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمان اور ان کا جذبہ جہاد ہماری حکومت کے استحکام اور پائیداری کی آڑے آرہا ہے۔اور مزید آئے گا لہٰذا انہوں نے طے کیا کہ کوئی ایسا شخص ڈھونڈا جائے جو مسلمانوں میں جہاد کے جذبے کو ختم کرے۔اور انگریز حکومت نے اس لعنتی مرزا غلام احمد قادیانی کو ڈھونڈا۔اور اس کے بعد اس نے اپنی کتاب The British Government and Jahad کا آغاز ہی اس شعر سے کیا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ وقتال

یعنی وہ مسلمانوں کو کہہ رہا ہے کہ اب جہاد ختم کردو،اب جہاد کے ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے پر تلوار ٹوٹ جائے گی جہاد ختم ہو جائے گا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو منطقی انجام تک پہنچادیں گے اور میں بطور عیسیٰ آچکا ہوں۔کیونکہ وہ کبھی اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ کہتا تھا کبھی کچھ کہتا تھا۔اس شخص کی کوئی ایک زبان تھی نہیں۔لہٰذا اس نے

جہاد کی مخالفت کی اور مسلمانوں میں یہ فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ کہ اب جہاد کی ضرورت نہیں ہے اور یہی انگریزوں کا مقصد تھا جس کے لیے انہوں نے فتنہ قادیانیت کو جنم دیا اور مرزا غلام احمد قادیانی دنیا بھر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو کافر قرار دے رہے تھے گویا یہ فتنہ قادیانیت ایک ایسا فتنہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کے ماننے والوں کو کافر کہتا ہے۔

ظفر اللہ قادیانی پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ تھا قائداعظم کی وفات پر وہ جنازے میں شریک نہیں ہوا اس سے پوچھا گیا کہ تم جنازے میں شریک کیوں نہیں ہوئے تو اس نے جواب دیا کہ یا تو میں کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ ہوں یا مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ ہوں ہوں یعنی بات کھل کر سامنے آگئی کہ یا تو باقی لوگ مسلمان ہیں اور قادیانی کافر ہیں اور یا قادیانی مسلمان ہیں اور باقی تمام عالم اسلام کافر ہیں۔

اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور میرا درجہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر ہے اور میرے ارد گرد جو یہ لوگ کھڑے ہیں یہ میرے صحابہ ہیں اور ان کا مقام العیاذ باللہ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنھم سے اعلی ہے۔

قرآن پاک اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی زبان بڑی پاک صاف، انتہائی مہذب اور شائستہ تھی۔ لیکن اس شخص نے جو نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے جو زبان مسلمانوں کے بارے میں استعمال کی ہے اس کو بیان تک نہیں کیا جا سکتا اتنی غلیظ زبان استعمال کی ہے لہٰذا نہ صرف شرعی بنیادوں پر بلکہ عقلی بنیادوں پر بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹا، مکار اور انگریز کا پیدا کردہ فتنہ تھا اور اس کے پیروکار ایک جھوٹ اور فریب کا تعاقب کر رہے ہیں اور نہ صرف دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں بلکہ اپنے آپ کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔

اس غلیظ ترین انسان مرزا غلام احمد قادیانی کی غلاظت پر بے شمار کتابیں لکھ کر بھی اس کی

غلاظت کا احاطہ ناممکن ہے بس اختصار سے یہاں کام لیا گیا۔
۲۶ مئی ۱۹۰۸ کے دن جائے پاخانہ میں اوندھے منہ مردہ پایا گیا، اور یہ دنیا ایک بڑی غلاظت سے پاک ہوگئی۔ بیشمار لعنت مرزا غلام احمد قادیانی پر

گستاخِ رسول طاہر احمد نسیم کا انجام

طاہر احمد نسیم پشاور رنگ روڈ حیات آباد سے ملحقہ علاقہ اچینی بالا کے رہائشی تھا والد کا نام محمد مقبول شاہ تھا گستاخِ رسول طاہر احمد نسیم کا تعلق بنیادی طور پر قادیانی مذہب سے تھا اور یہ کم عمری میں ۱۹۷۸ میں امریکہ چلا گیا تھا وہاں پر اس کی برین واشنگ ہوئی۔ لگتا یہی ہے کہ کوئی طاقتور لابی گستاخانِ رسول کو سبز باغ دکھاتی ہے کہ آپ مسلمانوں کے مرکز میں جا کر یہ حرکت کریں ہم آپ کو پوری طرح سپورٹ کریں گے یہی گستاخِ رسول گاہے بگاہے پاکستان کا چکر لگا تا رہتا تھا چنانچہ ۲۰۱۱ میں اس نے اپنے نبی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

اس کی دعویٰ نبوت کی وجہ سے پورے شہر میں اشتعال پھیلا۔ ہمارے نوجوان مسلمانوں نے اس کے ساتھ مناظرے کیے

اس کے بعد اس آدمی کے خلاف فتویٰ آیا کہ یہ آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہے، حکومت وقت اس کو گرفتار کرے ورنہ اشتعال پھیلے گا۔ حکومت نے کوئی ایکشن نہیں لیا جبکہ وہ ۲۰۱۱ میں یہ حرکتیں کرنے کے بعد واپس امریکہ چلا گیا۔ اور پھر ۲۰۱۸ میں واپس پاکستان آیا اور پھر وہی

سرگرمیاں شروع کر دیں تب اس پر توہین رسالت 295C کے تحت عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا۔تقریباً دو سال سے یہ مقدمہ عدالت میں چل رہا تھا اور یہی گستاخ جب بھی عدالت میں پیش ہوتا تو بہت مطمئن ہوتا تھا کہ میرے پیچھے امریکہ ہے وہ مجھے یہاں سے نکال لے جائے گا جیسا کہ پہلے گستاخانِ رسول کے مجرموں کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے کیونکہ مغربی طاقتیں ایسے لوگوں کو بہت زیادہ پروٹوکول دیتی ہیں

۱۹۹۲ میں اس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا اور کہا کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں اور نبوت کا سلسلہ جاری ہے

یہ بندہ ہر وقت سوشل میڈیا پر بہت ایکٹیو تھا اور نوجوانوں کے ساتھ مناظرے کرتا تھا۔

یوٹیوب پر اس بندے کے بہت سارے ویڈیوز موجود ہیں جو کہ اس کی غلیظ ذہنیت کی عکاسی کرتے تھے۔

اپنے ایک ویڈیو میں ایک سوال کے جواب میں اس نے کہا کہ میں امریکہ میں ٹیکسی چلا رہا ہوں ۔حالانکہ وہ ہر وقت سوشل میڈیا پر مصروف رہتے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کو باقاعدہ فنڈنگ ہوتی تھی اس لئے تو بیوی بچوں سمیت امریکہ میں رہ رہا تھا۔

پاکستان آنے کے بعد یہاں کے مقامی علماء کے ساتھ کافی مناظرے کر چکا ہے۔اور آج سے آٹھ سال پہلے مجمع میں توبہ تائب ہو چکے تھے اور باقاعدہ کلمہ پڑھ چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کی ختم نبوت کا برملا اظہار کیا تھا اس لئے اس کی اپنے رشتہ داروں میں ایک لڑکی سے رشتہ ہو گیا لیکن شادی کے بعد اپنی بیوی سے کہا کہ مجھ پر ایمان لے آؤ میں نبی ہوں۔اسکی بیوی نے دیگر رشتہ داروں کو مطلع کیا اور اس کے خیالات سے آگاہ کیا

یہ بندہ فیس بک اور وٹس ایپ پر نوجوانوں کو گمراہ کرتا تھا اور ۲۰۱۸ میں تھانہ سربند میں مدرسہ کے ایک طالب علم نے اس کے خلاف باقاعدہ ایف۔آئی۔آر درج کی جس کے ساتھ

رنگ روڈ پر واقع Hyper Mall میں اس کی ملاقات ہوئی تھی اور یہ دونوں فیس بک فرینڈز تھے۔

اس بندے کے خلاف تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے باقاعدہ فتوی جاری کیا تھا

العرض یہ بندہ اپنے کفریہ عقائد سے باز نہیں آ رہا تھا اور باقاعدہ اس کی پرچار کر رہا تھا۔ یہاں یہ بات لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اچینی اور سفید ڈھیری میں قادنیت تیزی سے پھیل رہی ہے اور اس بندے نے بہت سارے نوجوانوں کے عقائد خراب کئے ہیں۔

آج بمورخہ ۲۹ جولائی توہین رسول کا یہ مجرم ایڈیشنل سیشن جج پشاور کے عدالت میں مقررہ تاریخ کے پیشی پر آیا تھا کہ ایک بہادر اور نڈر نوجوان فیصل (عرف خالد) نے پولیس سے اسلحہ لے کر ایڈیشنل سیشن جج پشاور کے عدالت میں جہنم واصل کر دیا۔ اور اس گستاخِ رسول کی غلاظت سے پوری دنیا کو پاک کر دیا۔

آج کے واقعہ سے ایک بات پوری دنیا پر عیاں ہوگئی کہ مسلمان چاہے کتنا ہی کمزور عقیدے والا اور کتنا ہی گنہگا کیوں نہ ہو، لیکن اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتے

دوسری اہم بات یہ کہ اگر عدالتیں توہین رسالت کے مطابق فیصلے نہیں دینگے اور اس قانون کو implement نہیں کریں گے تو پھر اسی طرح لوگ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لیں گے

تیسری اہم بات: لفظ خاتم النبیین پر لڑکھڑاتی زبان والوں کو بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ پاکستان کے بائیس کروڑ عوام ناموس رسالت پر تن من دھن قربان کرنے کو تیار ہیں اس لئے قادیانیوں اور احمدیوں اور مرزائیوں پر مہربانیاں بند کی جائیں اور ان کو مملکت خداداد پاکستان میں key position سے ہٹائیں

غدارانِ ختم نبوّت کا انجام

(جن لوگوں نے تحریک تحفظ ختم نبوت پر ظلم کیا تھا وہ کیونکر مرے اوران کے ساتھ کیا بیتی)

اللہ تعالیٰ سردار عبدالرب نشترؒ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، ایک دن عندالملاقات راقم سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''ختم نبوت کی تحریک (۱۹۵۳) کے دوران میں جن لوگوں نے اقتدار کے زعم میں فدایانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہایا، ان کا انجام ورق عبرت ہوگیا ہے۔انہیں قدرت نے اتنی زبردست سزادی کہ اس کا تصور کرتے ہوئے جی کانپتا ہے۔وہ سزا کیا تھی اور عبرت کیا؟''

سردار صاحب نے تفصیلات نہیں بتائیں لیکن راقم بعض واقعات سے آگاہ ہے مثلاً قلعہ لاہور میں علماء کو تفتیش کے لئے رکھا گیا تو پولیس کا جو آفیسران علماء پر مامور تھا، اس نے اتنی گندی زبان استعمال کی کہ ہم ملفوف سے ملفوف الفاظ میں بھی بیان نہیں کر سکتے پھر اس کا جو انجام ہوا، ہمارے سامنے ہے۔اگلے ہی دن اس کی جوان لڑکی کی تالاب میں ڈوب کر مرگئی قدرت یونہی عبرت سکھاتی ہے۔

ایک دوسرے سپرنٹنڈنٹ پولیس جوان دنوں سی آئی ڈی میں اے سیکشن کے انچارج تھے ایک مسلح دستۂ پولیس لے کر مال روڈ پر نوجوانوں کو شہید کرتے رہے۔انہوں مال روڈ پر چینی لنچ ہوم کے سامنے دو درجن نوجوانوں کے ایک ہجوم پر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ

لگانے کی پاداش میں گولیوں کی بارش کروائی، کئی ایک نوجوان شہید ہو گئے۔ وہ ان کی لاشوں کو ٹرک میں لاد کر جانے کہاں لے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سپرنٹنڈنٹ پولیس کو چند دنوں میں سزا دی۔ اس کا بیٹا کھیلتا ہوا اس طرح گرا کہ اس کے پیٹ میں شکستہ بوتل کے ریزے چلے گئے اور وہ آناً فاناً رحلت کر گیا۔ وہ ایک ہی سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا خود اپنے حلقوں میں کبھی عزت پیدا نہ کر سکا اس پر پولیس کے اہلکار اور آفیسر بھی لعنت بھیجتے رہے۔ کہ وہ نوکری کے غرور میں اندھا ہو چکا تھا۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ ایک ڈپٹی کمشنر جس نے مسلمان عوام پر تحریک کے چار دنوں میں وحشیانہ ظلم کیے پاگل ہو گیا تھا پھر بہت دنوں پاگل خانے میں رہا۔۔۔ یہ تو خیر معمولی افسروں کے واقعات ہیں اور راقم کو ذاتی طور پر معلوم ہے کہ بعض پولیس آفیسر جو فدایانِ ختم نبوت کے معاملہ میں فرعون ہو گئے تھے ان کا انجام کیا ہوا اور وہ کس طرح تڑپ تڑپ کر مرتے رہے اور ان کی اولاد پر کیا بیتی؟

ملک غلام محمد ان دنوں گورنر جنرل تھے، انہوں نے ہمارے ثقہ معلومات کے مطابق شیخ دین محمد گورنر سندھ کی اس تجویز کو مسترد کر دیا تھا کہ قادیانی فرقے کو فی الفور اقلیت قرار دیا جائے۔

شیخ صاحب نے اس سلسلہ میں ایک آئینی و دستوری مسودہ تیار کیا۔ الحمدللہ وہ محفوظ ہے۔ لیکن ملک غلام محمد بعض عادتوں میں سر ظفر اللہ خان کے ساتھی تھے، انہوں نے ختم نبوت کے مضمرات پر غور نہ کیا اور وہ قیمتی مسودہ ٹھکرا دیا، بلکہ اس جرم میں ایک سازش کے تحت شیخ صاحب کو گورنری سے سبکدوش کر دیا ملک غلام محمد کس طرح مرے، سب کو معلوم ہے وہ آخری ایام میں دماغ کے تعطل کا ورق عبرت تھے، کسی مسلمان کہلانے والے کی موت اس سے زیادہ عبرت ناک کیا ہو سکتی ہے کہ وہ مر جائے تو اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ ملے۔ ملک غلام محمد گوروں کے قبرستان میں دفن کیے گئے اور اب شاید وہ قبر ہی مٹ چکی ہے، کسی پھول یا چراغ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کوئی مسلمان انہیں عزت سے یاد نہیں کرتا اور نہ

کسی رعایت واحترام سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔ وہ خداوعوام دونوں کے معتوب ہوکر مرے تھے۔

سکندر مرزا اس زمانہ میں ڈیفنس سیکریٹری تھے۔ وہ ختم نبوت کی تحریک کو کچلنے کے لیے اتنے بے تاب تھے کہ لاہور گورنر ہاؤس میں افسران مجاز سے چیخ چیخ کر پوچھتے کہ مجھے یہ نہ بتاؤ فلاں جگہ امن قائم ہوگیا ہے یہ بتاؤ کہ تم کتنی لاشوں کی بشارت لائے ہو کوئی گولی ضائع تو نہیں ہوئی۔

اس سکندر مرزا کے انجام سے ایک دنیا واقف ہے کہ ملک سے نکالا گیا۔ لندن کے ایک ہوٹل میں منیجر ہوگیا پھر وہاں فاحشہ عورتوں کی دلالی کرتا رہا آخر بے بسی میں نذر اجل ہوا تو لحد کے لیے وطن کی زمین نصیب نہ ہوئی، دیارِ غیر میں مرا اور ایک دوسرے ملک میں قبر کے لیے جگہ ملی۔ اور پھر اس کے قبر سے اس کے ہڈیوں کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ میں نے اپنی کتاب محمد ﷺ کی عظمت اور گستاخانِ رسول کے حصہ اوّل میں تفصیلاً ذکر کیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں

یہ واقعات ہم نے اس لیے لکھے ہیں کہ آج بھی سرکاری ایوانوں میں بعض اس قسم کے وزراء حکام موجود ہیں جنہیں مزدور کے پسینہ سے تو ہمدردی ہے لیکن ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس سے نہیں۔ ہم انہیں یہی کہیں گے:

خدا کی غصہ میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈرو

محترم جناب آغا شورش کاشمیریؒ

ایک قادیانی کا انجام

ضلع تھر پارکر میں ایک بزرگ مستری برکت علی تھے جو لوہار کا کام کرتے تھے ایک دن ان کے پاس ایک مرزائی آیا اور آتے ہی اس نے مرزا قادیانی کو نبی ماننے اور سچا نبی ہونے پر یقین رکھنے اور پھر اس کے دین میں مستری صاحب کو داخل کرنے کے لئے تبلیغ شروع کردی۔۔

مستری صاحب اس وقت بیٹھے اپنے ہاتھ سے بنائی ایک کلہاڑی کی دھار تیز کرنے میں مصروف تھے۔ مرزائی جب تک بولتا رہا۔ یہ کلہاڑی کی دھار خوب تیز کرنے میں مصروف رہے۔ جب دھار خوب تیز ہوگئی تو یک دم اٹھے اور کلہاڑی کو اس مرزائی کی گردن پر رکھ دیا اور کہا

کہو! مرزا قادیانی بے ایمان اور جھوٹا تھا اور ایسا ویسا تھا

مستری صاحب نے جیسے جیسے کہا مرزائی ویسا ہی بولتا رہا

گویا مستری صاحب نے اس مرزائی سے اقرار کرالیا

جب مستری صاحب مطمئن ہوگئے تو وہی کلہاڑی اس مرزائی کے ہاتھوں میں تھما کر کہنے لگے۔

اب کلہاڑی میری گردن پر رکھو اور مجھ سے کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کروں۔

اللہ کی قسم میں ٹکڑے ٹکڑے ہوجاؤں گا مگر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

فرانس کے سیموئل نامی ٹیچر کا انجام

فرانس کے دار الحکومت پیرس کے علاقہ میں ایک تعلیمی ادارے کے اندر بچوں کو تعلیم

دینے والے سیموئل نامی ایک سر پھرے ٹیچر نے کلاس میں مسلمانوں کی سب سے محبوب ہستی آقائے دو جہاں، سرکار دو عالم، فخر دو عالم رحمۃ للعالمین، حضرت محمد مصطفی ﷺ کے گستاخانہ خاکے بنائے۔ کلاس میں پڑھنے والے مسلمان بچوں نے اس بات کی شکایت کی جس پر والدین نے سکول انتظامیہ کے پاس اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا۔ لیکن پیرس جیسے متمدن و مہذب شہر میں رہنے والی سکول انتظامیہ ٹس سے مس نہ ہوئی، مسلم طلباء میں شدید غم و غصے کی کیفیت پیدا ہو گئی، جمعہ ۱۶ اکتوبر ۲۰۲۰ کو اس کارٹونسٹ ٹیچر نے ایک بار پھر سے گستاخانہ خاکے بنائے اور نہ صرف خود بنائے بلکہ طلبہ کو بھی گستاخانہ خاکے بنانے کا کہا۔ جس پر مسلم طلباء کے جذبات کو سخت ٹھیس پہنچی مگر ایک نوجوان طالب علم عاشق رسولؐ عبداللہ الذوروف شہید کے جذبات کو گویا آگ لگ گئی، اس کے جذبات اس قدر شدید مجروح ہوئے، کہ وہ اندر ہی اندر سے ٹوٹتا چلا گیا، اسے اپنی زندگی بے کار اور فضول نظر آنے لگی۔ پیرس جیسے ترقیافتہ، خوبصورت اور عیش و عشرت سے بھرے شہر میں اس کا دم گھٹنے لگا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ ایک اضطراف اور بے چینی نے اسے تلملا کر حیران و سرگرداں کر کے رکھ دیا کیونکہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی سب سے محبوب ہستی کو ایک بد باطن نے اپنی خیانت کا نشانہ بنایا تھا، بالآخر اس نے کائنات کی محبوب ترین ہستی کے متعلق ہرزہ سرائی کرنے والے ٹیچر کو روئے زمین سے مٹانے کا فیصلہ کر لیا اس نے عقل کی بندھنوں سے نکل کر عشق کی لامحدود وادی میں پہنچنے کا عزم کر لیا، اس نے خنجر لے کر پیرس کی بازاروں میں اس گستاخ کارٹونسٹ ٹیچر کا تعاقت کیا شام پانچ بجے کے قریب اس نے موقع پا کر ٹیچر سیموئل کی گردن دبوچ لی اور شیر کی دھاڑ کر ایک دم اس کا سر قلم کر کے رکھ دیا سیموئل کی گردن کو اس کے ناپاک جسم سے جدا کر کے زمین پر پھینک دیا، سیموئل کو جہنم واصل کر کے اس نوجوان کی روح کو سکون مل گیا۔ وہ جس منزل کی تلاش میں سرگرداں تھا، وہ منزل اسے مل

چکی تھی وہ جس اضطراف کا شکار تھا وہ سکون میں بدل چکا تھا وہ جس پریشانی میں مبتلا تھا اس کی جگہ دائمی خوشیاں اس کا مقدر بن چکی تھیں، پھر اس نوجوان نے نہایت ہی اطمینان سے سیموئل کی کٹی ہوئی گردن کی تصویر ٹویٹر پر اَپ لوڈ کر کے فرانسیسی صدر میکرون کو مخاطب کرتے ہوئی۔۔۔

''ہر گستاخ رسول کی سزا''۔۔۔سر تن سے جدا۔۔۔'' کا پیغام بھی لکھا سیموئل کی قتل کا سن کر فرانسیسی پولیس سائرن کی گونج میں جائے وقوعہ پہنچ گئیں نوجوان مسکرا رہا تھا اس کے ہاتھ میں خنجر اور چھوٹی سی پسٹل موجود تھی ۱۷ سالہ اس خوبرو نوجوان سے پولیس اس قدر خوفزدہ تھی کہ ایک قدم آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کر سکتی تھی۔ادھر اس نوجوان نے خوشی کے مارے سینہ تان کر نعرہ تکبیر بلند کیا اُدھر سے پولیس نے گولی چلائی اور اس عاشق رسولؐ نوجوان کو خون میں تڑپا کر رکھ دیا۔ حضرت سمیہؓ اور حضرت خبیبؓ نے جس سفر کا آغاز مکہ کی سرزمین سے کیا تھا وہ نوجوان فرانس کی سرزمین پر اس سفر کا راہی بن کر حیات جاوداں حاصل کر گیا۔

عبداللہ الذوروف شہید ۲۰۰۲ء میں چیچنیا میں پیدا ہوا چیچنیا میں خانہ جنگی اور قتل و غارت کی وجہ سے عبداللہ الذوروف شہید کے والدین چیچنیا چھوڑنے پر مجبور ہوئے حالات نے عبداللہ کے خاندان کو فرانس کی سرزمین پر پناہ گزین کی حیثیت سے جگہ دلوائی فرانس جا کر عبداللہ نے پڑھنا شروع کیا وہ خود کو علم کے زیور سے آراستہ کر کے ایک خوشگوار زندگی گزارنا چاہتے تھے ملک سے ہزاروں میل دور ہجرت کرنے والے اس کے والدین اپنے بیٹے عبداللہ سے بے شمار امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے۔انہوں نے عبداللہ کے بارے میں بے شمار حسین خواب سجا رکھے تھے۔وہ اسے تعلیم یافتہ اور بہتر مستقبل کے لئے سکول داخل کر چکے تھے لیکن سیموئل جیسے شیطان فطرت بد باطن نے ان کی دنیا کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا مگر عبداللہ الذوروف اپنے والدین کے لئے وہ کچھ کر گئے جو بہت کم لوگوں کی قسمت میں

ہوتا ہے۔ عبداللہ کے والدین یقیناً خوش قسمت تھے جن کے کمسن بیٹے نے اپنی اُبھرتی ہوئی جوانی آقائے دو عالم ﷺ کی عزت وناموس پر قربان کر کے حیات جاودانی کی عظیم نعمت پالی۔ مغربی معاشرہ اظہار رائے کی آزادی کے نام آئے روز مسلمانوں کی دل آزاری کرر ہا ہے۔ کائنات کی سب سے مقدس ہستی کو اپنے گندی حرکتوں کا نشانہ بنا رہا ہے۔ مسلمانوں کی دل آزاری مغربی سورماؤں کا محبوب مشغلہ بن چکا ہے، حالانکہ ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مسلمان اس چیز پر سب سے زیادہ جذباتی ہوتا ہے انہیں یہ یقین ہے کہ مسلمان اپنی نبیؐ کی گستاخی کسی قیمت پر بھی برداشت نہیں کرتا۔ مگر اس کے باوجود مغرب معاشرہ کے سیاہ دل لوگ اپنی گندی حرکتوں سے باز نہیں آتے ان کے ہاں یہ بیماری اس قدر سرایت کر چکی ہے کہ حکمرانوں سے لے کر مذہبی پیشواؤں تک سب کے سب اس جرم میں ایک دوسرے سے بڑھ کر مسلمانانِ عالم کے جذبات کو مجروح کرنے کے درپے ہیں مسلمان چاہے دنیا کے کسی خطے میں رہنے والا ہو۔ وہ اپنے نبی کریم ﷺ کی شان میں کسی قسم کی کوئی گستاخی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں، یہ صرف پاکستان یا افغانستان کے مسلمانوں کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ پوری دنیا کی مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اور جو شخص مسلمانوں کے اس بنیادی عقیدے پر حرف گیری کرے گا۔ اس کو اسی انجام سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جس انجام سے فرانس کا کارٹونسٹ ٹیچر سیموئل کو دوچار ہونا پڑا عبداللہ الذوروف کسی مدرسہ اور مسجد کا طالب علم نہیں تھا اور نہ ہی اس نے کسی جگہ ختم نبوت کا کورس پڑھا تھا بلکہ وہ ایک سیدھا سادہ مسلمان نوجوان تھا جو چیچنیا جیسے جنگ زدہ علاقہ میں پیدا ہوا تھا اور پیرس جیسے آزاد خیال شہر کا رہائشی تھا جہاں کسی قسم کا کوئی مذہبی ماحول نہیں کہ وہ کسی مذہبی ماحول سے متاثر ہو کر سیموئل کے قتل پر آمادہ ہو چکا ہو بلکہ ایمان کی وہ چنگاری جو اس کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی سیموئل کی گستاخی پر وہ چنگاری ایک ایسا شعلہ بن گئی جس نے فرانس جیسے ملک میں اپنے تمام تر

مستقبل کی پرواہ کیئے بغیر سیموئل کو اس کے انجام بد تک پہنچا دیا مغربی سورماؤں کو اب تو احساس ہونا چاہیئے کہ وہ جہاں بھی پیغمبر اسلام ﷺ کے بارہ میں بدزبانی کریں گے انہیں کسی عبداللہ الذوروف جیسے عاشقِ رسول مسلمان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مغربی ماحول میں موجود تنگ نظر اور گوری چمڑی کے اندر سیاہ دل رکھنے والے گستاخانِ رسول ﷺ اپنے آپ کو جتنا بھی محفوظ سمجھیں، انہیں دنیا کی کوئی جگہ پناہ نہیں دے گی۔ ۱۷ سالہ چیچن طالب علم عبداللہ الذوروف نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر فرانس جیسے ملک میں ایک گستاخِ رسول کو جہنم واصل کر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کر کے مغرب کے سر پھرے حکمرانوں کو یہ پیغام پہنچا دیا کہ مسلمان دنیا کے کسی کونے میں بھی ہو وہ مسلمان ہوتا ہے۔ اس اپنے نبی ﷺ سے بڑھ کر کسی سے محبت نہیں ہو سکتی ہے۔ وہ اپنے نبی ﷺ پر غیرت کی انتہا کو پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ اسے سب کچھ برداشت کرنے کی ہمت ہے مگر اپنے نبی ﷺ کے بارے میں کسی قسم کی کوتاہی ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ عبداللہ الذوروف کو پتہ تھا کہ اس کارروائی کے بعد اس کا اور اس کے گھر والوں کا کیا انجام ہو گا مگر اس نے ان تمام خطرات سے بے پرواہ ہو کر وہ کام کیا۔ جو ایک باغیرت مسلمان کو کرنا چاہیئے

اس کے استقبال کے لئے یقیناً بے شمار فرشتے آئے ہوں گے۔ جنہوں نے اس کمسن عاشقِ رسول کو آقائے دو جہاں ﷺ کے دربار بڑے فخریہ انداز سے پیش کیا ہو گا۔ اور آپ ﷺ نے بھی اُسے نہایت ہی شفقت و محبت سے اپنے آغوش نبوت میں لے لیا ہو گا۔ اور بڑے پیار سے تھپکی دی ہو گی کہ پیرس جیسے آوارگی سے بھرے شہر میں اس نے دنیا کی عیشِ و عشرت سے آنکھیں بند کر کے اپنے پیغمبر ﷺ پر غیرت کرتے ہوئے ایک گستاخ کے سر کو تن سے جدا کر دیا اور خود بھی عشق و محبت

کی تمام منزلوں سے گزر کر آقائے دو جہاں ﷺ کے پاس پہنچ گیا رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں

آخر میں پاکستان کے موجودہ اور آنیوالے حکمرانوں سے التماس ہے۔اور یہ مطالبہ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ پاکستان کے غیور عوام کی طرف سے بھی ہے کہ جو قوانین اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات کے حوالے سے ہیں انہی قوانین کو ختم کرانے کے لئے مغرب پورا زور لگا رہا ہے۔

ان قوانین کے حفاظت کی جائے اور ایسے اقدامات کئے جائیں کہ آئندہ کسی کو ان قوانین کو ختم کرنے یا ترمیم کرنے کی جرأت نہ ہو۔اور اگر ان قوانین کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو کوشش کرنے والے کا انجام پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر جیسے ہوگا۔

الحمد للہ کتاب ھذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور گستاخانِ رسول کا دوسرا حصہ کی تکمیل ۲۰۲۱ء بمطابق ۱۴۴۱ کو ہوئی۔اور تیسرا حصہ انشاء اللہ جلد تیار ہو جائے گا۔

ناظرین سے التماس ہے کہ اپنی رائے سے آگاہ کیجئے۔اور ساتھ اس موضوع کے متعلقہ مواد بھیج کر اس کارِ خیر میں شرکت فرما کر اجرِ عظیم حاصل کریں۔